دئے جلائے ہوئے ساتھ ساتھ رہتی ہے
تمہاری یاد تمہاری دُعا ہمارے لئے
وہ جس پہ رات ستارے لئے اُترتی ہے
وہ ایک شخص دُعا ہی دُعا ہمارے لئے
احمدی نوجوانوں کیلئے
ماہنامہ
خالد
ربوہ
سالنامہ
نومبر ۱۹۹۲ء
ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

مِرا نالہ اُسؐ کے قدموں کے غبار تک تو پہنچے

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ کا نعتیہ منظوم کلام

— جو —

۳۱ جولائی ۱۹۹۲ء کو جلسہ سالانہ یو۔کے کے افتتاحی اجلاس میں پڑھا گیا

جو اجازت ہو تو عاشق درِ یار تک تو پہنچے — یہ ذرا سی اِک نگارش ہے۔ نگار تک تو پہنچے

دلِ بے قرار قابُو سے نِکل چکا ہے۔ یا ربّ — یہ نِگاہ رکھ کہ پاگل سرِ دار تک تو پہنچے

جو گلاب کے کٹوروں میں شرابِ ناب بھر دے — وہ نسیمِ آہ۔ پھُولوں کے نکھار تک تو پہنچے

کچھ عجَب نہیں کہ کانٹوں کو بھی پھُول پھَل عطا ہوں — مِری چاہ کی حلاوت رگِ خار تک تو پہنچے

یہ محبّتوں کا لشکر ہے جو کرے گا فتحِ خیبر — ذرا تیرے بُغض و نفرت کے حِصار تک تو پہنچے

مجھے تیری ہی قسم ہے کہ دوبارہ جی اُٹھوں گا — ترا نفخِ رُوح میرے دلِ زار تک تو پہنچے

جو نہیں شمار اُن میں تو غُرابِ پر شکستہ — تِرے پاک صاف بگلوں کی قطار تک تو پہنچے

تِری بے حساب بخشش کی گلی گلی نِدا دوں — یہ نوید تیرے چاکر گنہگار تک تو پہنچے

یہ شجر خزاں رسیدہ ہے مجھے عزیز یا ربّ — یہ اِک اَور وصلِ تازہ کی بہار تک تو پہنچے

جنہیں اپنی حبلِ جاں میں نہ مِلا سُراغ تیرا — وہ خود اپنی ہی اَنا کے بُتِ نار تک تو پہنچے

کِسے فکرِ عاقبت ہے۔ انہیں بس یہی بہت ہے — کہ رہینِ مرگ 'داتا' کے مزار تک تو پہنچے

ہے عوام کے گناہوں کا بھی بوجھ اس پہ بھاری — یہ خبر کِسی طریقے سے حِمار تک تو پہنچے

یہ خبر ہے گرم یا ربّ کہ سوار خواہد آمد — کروں نقدِ جاں نچھاور مِرے اُس سوار تک تو پہنچے

وہ جوانِ برق پا ہے۔ وہ جمیل و دِلرُبا ہے

مِرا نالہ اُس کے قدموں کے غبار تک تو پہنچے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

نومبر 1992ء

نبوت 1371ھش

جلد 40 شمارہ 1 قیمت 12 روپے

*

ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

*

پبلشر۔ مبارک احمد خالد
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد
دارالصدر جنوبی ربوہ

اس شمارے میں آپ کے لئے

سالنامہ

اداریہ

وَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا

سوا سو سال قبل ہندوستان کے صوبہ مشرقی پنجاب کی ایک بستی قادیان میں ایک شخص پیدا ہوا جسے خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی روحانی نشاۃ ثانیہ کے لئے کھڑا کیا اور اسے مسیح و مہدی کا لقب دے کر مقامِ ماموریت پر سرفراز فرمایا۔ اس شخص کا نام مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ الف الف تحیہ و سلام) ہے۔

آپ نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کامل متابعت کی اور ان کے وجود کے نقوش کو اپنے اندر پیدا کیا۔ ابتدا ہی سے آپ کو خدا تعالیٰ نے شرفِ مکالمہ و مخاطبہ سے نوازا اور جب آپ خدا کی طرف سے مقام ماموریت پر مبعوث ہوئے تو خدا تعالیٰ نے آپ سے فرمایا

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

اس کے بالمقابل جس طرح کہ لوگوں کی عادت ہے آپ کی مخالفت کا طوفان گرم ہو گیا اور چار سُو اس بات کے اعلان ہونے لگے کہ ہم اس آواز کو اس بستی سے باہر بھی نکلنے نہ دیں گے۔ استہزاء کا بازار گرم کر دیا گیا کہ وہ شخص جس سے اس کے اہل خاندان بھی واقف نہیں اس بات کا مدعی ہے کہ اس کی تبلیغ اور اس کی آواز دنیا کے آفاق اور اس کی وسعتوں میں پھیلتی چلی جائے گی۔ ان کے نزدیک یہ بات محض ایک دیوانگی میں کہی گئی "لاف" تھی۔ لیکن وہ تو خدا کی طرف سے تھا۔ اس کا اپنا تو کچھ نہ تھا۔ اس کے تو تمام فیوض اور برکات کا سرچشمہ ازلی و ابدی خدا تھا اور وہ یہ بات اپنے منہ سے نہیں بلکہ خدا کے منہ سے کہہ رہا تھا۔

اور سب سے بڑھ کر تو یہ کہ اس کو جس نے مقامِ مہدویت پر فائز کیا تھا خود اس کا کہنا تھا کہ اس کی آواز ارض و افلاک کی وسعتوں میں پھیلے گی۔ اور پھر دنیا کی نگاہوں نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ "صدائے فقیرانہ حق آشنا" قریہ قریہ، بستی بستی پھیلتی چلی گئی۔ ایک سے دو اور دو سے چار ہونے کا سلسلہ جاری رہا تا بایں کہ اب یہ آواز فضائے بسیط کو چیرتی ہوئی افلاک کی وسعتوں میں سفر کرتی ہوئی تمام بنی نوع انسان کے دلوں میں اترتی چلی جا رہی ہے۔

سیدنا امام مہدی کی آمد اور اس کی آمد کی علامات کے بارے میں کتب گزشتہ میں ہر گوشہ کو واضح کیا گیا ہے۔ کچھ علامات ہیں جو پوری ہو چکی ہیں اور کچھ علامات ہیں جو پوری ہو کر اپنی صداقت کے ساتھ ساتھ مہدی کے صدق کا بھی اعلان کر رہی ہیں۔

نجم الثاقب میں شیخ جلیل فضل بن شاذان کی روایت درج ہے کہ

"انہوں نے اپنی غیبت میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ ضرور ہے کہ مہدی کے زمانے میں مومن مشرق میں ہوگا اور اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہوگا۔ اسی طرح جو مغرب میں ہے وہ اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہے"۔ (بحوالہ امام مہدی کا ظہور صفحہ مرتبہ اسد اللہ کاشمیری صاحب)

جولائی 1992ء کا وسط مشرقی خطہ ارض کے لئے واقعتاً مسرت و انبساط کا مہینہ تھا جب مغربی افق سے SATIELITE کے ذریعے حضرت امام مہدی کے چوتھے جانشین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب براہ راست نشر ہونا شروع ہوا۔ ہم نے تو یہ جانا کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کا قول صرف اس شخص کے دل کی بات نہ تھی بلکہ خود خدا کے منہ کی بات تھی۔ ہم تو اس یقین پر قائم ہوئے کہ مخبر صادق کے اہلِ بیت تک جو روایت پہنچی اس نے سیدنا و مولانا حضرت امام مہدی کی صداقت کو اجاگر تو کیا ہی لیکن ساتھ ہی سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر ایک کبھی نہ مٹنے والی مہر تصدیق ثبت کر دی۔

آج جب کہ دین محمد مصطفےٰ کے ماننے والے باہم دست و گریباں ہیں۔ عرب و عجم کی نفرتیں بڑھتی جا رہی ہیں ایسے میں خدا کے فرستادہ اور اس کے خلیفہ کی آواز کا تمام عالم میں پھیل جانا ایک معجزہ سے بھی بڑھ کر ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے خدا سے خبر پا کر خود اعلان کر دیا تھا کہ دیکھو میں مالکِ حقیقی کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہوں اور میری مخالفت میں سوائے ناکامی اور نامرادی کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے.......اے لوگو تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعائیں نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے منہ اور ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور

افتراء کے ساتھ ہو اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خدا نے میرے سپرد کی ہے اور اس کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس میں سستی کروں۔ اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر مجھے کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے محض ایک کیڑا اور بشر کیا ہے محض ایک مضغہ۔ پس کیونکر میں حی و قیوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کر دے گا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو" (روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 400۔ 401)

پس قادیان کی گمنام بستی سے اٹھنے والی یہ آواز اب دلوں پر راج کرنے کو ہے۔ دجل اور باطل کی تمام قوتیں اب ختم ہونے کو ہیں۔ خدا کی یہ بات پوری ہونے والی ہے کہ

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔ (نزول المسیح صفحہ 89)

زمین اور آسمان اب پکار پکار کر کہہ رہے ہیں "ھٰذا خلیفۃ اللہ المھدی" کہ آنے والا آگیا۔ اے نیند کے ماتو اٹھو، اے غفلت کے لحافوں میں پڑے سونے والو بیدار ہو جاؤ اور اے دل کے کانوں کے سننے والو سنو۔

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیر غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر دیار
اُس زمانہ میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پوری ہوئی بعد از مرور روزگار
اب ذرا سوچو کہ کیا یہ آدمی کا کام ہے
اس قدر امر نہاں پر کس بشر کو اقتدار
سوچ لو یہ ہاتھ کس کا تھا کہ میرے ساتھ تھا
کس کے فرماں سے میں مقصد پا گیا اور تم ہو خوار

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

غیر مسلموں سے حُسن سلوک

(مقالہ نگار: محترم مولانا غلام باری صاحب سیف)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جزیرہ نما عرب میں مشرک، عیسائی، یہودی، دہریہ سبھی بستے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ آپؐ کا پیغام تمام بنی نوع انسان کے لئے تھا اور یہ پیغام قیامت تک آنے والی مخلوق کے لئے رحمت اور ہدایت کا موجب ہے۔ آپؐ اس لئے تشریف لائے تا مخلوق کا رشتہ خالق سے استوار کیا جائے۔ آپؐ بھولی بھٹکی گم کردہ مخلوق کو خدا کے قرب کی راہ دکھانے آئے تھے۔ آپؐ مخلوق کی جملہ روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔

مخالفین کا سلوک

لیکن جب آپؐ نے ان کو خدا کا سرمدی پیغام پہنچایا وہ آپؐ کے درپے آزار ہوگئے۔ احادیث اور تاریخ میں ان سب ایذاؤں کا ذکر ہے جو آپؐ کو مشرکین، غیر مسلموں یعنی یہود، عیسائیوں اور بت پرستوں سے پہنچیں۔ کون سا ظلم اور زیادتی تھی جو آپؐ سے نہ کی گئی۔ مؤرخ ابن ہشام لکھتا ہے ایک روز مشرکین مکہ خانہ کعبہ کے گرد اکٹھے ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ نے خانہ کعبہ کا طواف شروع کیا۔ یہ سب آپؐ پر طعن و تشنیع کے تیر برسانے لگے۔ اگلے روز پھر حضورؐ خانہ کعبہ کے ماحول میں تشریف لائے تو سبھی سردارانِ قریش نے جمع ہو کر آپؐ کو گھیر لیا اور پھر وہی حرکات شروع کر دیں اور ساتھ کہتے جاتے تو ہمارے معبودوں کو ایسا کہتا ہے ویسا کہتا ہے اور آپؐ یہی جواب دیتے ہاں میں کہتا ہوں تمہارے جھوٹے معبود کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن قریش کہتے ہیں میں نے دیکھا ان میں ایک شخص آگے بڑھا۔ حضورؐ کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر ان کا گلا گھونٹنا شروع کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ ماجرا دیکھا تو روتے ہوئے آئے اور فرمایا اس لئے اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو کہ یہ کہتا ہے میرا پروردگار وہ ایک خدا ہے۔ دشمنوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکرؓ کو پکڑ لیا۔ آپ کے سرِ مبارک اور ریشِ مبارک کے بال سب کو بکھیر کر رکھ دیا۔ (ابن ہشام جلد 1 صفحہ 188 / 187۔ زیرِ عنوان ذکر مالقی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم من قومہ)

وہ نبی اکرم صلی اللہ سے لغو مطالبات کرتے کہ تیرے ساتھ سونے چاندی کے خزانے ہوں۔ فرشتے ہمارے سامنے نازل ہوں تاکہ ہمیں تمہاری فضیلت اور قرب خداوندی میں کوئی شبہ نہ رہے لیکن آپؐ فرماتے مجھے خدا نے بشیر اور نذیر یعنی تمہیں اسکے فضلوں کیطرف بلانے اور انتباہ کیلئے بھیجا ہے۔ میرا یہی مشن ہے جسکی میں تمہیں دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم اس پیغام کو رد کرتے ہو تو میں صبر کروں گا۔ تمہاری ایذا دہی اور طعنوں کا جواب نہیں دوں گا۔ خدا میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ (ابن ہشام جلد 1 صفحہ 193)

نضر بن حارث قریش کا ایک بڑا لسان قصہ گو تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو خدا کا پیغام سناتے تو وہ رستم و اسفند یار کے واقعات سنانے لگ جاتا۔ وہ ایک دفعہ بعض عیسائی علماء کے ساتھ آیا۔ انہوں نے بعض سوال و جواب بھی حضورؐ سے کئے اور آپؐ سے ان کے جوابات مانگے۔ حضورؐ نے فرمایا کل اس کے جواب دوں گا۔ چند روز تک اس کے بارہ میں وحی نہ آئی تو انہوں نے شور مچانا شروع کیا کہ دیکھو ایک دن کا وعدہ کیا تھا اب پندرہ روز ہو گئے ہیں۔ اس پر سورۃ کہف نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومنوں کو جنت کی بشارت دے دیجئے اور مسیح کو خدا کا بیٹا کہنے والوں کو انذار کر دیجئے اور ان کی ہدایت پانے کا آپ کو جو شوق و رغبت تھی اس کے بارہ میں فرمایا کہ اے ہمارے رسول آپ تو شدت غم میں اپنی جان کو ہلکان کر دیں گے کہ یہ لوگ کیوں خدا کی باتوں پر کان نہیں دھرتے (کہف۔ آیت 7)۔ ایک روز ابو جہل نے آپؐ کو مارنے کے لئے بڑا پتھر اٹھایا لیکن خدا نے اسے اس پر قدرت عطا نہ کی۔ کون سی اذیت تھی جو اس نے آپؐ کو نہ پہنچائی لیکن رحمۃ اللعالمین کی دعا موجود ہے کہ آپؐ نے خدا سے دعا کی کہ اے اللہ یا اسے ہدایت نصیب فرما یا عمر بن خطاب کو۔ (ابن ہشام جلد 1 صفحہ 231/210 زیرِ عنوان ذکر عدوان المشرکین علی المستضعفین)

ابو جہل کا سلوک دیکھئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ملاحظہ ہو کہ اس کے لئے سعادت دارین کے حصول کی دعا ہے اور خاکسار کی رائے میں یہ دعا عکرمہ کے ایمان لانے اور راہ حق میں قربان ہونے سے پوری ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ حج کے موقع پر قبائل میں جا جا کر ان کے خیموں میں خدا کا پیغام پہنچاتے تو آپؐ کے چچا عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہر خیمہ میں پہنچتے اور کہتے جس بدعت اور ضلالت کی طرف یہ تمہیں بلاتے ہیں اس کی پیروی نہ کرنا اور اس پر مت کان دھرنا۔ (ابن ہشام جلد 1 جز 2 صفحہ 288)

مظلوم کو ظلم پر صبر کرنے کا ارشاد

بیعت عقبیٰ ثانیہ کے موقع پر جب ایک مشرک نے چلا کر مشرکوں کو کہا کہ دیکھو دیکھو یہاں مسلمان جمع

ہوئے ہیں اور عباس بن عبادة بن نضلہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کل ہی ہم تلواریں سونت کر ان پر پل پڑتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا نہیں مجھے صبر کا حکم ہے اس کی اجازت نہیں۔ (ابن ہشام جلد 1 جز دوم صفحہ 307)

ان کی ہر زیادتی، ظلم تعدی کے مقابل آپؐ صبر کی تلقین فرماتے۔ آل یاسر پر جب مکہ میں کفار ظلم توڑ رہے ہوتے تو آپؐ کی یہی تلقین ہوتی آل یاسر صبر کرو میں تم سے جنت کا وعدہ کرتا ہوں۔ (ابن ہشام جلد 1 صفحہ 210)

غیر مسلموں کو پیشکش

آل عمران مدنی سورۃ ہے۔ اس میں اہل کتاب کو یہ کہنے کا ارشاد ہے کہ اے اہلِ کتاب آؤ ہمارے اور تمہارے درمیان ایک مشترک بات بھی تو ہے۔ اس پر ہم اتفاق کریں اور وہ یہ کہ ایک خدا کی عبادت کریں۔ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ (آل عمران آیت 65)

یہود و مشرکین سے تاریخ ساز معاہدہ

یہود و نصاریٰ کو قرآن نے مغضوب اور ضالین قرار دیا لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے یہود سے جو معاہدہ کیا اسے مؤرخین نے بتمامہ نقل کیا ہے۔ (ابن ہشام جلد 1 جز دوم صفحہ 348)

اس کا ترجمہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے شق وار کیا ہے۔ اس کی ایک شق کے الفاظ یہ ہیں۔

"قبیلہ بنو عوف کے تمام یہود کو مسلمانوں کے ساتھ ایک فریق کی حیثیت سے مل کر رہنا ہوگا۔ مسلمان اور یہودی دونوں اپنے اپنے مذہب کے پابند رہیں گے"۔ (سیاسی وثیقہ جات مطبوعہ ترقی ادب لاہور۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ لیکچرار عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد)

اصلی الفاظ ابن ہشام کے یہ ہیں "انھم امۃ واحدۃ من دون الناس"۔ ابن کثیر نے السیاحۃ النبویہ جلد 2 صفحہ 322 میں الفاظ یوں درج کئے ہیں۔ "وان یہود بنی عوف امہ مع المومنین للیہود دینھم و للمسلمین دینھم"۔ کہ بنی عوف کے یہود مومنوں کے ساتھ مل کر ایک قوم ایک اکائی ہوں گے۔ دونوں یعنی یہود اور مسلمان اپنے اپنے مذہب پر رہیں گے۔

یہ تحریری معاہدہ مدینہ کے مندرجہ ذیل طبقوں کے درمیان تھا۔ الف۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ب) مسلمانان قریش مکہ، ساکنین مدینہ (ج) مدینہ کے مسلمان (د) مدینہ کے یہودی (ر) مدینہ کے نصرانی (ز) مدینہ کے غیر مسلم)

اس معاہدہ کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ ہر ایک کو مذہبی

آزادی ہوگی لیکن سب مل کر ایک قوم ایک اکائی ہوں گے۔ اس معاہدہ کے متعلق دائرہ معارف اسلامیہ یعنی اسلامی انسائیکلوپیڈیا جلد 19 صفحہ 45/46 پر لکھا ہے" یہ دستاویز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی میان پر ہمیشہ بندھی رہتی تھی۔ میثاق مدینہ کی دفعات کامل رواداری، مذہبی آزادی اور حسنِ تعاون پر مبنی تھی"۔

اس معاہدہ کا ذکر کرتے ہوئے عبدالمقال اپنی کتاب السیاسۃ الاسلامیہ فی عہد النبوۃ میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو آپؐ نے چاہا کہ اے عربوں اور یہود کے لئے ایک وطن بنائیں۔ دونوں فریق سے ایک امت ایسی تشکیل دیں جو ایک وطن میں اکٹھا رہتی ہو۔ ان کے درمیان دین یعنی مذہب کی وجہ سے کوئی اختلاف نہ ہو ...... یقیناً اس معاہدہ نے دینی سیاست میں ایک نئی فتح کا دروازہ کھولا۔ اس معاہدہ نے آزادی عقیدہ، آزدی رائے، زندگی، جان اور مال کی ایسی حرمت قائم کی جس کی مثال پہلے کسی مذہب میں پائی نہیں جاتی۔ (السیاسہ الاسلامیہ مطبوعہ دارالثقافہ العربیہ صفحہ 63)

لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ یہود مسلسل اس عہد کی خلاف ورزی کرتے رہے۔ انہوں نے مسلمانوں کے دشمنوں سے ساز باز کر کے جنگ احزاب کے موقع پر 5ھ میں مدینہ کا محاصرہ کرنے والے قبائل کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے لئے عرصہ حیات تنگ کیا۔ تاریخ نے اس جنگ کو جنگ احزاب کے نام سے موسوم کیا اور مدینہ کے یہود نے اس معاہدہ کے خلاف مسلمانوں کے مقابل اس لشکر جرار کا ساتھ دیا۔ جب انہیں اس معاہدہ کے حوالے سے ان حرکات سے اجتناب کے لئے کہا گیا تو انہوں نے کہا جاؤ ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں (ابن ہشام جز ثالث جلد 2 صفحہ 705)۔ اس موقعہ پر مسلمان مستورات کی حفاظت کا الگ انتظام کرنا پڑا اور جب کفار کا لشکر خدا کی تائید و نصرت کی وجہ سے تتر بتر ہو گیا تو یہود کو اپنے کئے کی سزا ملی۔ انہیں مدینہ سے نکلنا پڑا اور یہ سارے یہود خیبر کے محفوظ مقام کی طرف منتقل ہو گئے۔

طائف والوں سے سلوک

مکہ کے قیام کے دوران مکہ سے جانب جنوب مشرق چالیس میل کے فاصلہ پر طائف کی بستی میں تنِ تنہا آپؐ دعوت الی اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر اہلِ طائف نے جو سلوک آپؐ سے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کو اپنی زندگی کا سخت ترین دن قرار دیا۔ حضورؐ پر پتھر برسا کر آپؐ کو لہولہان کر دیا اور بستی سے جبراً باہر نکالا۔ جب آپؐ چشمہ کے کنارے خون دھو رہے تھے تو ملک الجبال نے اجازت چاہی کہ طائف کی بستی کو پیس کر رکھ دیا جائے تو آپؐ نے ان کے لئے خدا سے ہدایت کی دعا ہی مانگی۔ غیر کا آپؐ سے سلوک ملاحظہ ہو اور آپ کا جذبۂ ترحم ملاحظہ ہو۔ کیا تاریخ میں اس کی مثال پائی جاتی ہے۔ یہ تھا آپؐ کا

ممبران مجلسِ عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان ۷۱-۱۳۷۰ ہش / ۹۲-۱۹۹۱ء همراه حضرت مولانا محمد حسین صاحب رفیق حضرت اقدس مسیح موعود

کرسیوں پر دائیں سے بائیں :- راجہ منیر احمد خان صاحب (معتمد) لئیق احمد صاحب عابد (مہتمم تجنید) خالد محمود الحسن صاحب بھٹی (محاسب) ڈاکٹر عبد الخالق صاحب خالد (مہتمم عمومی) عطاء الرحمٰن صاحب محمود (مہتمم مقامی) حضرت مولانا محمد حسین صاحب (رفیق حضرت مسیح موعود) حافظ مظفر احمد صاحب (صدر مجلس) مبشر احمد صاحب کاہلوں (مہتمم تربیت) مرزا عبد الصمد احمد صاحب (مہتمم اشاعت) عبد السمیع خان صاحب (مہتمم اصلاح و ارشاد) محمد طارق اسلام صاحب (مہتمم صحتِ جسمانی)

کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں :- مرزا خلیل احمد صاحب قمر (معاون صدر) ڈاکٹر حمید اللہ نصرت پاشا صاحب (مہتمم تحریکِ جدید) ظفر اللہ خان صاحب طاہر (مہتمم اطفال) ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر (مہتمم تعلیم) سید طاہر احمد صاحب (مہتمم وقارِ عمل) ڈاکٹر محمد احمد صاحب اشرف (مہتمم خدمتِ خلق) داؤد احمد صاحب (معاون صدر) سید طاہر محمود ماجد صاحب (معاون صدر) قریشی سفیر احمد صاحب (معاون صدر)۔

جو ممبران اس فوٹو میں شامل نہ ہو سکے :- سید قمر سلیمان احمد صاحب (نائب صدر) سید قاسم احمد صاحب (مہتمم امورِ طلباء) مرزا غلام قادر صاحب (مہتمم مال) سید محمود احمد صاحب (مہتمم صنعت و تجارت)

ممبران اشاعت کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ۷۱-۱۳۷۰ہش / ۹۲-۱۹۹۱ء

ہمراہ

حضرت مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت اقدس مسیح موعود

کرسیوں پر دائیں سے بائیں :- ڈاکٹر سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب (ممبر) صاحبزادہ مرزا عبدالصمد احمد صاحب (صدر اشاعت کمیٹی) حضرت مولوی محمد حسین صاحب۔ حافظ مظفر احمد صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان) ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر (ممبر) مرزا خلیل احمد صاحب قمر (ممبر)

کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں :- سید مبشر احمد صاحب ایاز (مدیر خالد) مبارک احمد صاحب خالد (مینجر و پبلشر ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان)

فضیل عیاض احمد صاحب (مدیر تشحیذ الاذہان) مرزا غلام قادر صاحب (ممبر) اس تصویر میں شامل نہیں ہو سکے۔

ادارہ خالد

دائیں سے بائیں :- خالد محمود صاحب۔ اسفندیار منیب صاحب۔ رفیق احمد صاحب ناصر۔ ظہیر احمد خاں صاحب۔ سید مبشر احمد صاحب ایاز۔ نصیر احمد صاحب انجم۔ شبیر احمد صاحب ثاقب۔ نوید احمد صاحب مبشر۔

غیروں سے، غیر مسلموں سے، دشمنوں سے حسن سلوک اور جب 9ھ میں طائف کا وفد مدینہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں عبدیالیل کا بیٹا بھی تھا۔ آپؐ نے ان کے لئے مدینہ کی سب سے محترم جگہ یعنی مسجدِ نبوی میں خیمہ لگوایا۔ ایمان لانے کے بعد انہوں نے جو شرائط پیش کیں آپؐ نے انہیں تسلیم فرمایا۔ وہ شرائط مندرجہ ذیل تھیں۔

ہم اپنے بت اپنے ہاتھوں سے نہیں توڑیں گے۔ ہم پر امیر ہم میں سے مقرر کیا جائے گا۔ زکوٰۃ اور جہاد کی فی الحال ہم پر پابندی نہیں ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا عنقریب یہ جہاد بھی کریں گے اور زکوٰۃ بھی دیں گے۔ اسکا یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ زکوٰۃ اور جہاد ہر وقت تو فرض نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ سال گزرنے پر ادا کی جاتی ہے۔ جہاد یعنی قتال اس وقت واجب ہے جب نفیر عام ہو یعنی لازمی بھرتی۔ انہوں نے نماز سے بھی رخصت طلب کی تو فرمایا نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ جس دین میں عبادت نہیں اس میں کوئی خیر نہیں۔ (السیرۃ النبویہ جز رابع صفحہ 57)

مشرکینِ مکہ سے حسنِ سلوک

مکہ والوں نے کس حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نکلنے پر مجبور کیا تھا لیکن آٹھ سال بعد دس ہزار صحابہؓ کے ساتھ جب آپؐ فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اور کفار آج سرنگوں تھے۔ انکا غرور خاک میں مل چکا تھا۔ آج وہ خدا کی توحید کے معترف ہو رہے تھے اور اپنے مظالم یاد کر کے وہ کانپ رہے تھے۔ آپؐ نے ان سب کو معاف کر دیا۔ خون کے پیاسوں کو معاف کر دیا۔ سہیل جو آپؐ کی ہجو کیا کرتا تھا بعض صحابہؓ نے کہا کہ اسکے سامنے کے دانت نکال دیئے جائیں تاکہ جب بات کرنے لگے تو سیٹی بج جائے اور لوگ ہنس دیا کریں لیکن آپؐ نے فرمایا میں کسی کا حلیہ نہیں بگاڑوں گا۔ عکرمہ جس نے مسلمانوں کا راستہ بزورِ شمشیر روکنا چاہا تھا اس کی بیوی امّ حکیم بنت الحارث کی درخواست پر اسکو بھی معاف کر دیا حالانکہ وہ مکہ سے یمن کی طرف روانہ ہونے کی تیاری میں تھا۔ (ابن ہشام جلد2 جز رابع صفحہ 867)

ابن خطل مشرک سردار کی ایک کنچنی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گا کر ہجو کرتی تھی اسے بنو عبدالمطلب کی ایک لونڈی کی درخواست پر معاف کر دیا۔ (ابن ہشام جز رابع جلد3 صفحہ 869 مطبوعہ بمیدان الازہر مصر)

اور آج خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر آپؐ نے تمام خون معاف کر دیئے اور فرمایا

"اے قریش خدا نے جاہلیت کی نخوت کو آج سے ختم کر دیا ہے۔ آباء واجداد پر فخر کو ترک کردو۔ تمام بنی نوع انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے"۔ اس کے بعد سورۃ حجرات کی آیت پڑھی "اے لوگو ہم نے تمہیں ایک جوڑے سے پیدا کیا۔ تمہیں شعوب اور قبائل میں امتیاز کی خاطر تقسیم کیا۔ یاد رکھو خدا کے نزدیک وہی معزز ہے جو متقی ہے"۔ (ابن ہشام جز رابع

صفحہ 87)

اور آج پھر خانہ کعبہ کی چابی عثمان بن طلحہ کو بلا کر (جس سے لی تھی) یہ کہتے ہوئے اسکے سپرد فرمائی کہ آج احسان اور وفا کا دن ہے۔ (ابن ہشام جزرابعہ صفحہ 870)

کیا فاتحین عالم اس کی کوئی مثال پیش کر سکتے ہیں۔

ایک طرف بلالؓ، سمیہؓ، یاسرؓ، زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مصعب بن عمیرؓ اور دوسرے صحابہؓ رسولؐ پر ہونے والے ظلم ملاحظہ کیجئے دوسری طرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ سلوک ملاحظہ کیجئے کہ آج آپؐ کے ہاتھ کو روکنے والا کون تھا؟ ابوسفیان نے ایک رات قبل حضرت عباسؓ سے کہا تھا تیرا بھتیجا صبح مکہ کا بادشاہ ہوگا۔ عباسؓ نے جواب دیا تھا بادشاہ مت کہو نبی کہو۔ (ابن ہشام جزرابع صفحہ 863)

بادشاہ تو فتوحات کے وقت کھوپڑیوں کے مینار تعمیر کیا کرتے ہیں۔ دارالخلافہ میں داخل ہوتے وقت ان کے گھوڑوں کی گردن بھی اکڑی ہوتی ہے لیکن یہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس فروتنی اور انکساری کی حالت میں مکہ میں داخل ہوئے کہ آپؐ کا سر جھک کر اونٹ کے کجاوے سے لگا تھا اور زبان پر یہ آیت جاری تھی کہ "ہم نے آپ کو فتح عطا کی" اللھم صل علیہ وسلم الی الابد فی ھذہ الدنیا وبعث ثان)

زہر دینے والی سے سلوک

مکہ کے بعد میں آپ کو خیبر لے جانا چاہتا ہوں۔

6ھ کے اخیر کا واقعہ ہے۔ میں اوپر عرض کر چکا ہوں یہاں ان کے مختلف قبائل جو مدینہ سے نکالے گئے تھے جمع تھے۔ خیبر فتح ہوگیا تو زینب بنت الحارث جو مشہور یہودی سردار سلام بن مشکم کی بیوی تھی اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنی ہوئی بکری پیش کی جس کی دستی کے گوشت میں خاص طور پر زہر ملایا گیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دستی کا گوشت بہت پسند تھا۔ آپؐ نے گوشت منہ میں ڈال کر ابھی نگلا نہ تھا کہ آپ کو علم ہوگیا کہ اس میں زہر ہے۔ آپؐ کے ساتھ کھانے میں بشرؓ صحابی بھی تھے انہوں نے لقمہ نگل لیا۔ حضورؐ نے عورت کو بلایا تو اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا۔ آپؐ نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا میں نے یہ سوچا تھا کہ اگر آپؐ بادشاہ ہیں تو اللہ ہمیں اس زہریلے کھانے کے کھانے سے آپؐ سے نجات دے دیگا۔ اگر نبی ہیں تو خدا آپؐ کو بتا دے گا۔

ابن ہشام لکھتے ہیں فتجاوز عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ابن ہشام جزرابع صفحہ 801) کہ حضورؐ اس سے درگزر فرمایا۔ بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ بشر کی وفات کی وجہ سے اس کو آپؐ نے سزا دی اپنا جرم معاف فرما دیا۔

حدیبیہ میں ....

حدیبیہ کا واقعہ بھی اسی سال کا ہے۔ یوں یہ خیبر سے قبل واقعہ ہوا۔ ایک رؤیا کی بنیاد پر آپؐ 70 قربانی کے جانور لے کر 700 صحابہؓ کے ساتھ عمرہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ اس سے قبل بدر، احد، احزاب کی جنگیں ہو چکی تھیں۔ خدا کے فضل سے آج اہل مکہ بزورِ شمشیر مسلمانوں کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔ ان کے کس بل نکل چکے تھے لیکن انہوں نے آنحضرتؐ کو عمرہ نہ کرنے دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ان کو جنگوں نے کھالیا اب ان کا کیا ارادہ ہے۔ (ابن ہشام جز رابع صفحہ 775) صحابہؓ کی تلواریں میانوں میں تڑپ رہی تھیں۔ آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی تو آپؐ نے فرمایا اس کی یہ عادت نہیں تھی۔ اسے اس خدا نے روکا ہے جس نے ہاتھی والوں کو مکہ سے روکا تھا اور فرمایا قریش صلہ رحمی کے نام پر جو بھی شرط منوائیں گے میں مان جاؤں گا۔ (ابن ہشام جز رابع صفحہ 775/776)

اور پھر آپؐ نے جو شرائط تسلیم کیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اس سال عمرہ نہیں کریں گے اور جو مکہ سے مسلمان ہو کر مدینہ آباد ہونا چاہے گا آپؐ اسے واپس کر دیں گے اور جو مدینہ میں سے اسلام کو چھوڑ کر ہمارے پاس آنا چاہے آپؐ اسے واپس کر دیں گے۔ انہوں نے معاہدے پر یہ الفاظ بھی نہ لکھنے دیئے بلکہ لکھے ہوئے خود کاٹ دیئے کہ یہ محمد رسول اللہ اور کفار قریش مکہ کے درمیان معاہدہ ہے۔ انہوں نے عذر کیا ہم آپؐ کو رسول نہیں مانتے ورنہ جھگڑا ہی کیا تھا۔ (ابن ہشام جز رابع صفحہ 782)

ارادہ قتل کرنے والوں کو معافی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہانوں کے لئے رحمت تھے۔ آپؐ خدا کی سب مخلوق کے لئے رحمت بن کر آئے تھے۔ آپؐ امن اور سلامتی کے شہزادہ تھے۔ آپؐ نے نفرت کا جواب احسان سے دیا۔ بغض کے مقابل محبت کا اظہار کیا۔ آپؐ نے بنی نوع انسان کے درمیان قربت پیدا کی۔ سب انسانوں کو ایک وحدت کی طرف بلایا۔ اس وقت تک آپؐ نے تلوار نہیں اٹھائی جب تک دشمن نے تلوار کے زور سے آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کو مٹانا نہیں چاہا۔

کیا یہ تاریخ کا واقعہ نہیں کہ حدیبیہ کے موقع پر جبل تنعیم سے جب 80 افراد آپؐ کے قتل کے ارادہ سے اترے تو وہ پکڑے گئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرما دیا۔ (ابن ہشام جلد2 جز ثالث صفحہ 779) دعثور نامی کافر جس نے قتل کے ارادہ سے آپؐ کی تلوار سونت کر آپؐ کو قتل کرنا چاہا تو آپؐ نے اسے بھی معاف کر دیا۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرقاع) بخدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی مخلوق سے سب سے زیادہ حسنِ سلوک کرنے والے تھے۔ ماں باپ سے بڑھ کر شفیق تھے۔

یہود سے لین دین

مشرک اور یہود کو قرآن میں مذہبی طور پر مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن قرار دیا گیا ہے۔ لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ لین دین آپ کا ان سے بھی تھا۔ بوقت وصالِ مبارک آپؐ کی زرہ یہودی کے پاس رہن تھی۔ (شمائل ترمذی صفحہ 25 باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اختلاف مذہب باہم تجارت اور لین دین سے نہیں روکتا۔

9 ھجری کو سنۃ الوفود مؤرخین نے کہا ہے اس سال بنوحارث کے وفد کو یہ تحریر لکھ کر دی تھی

ومن کان علیٰ نصرانیۃ او یہودیۃ فانہ ...... (ابن ہشام جزرابعہ صفحہ 1015)

جو عیسائی یا یہودی ہے اس کو مذہبی آزادی ہوگی۔ اسے زبردستی مذہب تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کیا جائیگا۔ بخاری کی حدیث ہے کہ یہودی کا جنازہ گزرا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے۔ کسی نے کہا کہ حضورؐ یہ یہودی کا جنازہ تھا۔ فرمایا کہ کیا یہ مخلوق نہیں۔ چنانچہ قادسیہ میں سہل بن حنیف اور قیس بن سعد اسی پر عمل کرتے تھے۔ (بخاری قام الجنازۃ یہودی باب فی الجنائز)

مکہ والوں سے ان کے ظلم کا بدلہ لینے کے لئے ثمامہ بن اثال نے مکہ والوں کو غلہ نہ جانے دیا۔ مکہ والے نبی کریمؐ کی خدمت میں رحم کی بھیک مانگنے آئے تو آپؐ نے ثمامہ بن اثال کو فرمایا غلہ مت روکو۔ جانے دو۔ (ابن ہشام جزرابع صفحہ 1045)

یہ مکہ والے وہی تھے جنہوں نے شعب ابی طالب میں تیس ماہ تک مسلمانوں کو کھانے پینے کی چیزیں نہ جانے دیں تھیں۔ بچے بھوک سے بلبلاتے تھے۔ (ابن ہشام جلد 1 صفحہ 251) لیکن میرے آقاؐ کے اخلاق کا مقابلہ کون کرسکتا ہے۔ سیدہ عائشہؓ جن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارہ میں جوامع و موانع فقرات ہیں کہ یہ بھی آپ کا ہی فقرہ ہے کہ آپؐ کے اخلاق قرآن تھا۔ آپ اپنے بھانجے عروہ بن زبیر کو فرماتی ہیں کہ نبی کریمؐ نے کبھی ظلم کا انتقام نہیں لیا سوائے اس کے کہ خدا کے محارم کی ہتک کی جائے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی غلام حضورؐ کا خادم تھا۔ وہ بیمار ہوگیا تو حضورؐ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اسے دعوتِ اسلام دی۔ اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو اس نے کہا ابو قاسم جو کہتے ہیں اس کی اطاعت کرو۔ چنانچہ وہ اسلام لے آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے خدا کا شکر ہے کہ جس نے ایک روح کو آگ سے بچالیا۔ (بخاری کتاب فی الجنائز)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابتؓ کو یہودی زبان سیکھنے کا ارشاد فرمایا چنانچہ انہوں نے دو ہفتوں میں زبان سیکھ لی اور یہود سے خط وکتابت کرنے کے اہل ہوگئے۔ (ترمذی ابواب الاداب باب فی تعلیم السریانیہ)

حضرت علیؑ کی یہودی کی مزدوری کرنا حدیث سے

ثابت ہے کہ مزدوری کے بدلہ ایک کھجور اس نے دی تھی۔ (ترمذی باب صنعہ القیامہ جلد 2 صفحہ 70)

غیر مسلموں سے عدل

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مذہبی مخالفت تمہیں عدل و انصاف سے نہ روکے کہ یہ تقویٰ اللہ کے خلاف ہے کہ تم کسی سے عدل نہ کرو (مائدہ آیت 8)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارہ میں عمل ملاحظہ ہو۔ خیبر کی فتح کے بعد عبداللہ بن سہیل اپنے عم زاد محیّصہ کے ساتھ کھجور کی فصل کی بٹائی کے لئے گئے۔ یہ دونوں الگ ہوئے تو کسی نے عبداللہ کو قتل کر کے ان کی لاش گڑھے میں پھینک دی۔ محیّصہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں استغاثہ دائر کیا کہ یہودیوں نے عبداللہ کو قتل کر دیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم قسم کھا سکتے ہو کہ یہودیوں نے اسے قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا حضورؐ میں نے اپنی آنکھوں سے تو نہیں دیکھا لہٰذا قسم کیسے کھا سکتا ہوں۔ یہاں محیّصہ کی احتیاط بھی ملاحظہ ہو کہ واقعاتی شہادت بلکہ یقین کی بناء پر بھی قسم نہیں کھائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر یہود سے حلف لیا جائے گا۔ محیّصہ نے عرض کی یہودیوں کی قسم کا کیا اعتبار یہ سو دفعہ جھوٹی قسم کھالیں گے۔ لیکن چونکہ انصاف اور عدل اپنے اصول کے لحاظ سے مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز نہیں برتتا۔ آپؐ نے عبداللہ کا خون بیت المال سے دلوایا اور یہود سے کوئی تعرض نہ کیا۔ (بخاری کتاب الادب باب اکرام الکبیر و یبدء الاکبر الکلام و ترمذی ابواب الدّیات باب ماجاء فی القسامہ) ایک دوسرے موقعہ پر مسلمان کے پاس دلیل نہ تھی تو یہودی کی قسم پر اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ (ترمذی ابواب البیوع جلد 1 صفحہ 172/173)

بخدا سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپؐ کا عدل، خدا کی مخلوق سے حسنِ سلوک میں جب تک دنیا محمدؐ کے نقش قدم پر قدم نہ رکھے گی حقیقی سکھ اور امن کا منہ نہ دیکھے گی۔ اور کسی نے ان اشعار میں کیا خوب فرمایا ہے۔

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال
وہ سب آپؐ میں جمع ہیں لا محال
صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال
ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال
لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیکَ الصلوٰۃ علیکَ السّلام

درخواستِ دُعا

اسیرانِ راہِ مولیٰ عرصہ دراز سے محض لِلّٰہ قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہیں نیز ان کے جملہ لواحقین محض اس وجہ سے پریشانیوں اور مشکلات میں ہیں۔

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ اپنے ان اسیر بھائیوں کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں اور اسیران کے جملہ عزیزان کے لیے بھی دعا فرمائیں کہ انہیں ان پریشانیوں اور ابتلاؤں سے جلد نجات دے۔ (قیادت خدام الاحمدیہ ضلع ساہیوال)

جو خدا کو ہوئے پیارے مرے پیارے ہیں وہی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منظوم کلام

(یہ نظم جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۲ء کے اختتامی اجلاس میں پڑھی گئی)

نہ وہ تم بدلے نہ ہم۔ طور ہمارے ہیں وہی
فاصلے بڑھ گئے۔ پر قرب تو سارے ہیں وہی

آکے دیکھو تو سہی بزم جہاں میں۔ کل تک
جو تمہارے ہوا کرتے تھے۔ تمہارے ہیں وہی

جھٹپٹوں میں انہی یادوں سے وہی کھیلیں گے کھیل
وہی گلیاں ہیں، وہی صحن، چوبارے ہیں وہی

وہی جلسے، وہی رونق، وہی بزم آرائی
ایک تم ہی نہیں، مہمان تو سارے ہیں وہی

شام غم، دل پہ شفق رنگ، دکھی زخموں کے
تم نے جو پھول کھلائے مجھے پیارے ہیں وہی

صحن گلشن میں وہی پھول کھلا کرتے ہیں
چاند راتیں ہیں وہی، چاند ستارے ہیں وہی

وہی جھرنوں کے مدھر گیت ہیں، مدہوش شجر
نیلگوں رود کے گل پوش کنارے ہیں وہی

مے برستی ہے بلا بھیجو کہاں ہے ساقی
بھری برسات میں موسم کے اشارے ہیں وہی

بےبسی ہائے تماشہ کہ تری موت سے سب
رنجشیں مٹ گئیں، پہ رنج کے مارے ہیں وہی

تم وہی ہو تو کرو کچھ تو مداوا غم کا
جن کے تم چارا تھے وہ درد تو سارے ہیں وہی

میرے آنگن سے قضا لے گئی چن چن کے جو پھول
جو خدا کو ہوئے پیارے، مرے پیارے ہیں وہی

تم نے جاتے ہوئے پلکوں پہ سجا رکھے تھے
جو گہر اب بھی مری آنکھوں کے تارے ہیں وہی

منتظر کوئی نہیں ہے لب ساحل ورنہ
وہی طوفاں ہیں، وہی ناؤ، کنارے ہیں وہی

یہ ترے کام ہیں مولا، مجھے دے صبر و ثبات
ہے وہی راہ کٹھن، بوجھ بھی بھارے ہیں وہی

ہوائیں تیرے فضلوں کا منادی

خلافت احمدیہ رابعہ کے پہلے دس سال

جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۲۷ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز امام جماعت احمدیہ کا خطاب

دنیا بھر کے ممالک میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے افضال و انعامات کا ایمان افروز تذکرہ

(ترتیب و تلخیص مکرم امین الرحمٰن صاحب)

خدا تعالیٰ کے فضل کی بارشوں میں سے چند قطرے پیش خدمت ہیں :-

نئے ممالک میں احمدیت کی ترقی

گذشتہ سال تک جماعت احمدیہ ۱۲۶ ممالک میں پھیل چکی تھی امسال ۴ اور گذشتہ آٹھ سال میں ۳۹ نئے ممالک میں جماعت احمدیہ پھیلی۔ ۱۹۸۲ء میں احمدیت دنیا کے ۸۷ ممالک میں تھی آج ۴۳ ممالک کا اضافہ ہو کر ۱۳۰ ممالک بن چکے ہیں۔

نئی جماعتوں کا قیام

پاکستان کے علاوہ دنیا بھر میں ۳۴۲ نئی جماعتیں قائم ہوئیں ۲۳۴ مقامات پر پودا لگ چکا ہے گویا ۵۷۶ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا جون ۱۹۸۲ء سے اب تک ۱۰ سال میں ۳۸۲۴ نئی جماعتیں عطا ہوئیں۔

باوجود مخالفتوں کے خدا تعالیٰ مختلف رنگ میں پھل عطا کرتا رہا۔

- ایک دفعہ (دعوت الی اللہ) پر جانے والے افراد راستہ بھول گئے۔ راستہ بھولنے کے نتیجہ میں انہوں نے ایک شخص سے اس گاؤں کا راستہ پوچھا وہ شخص اسی گاؤں کا تھا گھر لے گیا تعاون کیا اور ۳۰ افراد نے بیعت کی۔
- ماریں ہماری تقدیر کا حصہ ہیں ہاں صرف فرق یہ ہے کہ پاکستان میں ساتھ حکومت بھی شامل ہے۔ تبت اور چین کے بارڈر پر ایک دوست گئے شدت سے مخالفت ہوئی علماء نے شکایت کی پولیس افسر نے ننگا کر کے سانٹے لگائے سخت عذاب دیا انہوں نے دل سے دعا کی چند دنوں بعد اس پولیس افسر کو جوتیاں اور لاٹھیاں مار کر وہاں سے نکال دیا گیا پھر ایک بااثر شخص احمدی ہو گیا اور اب وہاں کھلے بندوں پیغام حق کی اشاعت ہو رہی ہے۔
- گھانا میں یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کے نظارے نظر آنے لگے ایک تازہ مہم کے دوران ۹ نئی

افراد نے بیعت کی۔

نئی "بیوت الذکر" کا قیام

پاکستان میں احمدیہ بیوت پر بے انتہا ظلم کیا گیا عبادت سے روکا گیا

لیکن خدا تعالیٰ نے دنیا بھر میں اس سال ۳۰۷ نئی بیوت عطا کیں ۸۰ بیوت زیر تعمیر ہیں ۱۹۸۲ء سے اب تک ۱۴۹۰ بیوت کا اضافہ ہوا ہے ۱۰ سال پہلے نئی بیوت عطا ہونے کی رفتار ڈیڑھ فی سال تھی اور اب ۱۰ سال گذرنے کے بعد ۱۰۰ فی سال ہو چکی ہے۔

۸۰۶ بیوت گذشتہ ۱۰ سال میں امام بیت اور نمازیوں سمیت احمدیت کی آغوش میں آگئیں۔ نئی بیوت کی تعمیر کے سلسلہ میں ٹورانٹو کی بیت کی تعمیر کے سلسلہ میں کئی ایمان افروز واقعات پیش آئے خدا تعالیٰ نے غیر معمولی فضل کرتے ہوئے پیسے کا انتظام فرمایا۔

- ایک دوست نے ایک ہزار ڈالر پیش کئے اس کی اہلیہ نے سارا زیور دے دیا پھر بھی تسلی نہ ہوئی اور گھر جاکر امیر صاحب کو لکھا کہ گھر کا سارا سامان حاضر ہے۔
- ایک خاتون پاکستان سے اپنا نیا زیور جو ابھی پہنا بھی نہ تھا لے کر آئی تھیں سب کا سب پیش کر دیا۔
- ایک خاتون نے ایک ڈبہ زیورات کا پیش کیا کچھ دنوں بعد ۵ سال سے گما ہوا زیور بھی مل گیا اور وہ بھی پیش کر دیا اور کہا کہ اس قربانی کے نتیجہ میں ملا ہے اس لئے یہ بھی حاضر ہے۔
- ایک دوست نے ۲۵ ہزار ڈالر کا وعدہ کیا اہلیہ نے ۵۰۰ ڈالر کا وعدہ کیا اور ۳۰۰۰ ادائیگی کی کمپیوٹر نے غلطی سے اہلیہ کا وعدہ ۲۵ ہزار ڈالر لکھ دیا جب ان کو پتہ چلا کہ خدا تعالیٰ زیادہ قربانی لینا چاہتا ہے چنانچہ اس کمپیوٹر کی غلطی پر مزید ۲۲ ہزار ڈالر کا چیک دے دیا۔

یورپ کے مشن ہاؤسز میں عظیم الشان اضافے

پولینڈ، ناروے، لتھونیا، ڈنمارک میں ایک ایک عمارت بطور مشن حاصل کی گئی۔ اب مراکز کی تعداد ۴۰ ہو گئی ہے۔ اس سے پہلے جون ۱۹۸۲ء تک آٹھ یورپین ممالک میں ۱۲ مراکز تھے اب ۱۵ ممالک میں ۴۰ مراکز ہیں۔ پہلے بہت چھوٹے چھوٹے مراکز تھے اب بہت بڑے بڑے ہیں اب ایک ایک مرکز ان بارہ پر حاوی ہے۔

گذشتہ دس سال میں ۲۸ مشنوں کا اضافہ ہوا۔

افریقہ میں ۱۸ ممالک میں ۱۵۷ مشن ہاؤسز ہیں اپریل ۱۹۸۴ء سے اب تک قطعات زمین وغیرہ ملا کر تعداد ۱۹۶ بنتی ہے۔ ۱۹۸۲ء تک افریقہ کے ممالک میں ۶۸ مشن ہاؤسز تھے اب بڑھ کر ۱۵۷ ہیں قریباً ۹ فی سال مراکز کا اضافہ ہوتا رہا ہے۔

سیرالیون میں ۱۳۰ نئی عمارات عطا ہوئیں ہیں۔ ایشین ممالک میں ۱۸ کا اضافہ ہوا کل ۲۱۴ مراکز ہیں اور یہ واحد جماعت ہے جس نے ساری دنیا میں اتنی تعداد میں مراکز کو سنبھالا ہوا ہے۔

دعوت الی اللہ

- افریقہ کے ایک گاؤں میں ایک وفد گیا پیراماؤنٹ چیف سے ملاقات ہوئی اس نے ۵ دیہات کے نمائندگان کو اکٹھا کیا۔ پیغام احمدیت دیا گیا ۲۰۹۰ بیعتیں ہوئیں ۵ دیہات امام اور بیوت سمیت احمدیت میں داخل ہوئے۔
- افریقہ میں ایک ہفتہ کی مہم کے دوران پیراماؤنٹ چیف سمیت ۱۱۴۷۵ افراد احمدیت میں داخل ہوئے۔ یہ یدخلون فی دین اللہ افواجا کے نظارے ہیں اور ابھی تو یہ آغاز ہے اور مخالف ان ترقیات کو دیکھ کر روتا ہے۔ اور ہم اسے یہ کہتے ہیں۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

- مخالفت تو بہرحال جاری ہے لیکن خدا تعالیٰ داعی الی اللہ کی حفاظت کرتا ہے۔ سیرالیون میں ایک داعی الی اللہ باغیوں کے ہتھے چڑھ گئے انہوں نے بہت مظالم کیے وہ روزانہ ایک قیدی کو ذبح کرتے جب ان کی باری آئی اور تختے پر باندھا گیا تو ان کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ میں تو دعوت الی اللہ کی خاطر نکلا تھا تو ہی حفاظت کر چنانچہ وہ سب لڑنے لگے اور ہر ایک کہنے لگا کہ میں ذبح کروں گا ان کے چیف نے یہ صورت حال دیکھ کر سب قیدیوں کو رہا کر دیا۔ سیرالیون واپس آئے تو باغیوں سے ملے ہونے کے الزام میں دوبارہ پکڑے گئے آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا پھر دعا کی باعزت بری کئے گئے گذشتہ تمام عرصہ کی تنخواہ مل گئی شکرانے کے طور پر اپنی آمد کے 1/10 حصہ یعنی ۲۵۰۰۰ لیون جماعت کو ادا کر دیا۔
- داعی الی اللہ کی درد مندانہ دعائیں مخالف کو پگھلا کر رکھ دیتی ہیں تنزانیہ میں ایک دفعہ ایک آدمی دور دراز علاقے سے آیا اور کہا کہ میری بیعت لے لیں اور میرے گھر کے ۱۷ افراد بھی بیعت کرنا چاہتے ہیں جماعت نے کہا ہم آپ کو جانتے نہیں کیسے بیعت لے لیں اس شخص نے کہا مجھے ایک احمدی پیغام حق پہنچانے آیا کرتا تھا۔ اس کو ہم بہت تنگ کیا کرتے تھے ایک دن ہمارے تنگ کرنے پر اس شخص نے بہت درد کے ساتھ دعا کی میں اس کی یہ دعا سن کر کانپ گیا اور اس کے جانے کے بعد بے چین رہا اور اب اس کے اثر سے میں احمدیت میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔
- یوگنڈا کے شہر انبالہ میں ایک سراج نامی مسلمان تھا وہاں کے امیر ترین آدمیوں میں اس کا شمار ہوتا تھا احمدیت کی بہت مخالفت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میرے ہوتے ہوئے یہاں احمدیت جڑ نہیں پکڑ سکتی اور نہ کوئی احمدی بیت بنا

سکتا ہے خدا تعالیٰ نے اس کے غرور کو اس طرح توڑا کہ اب وہاں بیت مشن ہاؤس بلکہ ایک شاندار ہسپتال بھی قائم ہے اور یہ شخص کوڑی کوڑی کا محتاج ہے اور بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ اور عبرت کے نشان کے طور پر خدا تعالیٰ نے اسے زندہ رکھا ہوا ہے۔

○ کشمیر کے ایک علاقہ میں احمدیوں کی بہت مخالفت تھی احمدیوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ کیا گیا ہر قسم کی تکالیف دی گئیں دو سال تک مکمل صبر کا مظاہرہ کیا پھر ایک دن مجبور ہو کر خدا تعالیٰ سے نصرت طلب کی۔ خدا تعالیٰ کی تدبیر رنگ لائی۔ اس گاؤں کا مولوی یہ کہا کرتا تھا کہ مجھے معلوم ہے کہ نعوذباللہ حضرت مسیح موعود کانے تھے اس طرح جاہل عوام اپنی طرف سے دجال (نعوذباللہ) کے خلاف جہاد کر رہے تھے لیکن ایک دن وہی مولوی ایک پتھر پر نشانے لگاتے ہوئے اپنی ہی گولی سے ایک آنکھ گنوا بیٹھا اور عبرت کا نشان بن گیا۔

جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے نگوں سار ہو گئے

بیعتوں کی تفصیل

آج سے دس سال پہلے ۱۹۸۲ء میں سالانہ بیعتیں صرف ۳۵۴۷ تھیں امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے ۵۰۷۴۶ بیعتیں ہوئی ہیں اضافہ کی یہ رفتار ۱۴٫۳ گنا زیادہ ہے۔

آئندہ دس سالوں میں اسی رفتار سے بڑھتے ہوئے احمدیوں کی تعداد ایک کروڑ ۳۷ لاکھ ۷ ہزار (۱۳۷۰۷۰۰۰) ہو گی اور جو میں نے دعا کی تھی اس کی قبولیت کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔

شعبہ آڈیو ویڈیو

شعبہ آڈیو کی طرف سے اس سال دس ہزار ایک سو بیس کیسٹس دنیا کے مختلف ممالک میں بھجوائی گئیں اور یہ سب کام طوعی طور پر بھٹی خاندان سرانجام دے رہا ہے۔

شعبہ ویڈیو میں جسوال برادران کی خدمات قابل تحسین ہیں امسال تین ہزار ایک سو ستاون ویڈیو کیسٹس کی کاپیاں تیار کر کے دنیا میں بھیجی گئی۔

اس وقت تک ۱۹۱۸ ماسٹر کاپی ریکارڈ کر کے کمپیوٹر میں داخل کر دی گئیں ہیں۔

۲۵ ممالک میں ویڈیو کے ذریعے خطابات پہنچائے جاتے رہے ہیں اور یورپ میں ٹیلی ویژن کے ذریعے۔

اب ایشیا کے وسیع علاقے میں بھی رابطہ قائم ہو چکا ہے۔ آئندہ انشاء اللہ براہ راست خطبہ پہنچانے کا انتظام کیا جائے گا۔ (جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل کرم سے ۲۱ر اگست ۹۲ء سے شروع ہو چکا ہے۔ مدیر)

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کیسٹس اور ویڈیو کے شعبے نے بھی بہت خدمت کی ہے اور دعوت الی اللہ کے میدان میں یہ بھی ایک موثر ذریعہ ثابت ہو رہا ہے آسٹریلیا کے امیر صاحب نے ایک واقعہ لکھا کہ وہاں ایک پاکستانی طالب علم تھا جو ہمیشہ غصے سے بھرا رہتا تھا۔ ایک دن ایسے وقت میں آیا کہ خطبہ ہو رہا تھا خطبہ سننے کے دوران ہی اس کے اندر تبدیلی پیدا ہو گئی دلچسپی لینی شروع کی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہو گیا۔

پریس اور پبلیکیشن کے ذریعہ خدمت کرنے والوں نے بھی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں یہ سب کام بھی طوعی ہوا انہوں نے سارے سال میں ۲۴۲۶ خطوط لکھے ہیں۔ (دین حق) کے خلاف اٹھنے والے اعتراضات کے جوابات ملک کے نیشنل اور دوسرے اخبارات میں دیئے جاتے ہیں تاکہ غلط فہمی دور ہو۔

گلف کے واقعہ کے دوران بھی جب جھوٹی خبریں مسلمانوں کو بدنام کرنے کی خاطر پھیلائی گئیں تو مسلمانوں کی طرف سے واحد جماعت جماعت احمدیہ تھی جس نے ان کی تردید میں خطوط لکھے اور ان خطوط کا اتنا اثر ہوا کہ بعض دفعہ ٹیلی ویژن والوں نے اپنی دی ہوئی خبر کی تردید کردی اور معذرت کی کہ غلط خبر دی تھی۔

کل دنیا کے ۱۰۰ سے زیادہ اخباروں میں ۳۳۱۵ خبریں شائع ہو چکی ہیں۔

دین حق کا پیغام پہنچانے والے خطوط کی تعداد ایک سال میں ۴۳۰۶۵ ہے۔

وقار عمل

وقار عمل جماعت احمدیہ کے تشخص کو معلوم کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے۔ ساری دنیا میں جماعت وقار عمل کے ذریعہ پہچانی جاتی ہے۔ جرمنی کی مثال پیش کرتا ہوں۔ جماعت کی ایک نئی عمارت کو آگ لگ گئی اس سے پہلے ایک پرانی عمارت بھی جل چکی تھی۔ جماعت بہت پژمردہ تھی میں نے تسلی دی پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کثیر رقم جمع ہوئی اور امیر صاحب نے پروفیشنل کنٹریکٹ کرنے کی اجازت مانگی میں نے اس کی بجائے اپنے آرکیٹکٹ بھجوائے اور وقار عمل کی جماعت کو تحریک کی تاکہ کثیر رقم بچے اور جماعت میں خلوص بھی پیدا ہو امیر صاحب نے بتایا کہ جرمن قوم تو بڑی بڑی کمپنیوں کے بنائے ہوئے مکانات کو قبول نہیں کرتی تو پھر اس طوعی طور پر بنوائی جانے والی عمارت کو کس طرح قبول کرے گی اور پھر آرکیٹکٹ بھی بہت فیس مانگتا ہے میں نے کہا مجھے اپنا آرکیٹکٹ بھجوانے دیں پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ جرمن احمدیوں نے سخت برفانی موسم میں طوفانوں میں حیرت انگیز طور پر خدمت کی اور اس کام کو آگے بڑھایا اور اب امیر صاحب کی باچھیں کھل گئیں ہیں۔ اس عرصہ میں انشورنس والوں نے تین لاکھ پینتیس مارک دیے اب تک عمارت کافی بلند ہو چکی ہے۔ اور ان پر کل پانچ لاکھ مارک خرچ آیا ہے اور اندازہ ہے کہ عمارت ختم ہونے تک اس سے زیادہ خرچ آئے گا وقار عمل کے ذریعے آٹھ لاکھ مارک کی بچت ہوئی۔ ان آٹھ لاکھ کی کوئی اہمیت نہیں اصل دولت ان لوگوں کے اندر کی پاک تبدیلی ہے جس کی مجھے خوشی ہے۔ اس عمارت کی خاطر خدا نے محکمہ موسمیات کی طرف سے کی گئی

پیشگوئی کو غلط ثابت کردیا اور کام جاری رہا۔ یہ خدا تعالیٰ کے پیار کے نشانات ہیں۔

ہسپتال۔ جو خدمت خلق کے لئے قائم ہیں

مجلس نصرت جہان کے تحت ہسپتالوں میں غیر معمولی ترقی ہوئی ہے۔ گزشتہ ۱۰ سالوں میں ۹ ہسپتالوں کا اضافہ ہو چکا ہے۔

یوگنڈا، کینیا، تنزانیہ، زائرے آئیوری کوسٹ، گوئٹے مالا ان میں نئے ہسپتال قائم ہو چکے ہیں لوگ بڑے بڑے ڈاکٹروں کو چھوڑ کر ان شفاخانوں میں آتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے شفا بھی پاتے ہیں۔

غانا میں ہومیوپیتھک شفاخانہ بھی قائم کردیا ہے اس کی شاخیں انشاء اللہ سارے افریقہ میں پھیلائی جائیں گی۔ کیونکہ میں نے صدروں اور وزرائے اعظم سے ملاقات کے دوران وعدہ کیا تھا کہ سستا اور موثر طریقہ علاج جاری کروں گا۔ پس ان کی بنیاد ڈالی دی گئی ہے۔

خطوط کے ذریعہ بعض ہندو، سکھ، عیسائی اور مشرک بھی اپنی بیماریوں کے سلسلہ میں نسخے طلب کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے حیرت انگیز طور پر شفا بھی ہوتی ہے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْیَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ

یعنی علم دو ہیں ایک روحوں کی شفا کا علم ایک بدنوں کی شفا کا علم۔ خدا تعالیٰ یہ دونوں علم جماعت کے سپرد کردے۔

تعلیمی ادارے

نصرت جہاں کے سکولوں سے بھی وسیع پیمانے پر استفادہ کر رہے ہیں یوگنڈا میں سکول کی عمارت کو جلا دیا گیا پھر میں نے اس سے اچھی عمارت بنانے کی تاکید کی پھر مخالفت شروع کی سکول میں کوئی بچہ داخل نہیں کرواتا تھا لیکن پھر خدا نے مدد فرمائی اور رومن کیتھولک عیسائی جو اولین دشمن تھے انہوں نے اپنے بچے سکول بھجوانے شروع کئے اور دوسرے سکول کا ہیڈ ماسٹر جو فتنوں کی جڑ تھا اسے فارغ کر دیا گیا ور دربدر کی ٹھوکریں کھانے لگا۔ اور پھر درخواست لے کر ہمارے سکول میں حاضر ہوا کہ مجھے رکھ لیں۔ یہ محض خدا تعالیٰ کے فضل کے نشان ہیں جن کے سہارے جماعت باوجود مخالفت کے آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

افریقہ ٹریڈ اینڈ ڈیولپمنٹس کارپوریشن کی بنیاد ڈالی دی گئی ہے افریقہ میں کارخانے قائم کئے جا رہے ہیں تجارتی روابط بڑھائے جا رہے ہیں افریقہ کے دورے میں میں نے دیکھا کہ امیر ملک جونکوں کی طرح انکو چوستے چلے جا رہے ہیں لیکن ہم انشاء اللہ اس نظام کو بدلیں گے۔

روس میں جو دورے ہوئے ہیں ان میں ازبکستان، قازقستان، تاتارستان کے دورے خصوصیت کے حامل ہیں۔

قازقستان اور تاتارستان میں خدا کے فضل سے جماعت قائم ہو چکی ہے تاتارستان کے ایک میئر احمدیت قبول کر چکے ہیں اور ہسپتال کے لئے وسیع عمارت بھی پیش کردی ہے۔ ڈاکٹروں کو وقف عارضی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔ لیکن پہلے بتادیں تاکہ مکمل انتظامات کئے جاسکیں۔

واذا الصحف نشرت

بکثرت نئے اخبارات اور رسالے شائع ہو رہے ہیں گذشتہ دس سالوں میں اب تک ۱۸ ممالک میں ۶۸ رسائل اور اخبارات کا اضافہ ہو چکا ہے۔ رسالہ التقویٰ عظیم خدمت سرانجام دے رہا ہے یہ رسالہ دعوت حق کے میدان میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ افریقہ کے ایک ملک سینی گال میں ایک گاؤں میں رسالہ التقویٰ پڑھنے سے ۸۳۲ بیعتیں ہوئیں۔

جماعتی انتظامت کے تحت نمائشوں اور بک سٹالز کا کام بڑھتا چلا جا رہا ہے امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے ۳۹ ممالک میں وسیع پیمانے پر ۱۱۵ نمائشوں کا انتظام کیا گیا۔ ۱۴۶۲ بک سٹالز لگائے گئے۔

اس طرح مجموعی طور پر ۱۵۷۷ نمائشیں اور بک سٹالز لگائے گئے۔ ٹیلی وژن اور ریڈیو نے انکی بہت تشہیر کی اور باوجود ان کی مخالفت کے بیعتیں بھی ہوئیں۔

بک فیئرز اور مارکیٹنگ کے شعبے میں جماعت کی کتب فروخت ہونے لگ گئی ہیں ۱۹۹۲ء میں امریکہ 'کینڈا' اور یورپ کے بعض ممالک کی کوششوں سے جماعت نے اس شعبے میں پہلی دفعہ حصہ لیا ہے اب لوگ پیسے دے کر بھی کتابیں لے جاتے ہیں۔

اب تک ۴۶ ممالک میں پانچ ہزار سے زائد افرد ہمارے بک سٹالز سے استفادہ کر چکے ہیں۔

مربیان اور واقفین نو

اس وقت مرکزی مربیان اور جامعہ کے تیار شدہ باقاعدہ مربیان جو فیلڈ میں کام کر رہے ہیں ان کی تعداد ۵۵۰ ہے جب ہزاروں کی ضرورت پڑے گی تو انشاء اللہ واقفین نو ان ضرورتوں کو پورا کریں گے۔

وقف نو میں لڑکے اور لڑکیوں کی نسبت ایک اور دو کی ہے اس وقت تک کل تعداد ۱۰۵۶۶ ہے۔ لڑکوں کی تعداد ۷۴۹۳ ہے لڑکیوں کی تعداد ۳۰۷۳ ہے۔ پہلے ۵۰۰۰ کی تحریک تھی پھر لوگوں کے اصرار پر اس کی معیاد بڑھا دی گئی خدا تعالیٰ کے فضل سے معجزانہ طور پر ایسی عورتوں کے ہاں بچے پیدا ہوئے جو دس سال سے اس نعمت سے محروم تھیں۔

تراجم و اشاعت قرآن

امت مسلمہ کو ۱۴۰۰ سال میں جتنی زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی توفیق ملی ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ

نے پچھلے دس سالوں میں اس سے زیادہ توفیق پائی۔
مندرجہ ذیل زبانوں میں تراجم تیار ہیں فانٹی، کردی، کنڑی، کشمیری، ہنگیرین، ان پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔
درج ذیل زبانوں میں ترجمے کا کام جاری ہے Norvigen'Burmes'Japanese
Norvigen ترجمہ کے سلسلہ میں ایک نومسلم مخلص خاتون عائشہ صاحبہ اور بہت ہی مخلص اور فدائی احمدی نور صاحب کی خدمات قابل تحسین ہیں۔
غرضیکہ ۲۷ زبانوں میں ترجموں کا کام ہو رہا ہے۔ اس طرح ہم ۱۰۰ کے ٹارگٹ کے قریب پہنچ جائیں گے اس طرح جماعت احمدیہ کے ایک سو سال میں خدا تعالیٰ نے جو نعمتیں نازل فرمائیں ان کے ہر سال کے بدلے میں ایک زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ خدا کے حضور شکرانے کے طور پر پیش کریں۔
۱۹۸۲ء' ۱۹۸۳ء میں خلافت کے پہلے دو سالوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۹۶۶ کی تعداد میں قرآن کریم شائع ہوئے۔

گذشتہ آٹھ سالوں میں اس میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا اب تک ۳۶۰۹۱۰۰ کی تعداد میں قرآن کریم شائع کر کے تقسیم کئے گئے۔ دو سالوں میں ۶۱۰۰۰ کی اوسط تھی اس کے بعد کے آٹھ سالوں میں فی سال اوسط ۴۹۱۰۰۰ بنتی ہے یہ سب خدا تعالیٰ کے فضل اور انعامات انگلستان میں جماعت کے مرکز میں کام کرنے کی نتیجے میں نازل ہوئے دنیا بھر میں چھپنے والے دیگر کتب اور رسائل اس کے علاوہ ہیں اس شعبے میں پاکستان کی لاہور اور کراچی کی جماعتیں سرفہرست ہیں۔
بچوں کی تربیت کے لئے کتب چھاپنے کے سلسلے میں چوہدری رشید احمد صاحب کی نگرانی میں "چلڈرن بک کمیٹی" بنائی گئی ہے ان کے تحت اب تک ۱۸ کتب شائع ہو چکی ہیں جن میں سے ۷ کتب کے تراجم ۶ زبانوں میں ہو چکے ہیں۔
قرآن کریم اور دیگر کتب کی تفصیل۔
اب تک پاکستانی کرنسی کے مطابق تین کروڑ ترپن لاکھ بہتر ہزار نو سو باون روپے (۳۵۳۷۲۹۵۲) کا لٹریچر فروخت کیا جا چکا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس خدمت کا سہرا منیر الدین شمس صاحب کے سر ہے۔ عثمان چینی صاحب کے کئے ہوئے چینی ترجمہ قرآن کی بہت تعریف ہوئی ہے۔

مالی قربانیاں

مالی قربانی میں جماعت احمدیہ اور اخلاص اور ایثار کے ساتھ پیش پیش ہے ایک جگہ مالی قربانی کی تحریک کی گئی تو عورتوں نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر قربانی پیش کی۔ ایک غیر احمدی خاتون نے یہ دیکھ کر کہا کہ مال لینے کے لئے جھپٹتے ہوئے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے لیکن مال دینے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا منظر پہلی دفعہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

یورپ اور امریکہ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے پچھلے دس سالوں میں مالی قربانی میں بہت ترقی کی ہے ۱۹۸۱ء ' ۱۹۸۲ء میں سارے یورپ اور امریکہ کی جماعتوں کا بجٹ ۶۶۴۰۰۰ پاؤنڈ تھا ۱۹۹۱ء ' ۱۹۹۲ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۶۳۰۰۰۷۲ پاؤنڈ ہو چکا ہے گویا قربانی کا معیار گذشتہ دس سالوں میں دس گنا بڑھ گیا ہے۔

گذشتہ چند سال پہلے میں نے یہ عاجزانہ دعا کی تھی کہ اے خدا تو نے بیسیوں کو سینکڑوں میں بدلا سینکڑوں کو ہزاروں میں ' ہزاروں کو لاکھوں میں ' لاکھوں کو کروڑوں میں بدلا اب ہمیں یہ دور دکھا کہ کروڑوں اربوں میں تبدیل ہوں اس وقت جماعت کا چندہ چند کروڑ قریباً چھ کروڑ تھا اب خدا تعالیٰ کے فضل سے چوالیس کروڑ ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں بھی خدا تعالیٰ کے پیار کا ایک نشان ظاہر ہوا میں نے غلطی سے ۳۴ کروڑ کو ۴۴ کروڑ پڑھ دیا (خطبے کے دوران) لیکن بعد میں مجھے خیال گذرا کہ یہ غلطی خدا تعالیٰ نے خود کرائی ہے حساب چیک کیا تو واقعہ ۳۴ کروڑ ۴۴ کروڑ نکلا۔

حضرت مسیح موعود کے وقت میں ایک غریب پٹھان عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میری ہر چیز جماعت کی ہے۔ کپڑے تک جماعت کے ہیں کیونکہ میں جماعت کے وظیفے پر پلتی ہوں بہت غریب تھی لیکن مالی قربانی کی تحریک کے وقت حاضر ہوئیں اور کہا کہ میں نے کچھ مرغیاں پال رکھی ہیں۔ انڈے بیچ کر یہ دو روپے اکٹھے کیے ہیں یہ میں حضور کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔

بیت الفضل لنڈن کے لئے کی جانے والی قربانیوں کا بھی یہی حال تھا اب وہاں کا ایک ایک شخص پورے پورے مشن اور بیت کا خرچہ ادا کر رہا ہے۔

روس کے ایک وفد کی خواہش پر میں نے ان سے وہاں پہلی بیت بنانے کا وعدہ کیا لیکن پیسوں کا کوئی انتظام نہ تھا اسی وقت کراچی کے ایک دوست نے دس لاکھ روپے پیش کیے پھر دس لاکھ روپے ادا کیے اور پھر دس لاکھ روپے ادا کیے اور پھر پچاس لاکھ کا وعدہ کیا اور پھر کہا کہ جو ایک لاکھ پاؤنڈ اس پر خرچہ آنا تھا وہ سب کا سب میں ادا کروں گا کراچی کی جماعت نے ایک کروڑ روپے کا وعدہ کیا ہے دشمن حسد کی آگ میں جل رہا ہے۔ اور جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کی منادی کرتی چلی جائے گی۔

آخر پر حضور نے اسیران راہ مولیٰ مصیبتوں میں مبتلا پاکستانیوں کے لئے دعا کی درخواست کی اور پاکستان اور مشرق بعید میں اس پروگرام میں تصویری اور صوتی اعتبار سے شامل دوستوں کو اپنی طرف سے اور سب حاضرین جلسہ کی طرف سے نہایت محبت بھرا سلام پہنچایا اور دلی مبارک باد پیش کی کہ خدا تعالیٰ نے اس طرح ہجر دور کرنے کے سامان فرمائے خدا کرے کہ اب یہ مکمل وصل کی صورت میں تبدیل ہو جائے۔ آمین۔

عَلَمِ انعامی کے حصول پر خدا تعالیٰ کے حضور اظہارِ تشکر

ہم تمام ممبران مجلس خدام الاحمدیہ دارالذکر فیصل آباد خدا تعالیٰ کے انتہائی شکرگزار ہیں کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے سال ۹۱-۱۹۹۰ء میں حسن کارکردگی کی بنیاد پر علمِ انعامی عطا فرمایا۔ اس اعزاز کے حاصل کرنے میں ہمیں حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب امیر جماعت احمدیہ فیصل آباد کی دعائیں حاصل رہیں۔ محترم نائب امیر صاحب، محترم مربی صاحب ضلع کا تعاون جماعتی طور پر شامل حال رہا۔ خدام الاحمدیہ کی سطح پر محترم قائد صاحب علاقہ جناب عظمت حسین صاحب شہزاد کا غیر معمولی مسلسل تعاون ہمارے ساتھ رہا۔ اس کے علاوہ محترم قائد صاحب ضلع نے ہماری مختلف مواقع پر رہنمائی فرمائی۔ مجلس انصاراللہ دارالذکر نے مختلف شعبہ جات میں ہمارے ساتھ مشترکہ پروگرام بنائے اور ہماری معاونت فرمائی۔

"مجلس فضل عمر" و "مجلس دارالحمد" کے خدام کی دو ماہ کی کارکردگی بھی (مشترکہ مجلس دارالذکر میں شامل رہی۔ جنوری سے اِن مجالس نے علیحدہ نئی مجالس کے طور پر کام شروع کیا۔)

ہم تمام ممبرانِ مجلس مندرجہ بالا تمام دوستوں کے تہہ دل سے مشکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غیر معمولی جزاء عطا فرمائے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اِن کا تعاون پہلے سے بڑھ کر ہمارے ساتھ رہے گا۔

احبابِ جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں امام وقت کی ہر لمحہ کامل اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور لائحۂ عمل کے مطابق ہر شعبہ میں مرکزی ھدایات کے مطابق غیر معمولی کام کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں تقویٰ کی باریک در باریک راہوں پر چلتے ہوئے اپنا اعزاز برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قارئینِ خالد کو مبارکباد

سالنامہ کی اشاعت پر ہم تمام ممبرانِ عاملہ قارئین کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

ممبرانِ عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ دارالذکر

فیصل آباد۔

خلافت جوبلی علمِ انعامی ۱۹۹۰-۹۱ء حاصل کرنے والی مجلس "دارالذکر" فیصل آباد

ممبران مجلس عاملہ دارالذکر فیصل آباد صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کے ہمراہ

۱۹۹۰-۹۱ء مقابلہ بین الاضلاع میں اوّل ضلع لاہور ممبران عاملہ ہمراہ قائد صاحب ضلع لاہور
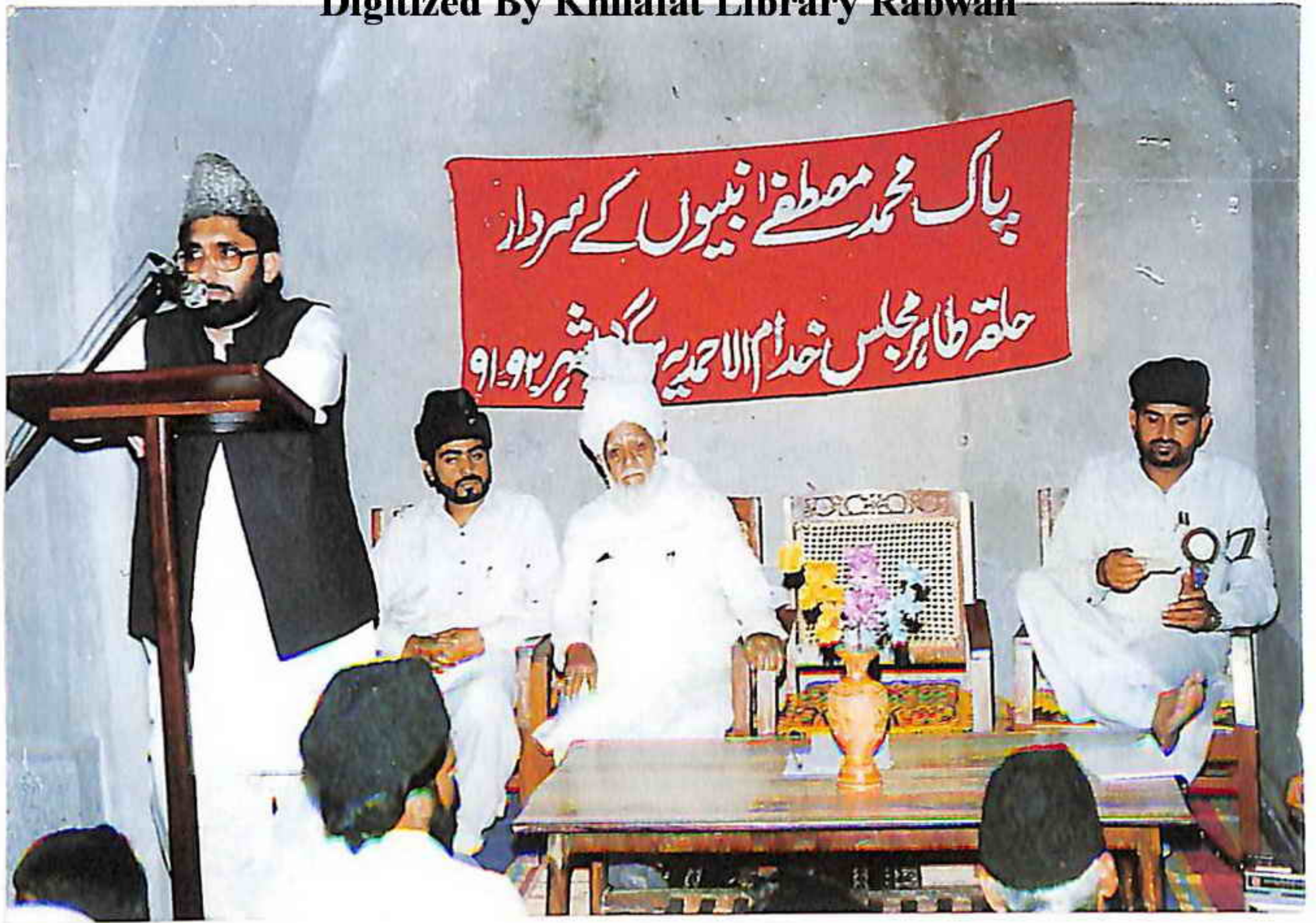
اجتماع علاقہ سرگودھا ——— صدرِ محترم کا خطاب

اجتماع علاقہ لاہور کا ایک منظر۔ ناظر صاحب اصلاح وارشاد کی صدارت میں

مُردہ دلوں کے لئے آبِ حیات

"جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ کبھی نہیں مرے گا"

ملفوظات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اہمیت و فضیلت

مقالہ نگار:۔ مکرم ظفراللہ خان صاحب طاہر)

ملفوظات لفظ ملفوظ کی جمع ہے۔ ملفوظ عربی مادہ کے اعتبار سے "لفظ" سے اسم مفعول ہے۔ لفظ کے معنی کسی چیز کے پھینکنے کے ہوتے ہیں۔ لفظ بالکلام کا مطلب ہے کلام کرنا۔ ملفوظ سے مراد وہ بات ہے جو منہ سے بیان کی جائے اور ملفوظات اس سے جمع کا صیغہ ہے یعنی بیان کی گئی باتیں۔

ملفوظات کا اصطلاحی مفہوم

ہمارے ہاں ملفوظات سے مراد "حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود.... کا وہ پاکیزہ اور پر معارف کلام ہے جو حضورؑ نے اپنی مقدس مجالس میں یا جلسہ سالانہ کے اجتماعات میں اپنے ساتھیوں کے تزکیہ نفس، ان کی روحانی اور اخلاقی تربیت، خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنے اور قرآن کریم کے علم و حکمت کی تعلیم نیز احیاء دین (حق) اور قیام شریعت (حقہ) کے لئے وقتاً فوقتاً ارشاد فرمایا" (ملفوظات جلد اول زیر عنوان تعارف)

ملفوظات کا مقام و مرتبہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا کلام روح پرور اگر دیکھا جائے تو چار قسموں پر مشتمل ہے۔

اول۔ کتب و رسائل و اشتہارات جو آپ نے خود بغرض اشاعت تالیف فرمائیں۔

دوم۔ مکتوبات یعنی خطوط جو آپ نے اپنے دوستوں یا عزیزوں یا دیگر لوگوں کے نام لکھ کر ارسال فرمائے۔

سوم۔ ملفوظات جس سے مراد آپ کا وہ کلام ہے جو آپ نے کسی مجمع یا مجلس یا سیر وغیرہ میں بطریق تقریر یا گفتگو ارشاد فرمایا اور لکھنے والوں نے اس وقت لکھ کر ڈائری وغیرہ میں حضرت مسیح موعود..... کی زندگی میں ہی شائع کر دیا۔

چہارم۔ روایات۔ وہ بھی ایک نوع ملفوظات کی ہے مگر وہ ساتھ ساتھ ضبط میں نہیں لائی گئیں بلکہ راویوں کے حافظہ کی بنا پر جمع کی جاتی ہیں۔

ان چہارم اقسام کا مرتبہ یقین اور سند کے لحاظ

ے مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق سمجھا جانا چاہیئے یعنی سب سے اول نمبر پر تالیفات پھر مکتوب اور اسکے بعد ملفوظات اور پھر روایات۔ (ملفوظات جلد اول زیر عنوان پیش لفظ از مولانا جلال الدین صاحب شمس)

حقیقت یہ ہے کہ جماعت کی تربیت کے نقطہ نظر سے ملفوظات کا مقام حضرت مسیح موعود..... کے کلام کی جملہ اقسام میں سے اول نمبر پر سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ یہ وہ کلام ہے جو حضرت مسیح موعود... نے اپنے احباب کو براہ راست مخاطب کرکے فرمایا اور بیشتر طور پر ایسے حالات میں فرمایا کہ جب حضور کے مدنظر جماعت کی تعلیم و تربیت کا پہلو تھا۔ اسلئے جہاں تک تربیت اور اصلاح نفس کا تعلق ہے ملفوظات میں جملہ اقسام کی نسبت سب سے بڑا ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد اول زیر عنوان پیش لفظ از مولانا جلال الدین صاحب شمس)

ملفوظات کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کے مامورین ابتداء بنی آدم سے ہی انسانوں کی اصلاح کے لئے جس طرز عمل کو اختیار کئے رہے ہیں اور بلا استثناء ہر ایک مامور من اللہ نے جس طرز تربیت اور اصلاح اقوام کو اپنایا ہے وہ زبانی اور تقریری طرز بیان ہے۔ کسی مامور من اللہ نے تحریرات کی صورت میں اپنی قوم کی تربیت کو اختیار فرمایا ہو یا نہ فرمایا ہو زبانی طریق تربیت کو تو بہرحال ضرور استعمال فرمایا ہے۔

تاریخ انبیاء اور صحف مطہرہ کی یہی گواہی ہے کہ ان مامورین کے کامیاب اور پر تاثیر لیکچروں نے ہمیشہ دلوں تک رسائی کی ہے اور عظیم الشان انقلابات برپا کئے ہیں۔ اسی طریق کے مطابق حضرت مسیح موعود..... نے بھی اسی طرز عمل کو اپنی ساری حین حیات میں اختیار فرمائے رکھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود...... نے اس طرز تربیت کی اہمیت کے متعلق اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے تائید حق اور اشاعت دین حق کی جن پانچ شاخوں ذکر فرمایا ہے ان میں سے تیسری شاخ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"اس میں کچھ شک نہیں کہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقع کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور مؤثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں اور بجز خدا تعالیٰ کے کلام کے جو خاص طور پر قلمبند ہو کر شائع کیا گیا باقی جس قدر مقالات انبیاء ہیں وہ اپنے اپنے محل پر تقریروں کی طرح پھیلتے رہے ہیں۔ عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ ایک محل شناس لیکچرار کی طرح ضرورتوں کے وقتوں میں مختلف مجالس اور محافل میں ان کے حال کے مطابق روح سے قوت پاکر تقریریں کرتے تھے مگر نہ اس زمانہ کے متکلموں کی

طرح کہ جن کو اپنی تقریر سے فقط اپنا علمی سرمایہ دکھلانا منظور ہوتا ہے یا یہ غرض ہوتی ہے کہ انہیں اپنی جھوٹی منطق اور سوفسطائی حجتوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لادیں اور پھر اپنے سے زیادہ جہنم کے لائق کریں بلکہ انبیاء نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے ابلتا تھا وہ دوسروں کے دلوں میں ڈالتے تھے۔ ان کے کلمات قدسیہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سناتے تھے بلکہ ان کو بیمار دیکھ کر اور طرح طرح کے آفات روحانی میں مبتلا پا کر علاج کے طور پر ان کو نصیحتیں کرتے تھے یا حجج قاطعہ سے ان کے اوہام کو رفع فرماتے تھے اور ان کی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے۔ سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور واردین اور صادرین کی استعداد کے موافق اور ان کی ضرورتوں کے لحاظ سے اور ان کے امراض لاحقہ کے خیال سے ہمیشہ باب تقریر کھلا رہتا ہے کیونکہ برائی کو نشانہ کے طور پر دیکھ کر اس کے روکنے کے لئے نصائح ضروریہ کی تیراندازی کرنا اور بگڑے ہوئے اخلاق کو ایسے عضو کی طرح پا کر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو اپنی حقیقی صورت اور محل پر لانا جیسے یہ علاج بیمار کے روبرو ہونے کی حالت میں متصور ہے اور کسی حالت میں کماحقہ ممکن نہیں"۔

(فتح اسلام صفحہ 15 تا 17)

خصائص ملفوظات

ملفوظات حضرت مسیح موعود... کو گہری نظر سے دیکھا جائے تو ان میں بہت سی خصوصیات نظر آتی ہیں۔ ان میں سے چند ایک ہدیہ قارئین ہیں۔

اول۔ تنوع مضامین

ملفوظات میں متنوع مضامین پائے جاتے ہیں۔ ہر قسم کی بحث آپ کو ان ملفوظات میں ملے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف لوگ حضور کے پاس آکر اپنے معاملات یا سوالات یا اعتراضات پیش کیا کرتے تھے۔ حضور اقدس ان کے حسب حال جوابات عنایت فرمایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قسم کے متنوع مضامین ملفوظات میں جمع ہو گئے ہیں۔

دوم۔ تربیتی مضامین

حضرت مسیح موعود... کو احباب جماعت کی تربیت کا خاص خیال رہتا تھا اس لئے آپ کو جو موقع بھی ملتا تھا حتیٰ کہ سیر کے دوران بھی حضور احباب کو قیمتی نصائح سے نوازتے رہتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کو بڑی کثرت کے ساتھ تربیتی مضامین ملفوظات میں ملیں گے۔

سوم۔ فقہی مسائل

جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے وہ روزمرہ کے فقہی مسائل بھی دریافت کیا کرتے تھے اور حضرت اقدس نہایت عام فہم اور سادہ الفاظ میں ان کے جوابات عنایت فرمایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جس قدر فقہی مسائل اور ان کے جوابات ملفوظات میں ملتے ہیں دیگر کتب میں نہیں ملتے۔

چہارم۔ علم الکلام کے مسائل

حضرت مسیح موعود.... نے دنیا کو ایک جدید علم کلام عطا فرمایا اور آپ کی تصنیفات میں ہر قسم کے مسائل کلامیہ زیر بحث آئے ہیں۔ تاہم ملفوظات میں بیان شدہ مسائل کلامیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ حضور نے نہایت ہی عام فہم اور سادہ زبان میں معترض یا سائل کے مطابق جوابات دیئے ہیں اور پھر ایک ہی مسئلہ کے متعلق متعدد مقامات پر مختلف رنگوں میں جوابات عنایت فرمائے ہیں۔

اس لحاظ سے جو شخص ملفوظات کا مطالعہ کرے گا اس کے لئے کتب حضرت مسیح موعود.... کا سمجھنا بہت ہی آسان ہو جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک قاری کے لئے اس میں بیان شدہ دلائل علمی اسلحہ کا کام دیتے ہیں۔

پنجم۔ دعوت الی اللہ کے طریق

حضرت مسیح موعود.... چونکہ سامنے حاضر یا آپ کے ساتھ گفتگو میں شریک لوگوں کے سوالات کے جوابات دیا کرتے تھے اور معترضین کے اعتراضات رفع فرمایا کرتے تھے اس لحاظ سے ملفوظات کا مطالعہ ایک داعی الی اللہ کے لئے بہت مفید ہو سکتا ہے۔ اس سے ایک طرف داعی الی اللہ دعوت الی اللہ کے طریق سیکھ سکتا ہے تو دوسری طرف ٹھوس علم حاصل کر سکتا ہے۔

ششم۔ قوت تاثیر

حضرت مسیح موعود.... ایک حاذق طبیب کی طرح جو مریضوں کا علاج کرتا ہو روحانی مریضوں کے امراض کا علاج فرمایا کرتے تھے۔ وہ امراض اور ان کے علاج آپ کو ملفوظات میں ملیں گے۔ آپ کا یہ جادو اثر کلام جس طرح اُس زمانہ میں دلوں کی صفائی اور ذہنی انقلاب کا کام کرتا تھا وہ آج بھی اس میں نظر آتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اثر اندازی کی جو خاص قوت قدسیہ عطا ہوئی تھی آج بھی یہ ملفوظات پڑھنے اور سننے والے پر اثر انداز ہوتی ہے اور دل کی میل دور ہو کر سینے صاف ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور تاریکیاں چھٹنے لگتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود..... نے اپنے کلام کی اثر انگیزی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے

"بلاشبہ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میرے کلام سے

بقیہ ص 30 پر

آجا پیارے اب تو آجا.........

دل کی نمانی جھیل میں آؤ ہم بھی پتھر پھینکیں تو
اس کم ظرف کی کہتے ہیں کہ ہوتی ہے گہرائی بہت

چھیڑ کے دکھ تو دے لیں گے اک آبلہ پا دیوانے کو
ان کے مقدر میں ہوتی ہے بالا آخر رسوائی بہت

ساغر گردش چھلک رہا ہے صبر کی سِل پر برسوں سے
دن میں رہی جو دھوپ کڑی تو رات بھی ہے کجلائی بہت

دنیا کی نفرت کے مورد ہیں سرمایہ یہ گدڑی پوش
ان کے طفیل ہی مسکاتی ہے دنیا میں رعنائی بہت

چپکے سے آنکھوں میں فروکش آکر وہ مہمان ہوا!
روزنِ قلب و ذہن سے اجلی یاد اس کی در آئی بہت

لگتا ہے فرقت میں ساجن کتنی صدیاں بیت گئیں
آجا پیارے اب تو آجا ڈستی ہے تنہائی بہت

جلدی سے دفنا کے دیکھو خاک برابر کر دینا
میت گو کافوری ابیض، بدیوں میں نہلائی بہت

(مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب)

بقیہ از ص..... 28

مردے زندے نہ ہوں اور اندھے آنکھیں نہ کھولیں اور مجذوم صاف نہ ہوں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا"۔ (ازالہ اوہام صفحہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ)

پھر فرماتے ہیں

"..... جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں آیا..... یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے....." (ازالہ اوہام صفحہ 4)

پس حضرت مسیح موعود..... کا کلام زندگی بخش کلام ہے اور آج ہزاروں نہیں لاکھوں نفوس ایسے ہیں جو اس اعجازی کلام سے شفا یافتہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت مسیح موعود... کے زندگی بخش کلام سے زندگی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور باقی تمام دنیا پر بھی اس کے اثرات پھیلیں اور بالآخر تمام دنیا زندہ ہو جائے اور ہر قسم کی روحانی بیماریوں سے شفایاب ہو جائے۔ آمین

مضمون نگاروں کا شکریہ

ادارہ خالد نے سالنامہ کی خصوصی اشاعت کے لئے احباب سے قلمی تعاون کی درخواست کی تھی۔ ہم ان تمام مضمون نگاروں کے شکر گذار ہیں جنہوں نے ہماری درخواست کو قبولیت کا شرف بخشا اور ہمیں مضامین بھیجے۔ ان میں سے اکثر مضامین سالنامہ کی اشاعت میں شامل ہیں لیکن بوجوہ کچھ مضامین سالنامہ میں شامل نہیں ہو سکے۔ ان میں سے مکرم ظہیر احمد خان صاحب، مکرم عبدالباسط شاہد صاحب، مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب، مکرم حافظ راشد جاوید صاحب اور مکرمہ نصیرہ ہاشمی صاحبہ کے مضامین اکتوبر 1992ء کے شمارے میں شائع کر دیئے گئے ہیں اور مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب، مکرم انعام اللہ قمر صاحب کے مضامین قریبی اشاعت میں شامل کر دیئے جائیں گے۔ انشاءاللہ۔ ہم تمام مضمون نگاروں کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہم سے تعاون فرمایا اور اس ردّ و بدل پر ہم معذرت خواہ بھی ہیں۔

اور ہاں ہم ان احباب کو بھی نہیں بھولے جنہیں درخواست کی گئی تھی لیکن شاید مصروفیت کی بنا پر ہمیں مضمون نہیں بھیج سکے۔ ہم ابھی بھی ان کے مضامین کے منتظر ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مدیر خالد

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعود)

عالمِ روحانی کے نوادرات
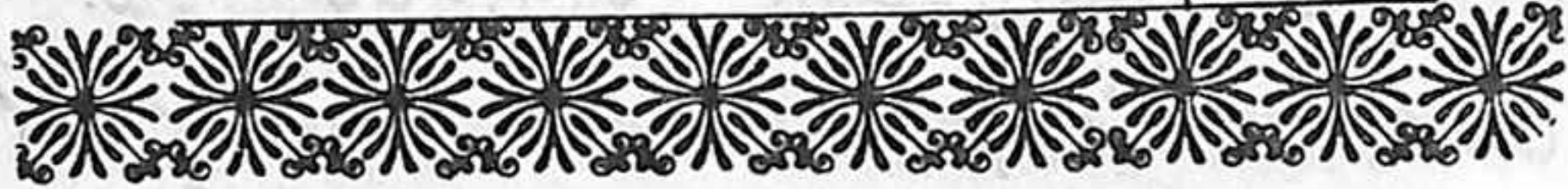
(مقالہ نگار:۔ مکرم عبد السمیع خان صاحب)

سیدالمطہرین حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی اور دائمی معجزہ وہ عظیم الشان اخلاقی اور روحانی انقلاب ہے جو آپ نے دنیا میں برپا کر دکھایا۔ جو عرب سے پھوٹا اور پھر کل عالم اس چشمہ سے سیراب ہوا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس انقلاب کو لاثانی قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے

"لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبانوں پر الٰہی معارف جاری ہوئے"۔ (برکات الدعاء صفحہ 11)

"وہ لوگ سچ مچ موت کے گڑھے سے نکل کر پاک حیات کے بلند مینار پر کھڑے ہوگئے تھے اور ہر ایک نے ایک تازہ زندگی پالی تھی اور اپنے ایمانوں میں ستاروں کی طرح چمک اٹھے تھے"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 205)

یہ وہ لوگ تھے جو صرف زندگی پانے والے نہیں زندگیاں دینے والے بن گئے اور ہر آنے والی نسل کی روحانی حیات کا معیار اور محک ٹھہرائے گئے۔

ہر صلاحیت کے پاک استعمال میں اور زندگی کے ہر شعبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ایسے حیرت انگیز نمونے چھوڑے ہیں کہ وہ روحانی دنیا کا ورثہ بلکہ نوادرات کہلانے کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ ان کی مثالیں کم کم اور ان نقوش پر چلنے والے شاذ شاذ ہیں۔ ہاں صرف وہی جن کو خدا تعالیٰ اپنے خاص فضل سے اس راہ پر چلائے اور دستگیری فرمائے۔

آئیے صحابہؓ رسول اللہؐ کی پاک زندگیوں کے بعض عجائبات کا نظارہ کریں جو عام طور پر نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔

○

حضرت ولید بن ولید جو خالدؓ بن ولید کے بھائی تھے بدر کی جنگ میں کفار کی طرف سے شامل ہوئے اور قید ہوگئے۔ ان کے بھائی خالدؓ بن ولید اور ہشام بن ولید ان کو چھڑانے کے لئے مدینہ آئے۔ فدیہ میں والد کی بعض چیزیں دیں اور ان کو رہا کروایا۔ بھائیوں کے ساتھ مدینہ سے نکلے مگر ذوالحلیفہ (جو مدینہ

سے 6 میل کے فاصلے پر میقات ہے) پہنچ کر واپس بھاگ کر مدینہ آئے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلیا۔

دوبارہ جب خالد بن ولید سے ان کی ملاقات ہوئی تو خالد نے کہا جب تم نے اسلام قبول کرنا ہی تھا تو فدیہ سے پہلے کیوں نہ مسلمان ہوگئے۔ والد کی نشانیاں فدیہ میں دے کر ضائع کر دیں۔ حضرت ولیدؓ نے فرمایا میں اپنی قوم کے دیگر لوگوں کی طرح فدیہ دے کر مسلمان ہونا چاہتا تھا تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ ولید فدیہ دینے کے ڈر سے مسلمان ہوگیا ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد 4 صفحہ 131)

O

حضرت عبداللہؓ بن سہیل ظہور اسلام کے ابتدائی زمانے میں مسلمان ہوئے اور قریش کے مظالم سے بچنے کے لئے ہجرت حبشہ میں شمولیت کی توفیق پائی۔ حبشہ سے واپس آئے تو والد سہیل بن عمرو نے دوبارہ مذہب تبدیل کرانے کے لئے بڑی شدومد سے کوشش شروع کردی اور قید کر دیا اور مدینہ نہ جا سکے۔

قریش کا لشکر جب بدر کی جنگ کے لئے نکلا تو حضرت عبداللہؓ بھی مصلحت کے تحت اس میں شامل ہوگئے۔ ان کے والد کو اطمینان تھا کہ بیٹے نے مذہب تبدیل کرلیا ہے مگر جب جنگ کی تیاری شروع ہوئی تو عبداللہؓ موقع پاکر نکل گئے اور اسلامی فوج میں شامل ہوگئے۔ ان کے والد پر حقیقت حال واضح ہوئی مگر اب تیر کمان سے نکل چکا تھا اور پروانہ اپنی شمع کے گرد چکر لگا رہا تھا۔ (طبقات ابن سعد جلد 3 صفحہ 406)

فتح مکہ کے موقع پر سہیل بن عمرو کا نام مجرموں کی فہرست میں تھا۔ انہوں نے گھر میں گھس کر کواڑ بند کر لئے اور اپنے بیٹے کو پیغام بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری جان بخشی کراؤ۔ چنانچہ عبداللہ کی درخواست پر حضورؐ نے انہیں امان عطا فرمائی۔ اس حسن سلوک سے متاثر ہو کر حضرت سہیل بن عمرو نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ حضورؐ نے حنین کے مال غنیمت میں سے انہیں سو اونٹ عطا فرمائے۔ (مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 281)

O

حضرت طفیل بن عمروؓ یمن کے قبیلہ دوس کے رئیس تھے۔ مکہ آئے تو قریش کے بہکانے پر کانوں میں روئی ڈال کر پھرتے رہے مگر ایک دن کانوں سے روئی نکالی اور حضورؐ اقدس کی زبان مبارک سے قرآن سنا تو کایا پلٹ گئی۔

اسلام لانے کے بعد حضورؐ سے عرض کی قوم میں واپس جا کر دعوت حق دینا چاہتا ہوں میرے لئے دعا کیجئے۔ حضورؐ نے دعاؤں سے رخصت فرمایا۔ واپس یمن پہنچے تو والد ملنے آئے۔ آپ نے فرمایا اب میں اسلام قبول کر چکا ہوں۔ آپ سے میرا کوئی واسطہ نہیں رہا۔ والد نے کہا جو تمہارا دین وہی میرا دین ہے۔ ایسا ہی مکالمہ

بیوی سے ہوا اور دونوں مسلمان ہوگئے۔ مگر اہل قبیلہ پر تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ حضورؐ نے دعا کی اے خدا دوس کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس لے کر آ۔ نیز حضرت طفیل کو ہدایت کی کہ نرمی اور آشتی کے ساتھ اسلام کی طرف مائل کرو۔

حضورؐ کی دعاؤں کے جلو میں واپس لوٹے اور انہی کی برکت سے چند دنوں میں قبیلہ کی بڑی تعداد اسلام کی آغوش میں داخل ہوگئی۔ (طبقات ابن سعد جلد 4 صفحہ 237)

مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ جو دکھ اٹھا رہے تھے وہ حضرت طفیل اور ان کے قبیلہ کے لئے ناقابل برداشت تھے۔ قبیلہ دوس یمن کا ایک نہایت مضبوط قلعہ تھا۔ حضرت طفیل بن عمروؓ نے حضورؐ کو یمن تشریف لانے کی دعوت دی اور آپؐ کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی۔ مگر ابھی خدا کی طرف سے ہجرت کا اذن نہ ہوا تھا اس لئے حضورؐ نے یہ پیشکش قبول نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ مدینہ کو ہجرت گاہ رسولؐ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ (مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان قاتل نفسہ لایکفر)

O

حضرت خالد بن سعیدؓ نے ایک خواب کی بنا پر اسلام قبول کیا۔ دعوت اسلام کے ابتدائی زمانہ میں انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک آتشیں غار کے کنارے کھڑے ہیں اور ان کے والد انہیں اس غار میں دھکیل رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کمر سے پکڑ کر روک رہے ہیں۔ اس نظارے سے گھبرا کر آنکھ کھل گئی اور بے ساختہ زبان سے نکل گیا خدا کی قسم یہ خواب ضرور سچا ہے۔

حضرت خالدؓ نے یہ خواب حضرت ابو بکرؓ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا تم ایک دن ضرور اسلام قبول کرو گے۔ اسلئے میرا تمہیں دوستانہ مشورہ یہ ہے کہ تم فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو جاؤ۔ تمہارے والد کفر کی آتشیں غار میں گریں گے مگر تمہارا اسلام تمہیں بچا لے گا۔ چنانچہ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپؐ کا پیغام کیا ہے۔ فرمایا صرف خدائے واحد کی عبادت کرو۔ مجھے اسکا بندہ اور رسول مانو۔ اور ان پتھروں کی عبادت چھوڑ دو جو تمہارے کسی نفع اور نقصان پر قدرت نہیں رکھتے۔ حتی کہ اس سے بھی لاعلم ہیں کہ کون انکی پرستش کرتا ہے۔ یہ پاکیزہ تعلیمات سن کر انکے دل نے صداقت کا اثر قبول کیا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوگئے۔ (مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 248)

O

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ بدر کے لئے مدینہ سے نکلے تو سواریاں بہت کم تھیں۔ تین تین آدمیوں کے حصہ ایک ایک اونٹ آیا۔ آنحضرتؐ خود بھی اس

تقسیم میں شامل تھے اور آپؐ کے حصہ میں جو اونٹ آیا اس میں آپؐ کے ساتھ حضرت علیؓ اور حضرت ابولبابہؓ بھی شریک تھے اور سب باری باری سوار ہوئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی باری آئی تو دونوں جان نثار عرض کرتے یا رسول اللہؐ آپ سوار رہیں ہم پیدل چلیں گے مگر آپؐ فرماتے تم دونوں مجھ سے زیادہ پیدل چلنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ میں تم دونوں سے زیادہ ثواب سے مستغنی ہوں۔

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 411)

O

حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ ایک مرتبہ سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضورؐ نے اپنی سواری بٹھادی اور اتر کر فرمایا اب تم سوار ہو جاؤ۔ عرض کیا یارسول اللہؐ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں آپؐ کی سواری پر سوار ہو جاؤں اور آپؐ پیدل۔ حضورؐ نے پھر وہی ارشاد فرمایا اور غلام کی طرف سے وہی جواب تھا۔ حضورؐ نے پھر اصرار فرمایا تو اطاعت کے خیال سے سواری پر سوار ہوگئے اور حضورؐ نے سواری کی باگ پکڑ کر اس کو چلانا شروع کر دیا۔ (کتاب الولاۃ کندی بحوالہ سیر الصحابہ جلد حصہ 2 صفحہ 238)

O

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو منشائے الٰہی کے تحت حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر میں قیام فرمایا اور چھ ماہ تک انہیں حضورؐ کی میزبانی کی تاریخی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کے مکان کے اوپر نیچے دو حصے تھے۔ انہوں نے ادب کے خیال سے اوپر کا حصہ حضورؐ کے لئے مخصوص کیا لیکن حضورؐ نے اپنی اور زائرین کی آسانی کی خاطر نیچے کا حصہ پسند فرمایا۔

ایک دفعہ اتفاق سے اوپر والے حصے میں پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا۔ چھت معمولی تھی۔ ڈر تھا کہ پانی نیچے ٹپکے گا اور حضورؐ کو تکلیف ہوگی۔ گھر میں میاں بیوی کے اوڑھنے کیلئے ایک ہی لحاف تھا۔ انہوں نے وہی لحاف پانی پر ڈال دیا تاکہ پانی جذب ہو جائے اور حضورؐ کو زحمت نہ ہو۔ مگر یہ خیال انہیں مسلسل بے چین رکھتا تھا کہ وہ اوپر ہیں اور حضورؐ نیچے ہیں۔ اسی خیال نے ایک رات دونوں میاں بیوی کو شب بھر بیدار رکھا اور بے ادبی کے خوف سے کونوں میں بیٹھ کر رات بسر کی۔ صبح حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کیفیت بیان کی تو حضورؐ بالاخانہ پر تشریف لے گئے۔ حضرت علیؓ نے جب مرکز خلافت کوفہ منتقل کیا تو حضرت ابوایوب انصاریؓ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

(اصابہ جلد 1 صفحہ 404)

O

حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت ابن عباس

بصرہ کے گورنر تھے۔ اسی زمانہ میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ ان سے ملنے کیلئے بصرہ گئے تو حضرت ابن عباس نے فرمایا میں چاہتا ہوں جس طرح آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کیلئے اپنا گھر پیش کر دیا تھا میں بھی آپ کیلئے اپنا گھر خالی کر دوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے تمام اہل وعیال کو دوسرے مکان میں منتقل کر دیا اور مکان مع تمام سازوسامان حضرت ابو ایوب انصاری کی نذر کر دیا۔ (سیر انصار جلد اول صفحہ 113)

آپ اسّی برس کی عمر میں اس فوج میں شامل تھے جس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فتح کی بشارت دی تھی اور آپ بھی اس خوشخبری کے پورا کرنے کے لئے جہاد میں مصروف تھے مگر بیمار ہو کر شہادت پائی اور وصیت کی کہ دشمن کی سرزمین میں جہاں تک جاسکو میری نعش لے جا کر دفن کرنا۔ چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی اور قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے انہیں دفن کیا گیا۔ آپ کا مزار آج بھی قسطنطنیہ کی فصیل کے قریب ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد 3 صفحہ 484)

O

ہجرت مدینہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی کا شرف تو حضرت ابو ایوب انصاریؓ کو حاصل ہوا مگر حضورؐ کی اونٹنی حضرت اسعد بن زرارہ کی مہمان بنی۔ (طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ 237)

مسجد نبویؐ کی تعمیر کے لئے جو جگہ تجویز ہوئی تھی وہ سہل اور سہیل نامی دو یتیم بچوں کی تھی جو اسعد بن زرارہ کی زیر تربیت پرورش پاتے تھے۔ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب زمین لینا چاہی تو ان یتیموں نے قیمت لینے سے انکار کر دیا مگر حضور نے قیمت ادا فرمائی۔ (بخاری کتاب المناقب باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ نے اس زمین کے بدلہ میں اپنا ایک باغ ان یتیموں کو دے دیا تھا۔ (زرقانی جلد 1 صفحہ 364)

ہجرت کے بعد سب سے پہلے فوت ہونے والے صحابی حضرت اسعد بن زرارہ ہی تھے اور اس لحاظ سے ہجرت کے بعد سب سے پہلی نماز جنازہ انہی کی پڑھی گئی۔ (الاصابہ جلد 1 صفحہ 50)

O

مدینہ منورہ میں اب جہاں مسجد فتح ہے وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے دوران تین دن تک خاص دعا کی تھی۔ چوتھے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت کی اطلاع ملی تو چہرہ مبارک پر بشارت کی موجیں دوڑنے لگیں۔ اسی یادگار میں اسی جگہ مسجد فتح تعمیر کی گئی۔ حضرت جابرؓ نے یہ واقعہ دیکھا تھا۔ چنانچہ جب کوئی مشکل پیش آتی تو وہیں تشریف لے جاتے اور اسی خاص وقت میں (جب آنحضورؐ کو قبولیت کی بشارت ملی تھی)

دعا کرتے اور اجابتِ دعا کی بشارت ساتھ لاتے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 332)

O

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک درخت کے نیچے ٹھہرے تھے۔ حضرت ابن عمرؓ ہمیشہ اسکو پانی دیتے رہتے تھے تاکہ خشک نہ ہوجائے۔ (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 227)

آپ کو مدینہ الرسولؐ سے اس درجہ محبت تھی کہ سخت تنگی کی حالت میں بھی وہاں سے نکلنا گوارا نہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ کی ایک لونڈی نے بدحالی کی شکایت کی اور مدینہ سے جانے کی اجازت مانگی تو فرمایا "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مدینہ کے مصائب پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں گا۔ (مسند احمد جلد 2 صفحہ 113)

O

حضرت ابن عمرؓ حکم ربانی کے مطابق ہمیشہ اپنی پسندیدہ چیزوں کو راہ خدا میں خرچ کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ جو غلام آپ کو پسند ہوتا اسے خدا کے لئے آزاد کر دیتے اور آپ کی نظر میں پسندیدگی کا معیار عبادت گزاری تھی۔ غلام اس راز کو سمجھ گئے تھے۔ اس لئے مسجدوں کے ہو رہتے۔ حضرت ابن عمرؓ ان کے ذوق عبادت کو دیکھ کر خوش ہوتے اور آزاد کر دیتے۔ آپ کے احباب مشورہ دیتے کہ آپ کے غلام آپ کو دھوکا دیتے ہیں اور صرف آزادی کے لئے یہ دینداری دکھاتے ہیں۔ آپ فرماتے

من خدعنا باللہ انخدعنا لہ

جو شخص ہمیں خدا کے نام پر دھوکہ دیتا ہے ہم خدا کی خاطر وہ دھوکا کھالیتے ہیں۔ (طبقات ابن سعد جلد 4 صفحہ 167)

O

کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص چورن ان کی خدمت میں لایا۔ پوچھا کیا ہے۔ کہنے لگا اگر کھانا ہضم نہ ہو تو اس سے ہضم ہو جاتا ہے۔ فرمایا مجھے اس کی کیا ضرورت ہے میں نے تو مہینوں سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ (طبقات ابن سعد جلد 4 صفحہ 149)

O

حضرت ابوذر غفاریؓ پڑوسیوں اور مہمانوں کی بہت ہی خدمت کیا کرتے تھے۔ دودھ دوہ کر پہلے ان کو پلاتے۔ ایک مرتبہ دودھ اور کھجوریں لے کر پڑوسیوں اور مہمانوں کے سامنے پیش کیں اور پھر معذرت کرنے لگے کہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں اگر ہوتا تو ضرور پیش کرتا۔ چنانچہ جو کچھ تھا سب دوسروں کو کھلا دیا اور خود بھوکے سو رہے۔ (طبقات ابن سعد جلد 4 صفحہ 235)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا

تھا "میری امت میں ابوذر میں عیسیٰ بن مریم جیسا زہد ہے"۔ (اسد الغابہ جلد 5 صفحہ 187)

اسی لئے امت میں مسیح الاسلام کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ (سیر الصحابہ حصہ سوم صفحہ 66)

O

حضرت خالد بن ولیدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ایک ٹوپی میں سلوا لئے تھے اور اسے پہن کر میدان جنگ میں جاتے تھے۔ یرموک کی جنگ میں یہ ٹوپی کہیں گر گئی تھی۔ حضرت خالد بہت پریشان ہوئے اور آخر بڑی تلاش اور جستجو کے بعد وہ ٹوپی مل گئی۔ (اصابہ جلد 1 صفحہ 414)

O

حضرت انسؓ بن مالک دس برس کی عمر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میں حاضر ہوئے اور پھر دس سال تک پوری وفا کے ساتھ بارگاہ نبوی میں خدمات بجالاتے رہے۔ آپ بصرہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی تھے۔ وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے شاگرد ثابت بنانی سے فرمایا "میری زبان کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک رکھ دو"۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور اسی حال میں یہ عاشق رسول اپنے محبوب سے جا ملا۔ (اصابہ جلد 1 صفحہ 84)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا "کتنے ہی پراگندہ اور غبار آلودہ بالوں والے ایسے ہوتے ہیں جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا لیکن اگر وہ خدا پر قسم کھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ وہ ضرور پوری کرتا ہے اور انہی لوگوں میں سے ایک براء بن مالک بھی ہیں"۔ (اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 173)

حضرت براء بن مالکؓ 20ھ میں ایرانیوں کے ساتھ ہونے والے معرکہ تُستر میں ایک حصہ کے سالار تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے بہت اچھی آواز بھی عطا کی تھی اور اکثر شعر گنگناتے رہتے تھے۔ یہ جنگ ابھی جاری تھی کہ حضرت انسؓ ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ حضرت براءؓ شعر پڑھ رہے ہیں۔ حضرت انسؓ نے اس سے روکا تو فرمایا شاید تمہیں خوف ہے کہ کہیں بستر پر میرا دم نہ نکل جائے۔ میں خدا سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ ایسا نہیں کرے گا۔

اسی تُستر کی لڑائی میں ایک دفعہ دشمنوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا تو مسلمان حضرت براءؓ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپکو حضورؐ نے بشارت دے رکھی ہے۔ آپ ہماری فتح کی قسم کھائیں۔ آپ نے خدا کے حضور عرض کیا اے خدا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ مسلمانوں کو فتح دے اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرما۔ اسکے بعد فوج کو لے کر خود حملہ کیا اور نہایت جوش سے لڑائی کرتے ہوئے دشمن کے قلعے میں داخل ہوگئے۔ مسلمانوں کی فتح ہوئی اور

حضرت براءؓ اپنے آقا کے قدموں میں پہنچ گئے۔(الاستیعاب)

O

حضرت ابو ہریرہؓ روزانہ بارہ ہزار دفعہ تسبیح کیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے بقدر گناہ تسبیح کرتا ہوں۔ مضارب بن جزء بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات کو باہر نکلا تو ذکر الٰہی کی بلند آواز سنی۔ قریب جا کر دیکھا تو ابو ہریرہ تھے۔ میں قریب گیا اور وجہ پوچھی تو فرمایا کہ خدا کا شکر ادا کر رہا ہوں۔

(اصابہ جلد 4 صفحہ 207)

O

حضرت ابو طلحہؓ ستر سال کے تھے۔ ایک دن سورۃ توبہ کی تلاوت کر رہے تھے کہ آیت

انفروا خفافًا و ثقالاً

پر پہنچے۔ دل میں ولولہ جہاد نے جوش مارا۔ گھر والوں سے کہا کہ خدا نے بوڑھے اور جوان سب پر جہاد فرض کیا ہے۔ میں بھی جہاد پر جانا چاہتا ہوں۔ سفر کا انتظام کرو۔

آپ بڑھاپے میں کثرت سے روزے رکھنے کے باعث نہایت نحیف اور لاغر ہو چکے تھے۔ گھر والوں نے کہا خدا آپ پر رحم کرے۔ آپ عہد نبویؐ کے تمام غزوات میں شریک ہوئے ہیں۔ آپ نے ابو بکرؓ اور عمرؓ کے عہد میں مسلسل جہاد کیا۔ کیا اب بھی جہاد کی حرص باقی ہے۔ آپ گھر میں بیٹھیں۔ ہم آپ کی طرف سے جہاد میں شامل ہوں گے۔ مگر شہادت کا شوق حضرت ابو طلحہؓ کو مسلسل ابھار رہا تھا۔ گھر والوں نے سامان سفر درست کیا اور ستر برس کا یہ بوڑھا مجاہد خدا کا نام لے کر چل کھڑا ہوا۔

یہ بحری جنگ تھی اور اسلامی بیڑہ روانہ ہونے والا تھا۔ حضرت ابو طلحہؓ جہاز پر سوار ہوئے اور لڑائی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی کہ وقت آخر آ پہنچا اور ان کی روح عالم قدس کو پرواز کر گئی۔ بحری سفر تھا۔ زمین کہیں نظر نہ آتی تھی۔ ہوا کے جھونکے جہاز کو نامعلوم سمت میں لئے جا رہے تھے۔ اس مجاہد فی سبیل اللہ کی لاش غربت کی حالت میں جہاز کے تختہ پر بے گور و کفن پڑی رہی۔ آخر ساتویں روز جہاز خشکی پر پہنچا۔ اس وقت لوگوں نے لاش کو ایک جزیرہ میں اتر کر دفن کیا۔ خدا کی قدرت سے لاش بعینہ صحیح و سالم تھی۔ (طبقات ابن سعد جلد 3 صفحہ 507)

O

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو خانہ کعبہ کو قبلہ بنانے اور اس طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اس سے پہلے

آپ بیت المقدس کی طرف رخ کرتے تھے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ آغاز اسلام میں پہلا فرد جس نے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی حضرت براء بن معرورؓ ہیں۔

حضرت براء بن معرورؓ انصار مدینہ میں سے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اس وقت تک مسلمان کعبہ کی طرف نہیں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس صورت میں اہل مدینہ کی پشت حالت نماز میں کعبہ کی طرف ہو جاتی تھی۔ اس وجہ سے حضرت براءؓ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اسی دوران مکہ آئے تو حضورؐ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام لانے کی توفیق دی۔ میری خواہش ہے کہ میں کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھوں مگر میرے ساتھی اس کے خلاف ہیں۔ فرمایا اگر کچھ دن صبر کرو تو شاید کعبہ ہی قبلہ قرار پائے۔ چنانچہ حضرت براءؓ نے بھی کعبہ کی طرف رخ کر لیا۔

حضورؐ کے مدینہ تشریف لانے سے ایک ماہ قبل حضرت براءؓ وفات پا گئے۔ اس طرح آپ انصار میں سے فوت ہونے والے پہلے فرد ہیں۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے قبر میں کعبہ کے رخ لٹایا جائے۔ نیز اپنے مال کا 1/3 حصہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کرنے کی وصیت کی۔

حضورؐ جب مدینہ تشریف لائے تو صحابہؓ کو لے کر حضرت براءؓ کی قبر پر آئے اور نماز جنازہ پڑھائی اور جس مال کے متعلق حضرت براءؓ نے وصیت کی تھی اسے قبول فرما کر ان کے لڑکے کو واپس کر دیا۔ (اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 173)

O

حضرت ابوالدرداءؓ دمشق کی مسجد میں خود اپنے ہاتھ سے درخت لگاتے تھے۔ لوگ دیکھتے تو تعجب کرتے کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم دربار نبوت کا تربیت یافتہ اور امام مسجد ہو کر اپنے ہاتھ سے ایسے چھوٹے چھوٹے کام کرتے ہیں لیکن ان کو اس کی کچھ پرواہ نہ تھی۔ ایک شخص نے ان کو اس حال میں دیکھا تو بڑے تعجب سے کہا کہ آپ یہ کام کرتے ہیں حالانکہ آپ رسول اللہؐ کے صحابی ہیں۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو آدمی کوئی پودا لگاتا ہے اور پھر اس سے انسان اور جانور کھاتا ہے تو وہ اس آدمی کے حق میں صدقہ لکھا جاتا ہے۔ (مسند احمد حنبل جلد 6 صفحہ 444)

O

حضرت نعیم النحامؓ ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے۔ ان کے لقب کی وجہ یہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے جنت میں نعیم کی نحمہ یعنی آواز سنی ہے۔ اس وقت سے ان کا لقب نحام پڑ گیا۔

آپ اپنے قبیلہ بنو عدی کی بیواؤں اور یتیموں کی بڑی توجہ سے نگہداشت کرتے تھے۔ جب مدینہ ہجرت

کا ارادہ کیا تو وہی بیوائیں اور یتیم اکٹھے ہو کر آئے اور درخواست کی کہ ہمیں چھوڑ کر نہ جائیں۔ جس مذہب کو چاہیں قبول کریں مگر یہاں سے نہ جائیں۔ کوئی شخص آپ سے تعرض نہیں کرسکتا جب تک ہماری جانیں قربان نہ ہو جائیں آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ چنانچہ حضرت نعیم ان کی وجہ سے ابتدائی دور میں ہجرت نہ کرسکے۔

6ھ میں حضرت نُعیم اپنے چالیس اہل خاندان کے ساتھ ہجرت کرکے مدینہ پہنچے تو حضورؐ نے گلے لگایا اور بوسہ دیا اور فرمایا "نعیم تمہارا قبیلہ تمہارے حق میں میرے قبیلہ سے بہتر تھا۔ میری قوم نے تو مجھے نکال دیا مگر تمہاری قوم نے تمہیں ٹھہرائے رکھا"۔ عرض کیا "یارسول اللہؐ آپ کا قبیلہ بہتر تھا۔ آپؐ کی قوم نے آپؐ کو ہجرت پر آمادہ کیا اور میری قوم نے مجھے اس شرف سے محروم رکھا۔ (اسد الغابہ جلد5 صفحہ32)

O

حضرت اسامہؓ کے پاس کھجور کے کئی درخت تھے۔ ایک دفعہ کھجور کے درختوں کی قیمت غیر معمولی طور پر بڑھ گئی۔ انہی ایام میں حضرت اسامہؓ نے ایک درخت کا تنا کھوکھلا کرکے اس کا مغز نکالا اور اپنی والدہ کو کھلایا۔ لوگوں نے حضرت اسامہؓ سے کہا ان دنوں کھجور کی قیمت بہت چڑھی ہوئی ہے۔ آپ نے ایسا کرکے قیمت گرادی ہے۔ فرمایا یہ میری والدہ کی فرمائش تھی اور وہ جس چیز کا مطالبہ کرتی ہیں اگر وہ میرے بس میں ہو تو میں ضرور پوری کرتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد جلد4 صفحہ71)

O

ایک شخص حضرت سلمان فارسیؓ کے ہاں گیا تو دیکھا کہ وہ آٹا گوندھ رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ خادم کہاں ہے۔ فرمایا کسی کام سے بھیجا ہے۔ مجھے یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ دو دو کاموں کا بوجھ اس پر ڈالوں۔ (طبقات ابن سعد جلد4 صفحہ90)

حضرت ابوالدرداءؓ ایک جگہ سے گزر رہے تھے کہ دیکھا لوگ ایک شخص کو گالیاں دے رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس نے کوئی گناہ کیا تھا۔ حضرت ابوالدرداء نے لوگوں سے کہا کہ ایک شخص کنویں میں گرے تو اس کو نکالنا چاہیئے۔ گالیاں دینے سے کیا فائدہ؟ اسی کو غنیمت سمجھو کہ تم اس تکلیف سے محفوظ رہے ہو۔ لوگوں نے پوچھا آپ اس شخص کو برا نہیں سمجھتے۔ فرمایا اس شخص میں طبعاً تو کوئی برائی نہیں البتہ اس کا یہ عمل برا ہے۔ جب چھوڑ دے گا تو پھر یہ میرا بھائی ہے۔ (کنز العمال جلد2 صفحہ174)

O

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہو رہی تھی۔ حضرت علیؓ دوسرے صحابہ کے ساتھ جسد مبارک کو قبر میں رکھ کر نکلے تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے اپنی انگوٹھی قبر میں

گرادی اور کہنے لگے میری انگوٹھی! حضرت علیؓ نے فرمایا جا کر نکال لیں۔

حضرت مغیرہ قبر مبارک میں اترے۔ حضورؐ کے مقدس پاؤں کو ہاتھ سے مس کیا۔ پھر فرمایا مٹی ڈالنا شروع کریں۔ چنانچہ جب مٹی ان کے پنڈلیوں کے نصف تک بلند ہوگئی تو وہ باہر نکل آئے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سب سے آخر پر رسول کریمؐ سے جدا ہوا ہوں۔ (طبقات ابن سعد جلد 2 صفحہ 302)

روحانی دنیا کے یہ چاند اور ستارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نور سے منور ہوئے ہیں۔ اسی کا فیض۔ اسی کی قوت قدسیہ ہے۔ اسی کی سچی اتباع ہے جو ذروں کو آفتاب اور خاک کو ثریا بنا دیتی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر شان بزرگ ہے اور اس آفتاب صداقت کی کیسی اعلیٰ درجے پر روشن تاثیریں ہیں جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے۔ کسی کو عارف کے درجے تک پہنچاتا ہے۔ کسی کو آیت اللہ اور حجت اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے اور محامدِ الٰہیہ کا مورد ٹھہراتا ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 270)

اظہارِ تشکر

قارئین کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور فضل کے ساتھ سالنامہ پیش ہے۔ دوران سال رسالہ کے لئے بہت سارے افراد کا پرخلوص تعاون ہمارے ساتھ شامل رہا۔ جن میں مکرم مرزا عبدالصمد احمد صاحب مہتمم اشاعت، ممبران اشاعت کمیٹی۔ مکرم مبارک احمد صاحب خالد مینیجر و پبلشر و دیگر کارکنان شعبہ اشاعت محترم قاضی منیر احمد صاحب پرنٹر و کارکنان ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مکرم حبیب الرحمان صاحب غوری جو بعض اوقات رسالہ کی پیسٹنگ کا کام بھی کرتے ہیں مکرم مرزا غلام قادر صاحب انچارج شعبہ کمپیوٹر اور خصوصاً مکرم سید صہیب احمد صاحب کا جو ہمارے رسالہ (خالد) کی کمپوزنگ کا کام کرتے ہیں اور شعبہ کمپیوٹر کے مکرم طارق محمود صاحب ناصر، مکرم مقصود اظہر صاحب، مکرم سہیل احمد صاحب اور مکرم منشی نور الدین صاحب نیز رسالہ خالد کی بائنیڈنگ اور اسکی تقسیم و ترسیل کے آخری لمحہ تک کام کرنے والے ہر فرد کے ہم شکر گذار ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں احسن جزاے نوازے۔

قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ ان تمام احباب و کارکنان کیلئے دعا کریں اور اپنی ان دعاؤں میں علاوہ ان کے دو اور قسم کے افراد کو بھی شامل کریں جن کا رسالہ خالد کے ساتھ مسلسل تعاون رہتا ہے ان میں ایک تو قارئین اور خریدارن اور رسالہ کے ساتھ مالی اور قلمی تعاون کرنے والے احباب ہیں ہم ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں دعا اور مالی و قلمی تعاون ہمارے ساتھ جاری رکھیں گے اور دوسرے وہ احباب ہیں جو ایک ٹیم کی حیثیت سے خاکسار کے ساتھ شعبہ ادارت میں تعاون فرماتے ہیں ان میں ہیں مکرم ظہیر احمد خان صاحب مکرم نصیر احمد صاحب انجم مکرم شبیر احمد صاحب ثاقب مکرم رفیق احمد صاحب ناصر مکرم اسفند یار منیب صاحب مکرم نوید مبشر صاحب اور مکرم خالد محمود صاحب اللہ تعالیٰ ان سب کو جزاء خیر سے نوازے آمین۔ (مدیر خالد)

تو جو لوٹ آئے تو لوٹ آئے بہار

اے مِرے سرکار۔ اے میرے نگار
اے مرے سُلطان۔ میرے شہریار

آسماں برسائے تجھ پر رحمتیں
برکتوں کا ہو سدا تجھ پر اُتار

مُندمِل وہ تیرے زخموں کو کرے
تجھ کو ہر رنج والم کی دے سہار

تیری خاکِ پا کو وہ رِفعت ملے
کہ فلک بھی دیکھ کر ہو شرمسار

ہو جلالِ حق تیری تیغِ رواں
اور اُس کا فضل ہو تیرا حِصار

آج دل تیرا ہے افسُردہ بہت
دامنِ دل ہے یہاں بھی تار تار

صُبح دم رہتا ہوں میں اکثر اُداس
شام کو رہتا ہوں اکثر بے قرار

خانہ دل میں سبھی مہمان ہیں
کیا الم کیا بے کلی کیا اِضطرار

کون جانے کب میسّر ہو ہمیں
پھر وہ اطمینان وہ دل کا قرار

ہوگئی جب رات فُرقت کی طویل
بن گئے ہم بھی مجسّم انتظار

ہم تو عرصہ سے لُٹا بیٹھے ہیں دل
اب کہاں اس پر ہمارا اختیار

"دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا"
حکم فرمائیں کہ ہو یہ بھی نثار

راہ تیری تک رہا ہے یہ چمن
تو جو لوٹ آئے تو لوٹ آئے بہار

اب اجازت چاہتا ہوں۔ والسّلام
آپ کا ہوں میں غُلام ابنِ غُلام

(مکرم سید حمید اللہ نصرت پاشا)

ٹائٹل پیج پر حضور ایدہ اللہ کی تصویر قادیان کے تاریخی جلسہ سالانہ منعقدہ 1991ء کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع 28 دسمبر 1991ء جلسہ سالانہ کے اختتامی خطاب کے بعد دعا کرتے ہوئے۔
اس تصویر کے لئے ہم مکرم سلیمان احمد صاحب طاہر آف کراچی کے شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمیں یہ تصویر فراہم کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ تصویر پر دو اشعار ہیں وہ جماعت اور ملک کے معروف شاعر جناب عبید اللہ صاحب علیم کے ہیں جو ہم نے ان کے مجموعہ کلام "چاند چہرہ ستارہ آنکھیں" سے حاصل کئے ہیں۔ (ادارہ)

تھا محبّت کا پیامی اُس کے چہرے کا گلاب

سیّدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی سیرت

(مقالہ: مکرم محمود مجیب اصغر صاحب)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ 8 نومبر 1965ء کو مسند ((امامت)) پر متمکن ہوئے اور 9 جون 1982ء کو اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ کرہ ارض پر ان ساڑھے سولہ سترہ سالوں میں اپنے چہرہ اپنے وجود اور اپنے اخلاق میں آپ سے زیادہ حسین اور خوبصورت شخص کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ جو شخص بھی آپ کو دیکھتا مرعوب ہوجاتا اور جسے آپ سے تعارف اور قرب حاصل ہوتا وہ آپ کی محبت میں سرشار ہوجاتا۔

آپ تعلق باللہ کے ایک اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اور خیر خواہی کا ایک سمندر آپ کے سینہ میں موجزن تھا۔ خدمت خلق کا کوئی موقع آپ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہایت وسیع حوصلہ عطا فرمایا ہوا تھا۔ صبر و تحمل کا یہ عالم تھا کہ نہایت ہی مشکل حالات اور غم سے دوچار ہونے کے باوجود اس کا اظہار نہ ہونے دیتے اور نہ ہی گھبراتے اور نہ ہی کسی کے رعب میں آتے اور نہ ہی اپنے مفوضہ کام میں سست ہوتے۔ آپ کی طبیعت ہر وقت دعا کی طرف مائل رہتی لکھنے والے آپ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر قلم اٹھاتے رہیں گے اور آپ کی خوبیاں بیان کرتے چلے جائیں گے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی وفات کے موقع پر 11 جون 1982ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا۔

"حضور کی یاد دل سے محو ہونے والی یاد نہیں۔ ان کی زندہ جاوید شخصیت کے تذکرے ہوتے رہیں گے"

اس مضمون میں آپ کی سیرت کے ان پہلوؤں کا تذکرہ کرنا مطلوب ہے جس کا تعلق خدمت خلق اور ہمدردی اور وسعت حوصلہ سے ہے۔

خدمت خلق اور ہمدردی

1980ء میں آپ نے یورپ، امریکہ، کینیڈا اور افریقہ کے ممالک کا دورہ فرمایا۔ دورہ کے دوران ایک صحافی نے آپ سے آپ کی زندگی کا مطمع نظر دریافت کیا جس پر بے ساختہ آپ نے فرمایا۔

"میں نے اپنی زندگی بنی نوع انسان کی فلاح کے لئے وقف کر رکھی ہے میرے دل میں نوع انسان

کی محبت اور ہمدردی کا ایک سمندر موجزن ہے اس لئے میں انہیں راہ فلاح کی طرف جو بلاشبہ (دین حق) کی راہ ہے بلا رہا ہوں"۔ (دورہ مغرب صفحہ55)

یہی نصیحت آپ نے ہمیشہ جماعت کو فرمائی۔ 1974ء کے پر آشوب زمانہ کے بعد جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"جو پیار کرنے اور دکھوں کو دور کرنے کا مقام، جو بے نفس خدمت کا مقام آپ کو عطا ہوا ہے اسے ہمیشہ یاد رکھو، ہمیشہ یاد رکھو کہ ایک احمدی کسی سے دشمنی نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے کیونکہ اس کے خدا نے اسے پیار کرنے کے لئے اور خدمت کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اور خدا کرے کہ جس غرض کے لئے اس نے احمدی کو پیدا کیا ہے وہ غرض ہمیشہ اس کی آنکھوں کے سامنے رہے اور ہمیشہ اس کے جوارح سے وہ ظاہر ہوتی رہے اور اس کے عمل سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتی رہے"۔ (جلسہ سالانہ کی دعائیں صفحہ112)

انگلستان کے جلسہ سالانہ 1980ء کے موقع پر آپ نے فرمایا۔

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے لوگوں کے دلوں کو محبت و پیار اور ہمدردی سے جیتا تھا اگر ہم بھی لوگوں کے دلوں کو فتح کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنا ہوگا قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے سب سے محبت اور نفرت کسی سے نہیں۔

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

(دورہ مغرب صفحہ524)

آپ کی بنی نوع انسان سے ہمدردی اور خدمت خلق کا یہ عالم تھا کہ آپ نے مغربی افریقہ کے ممالک میں ہسپتال اور سکول جاری کئے اور ان کی مظلومیت کو دور کرنے کی کوشش فرمائی کیونکہ یہ اقوام سب سے زیادہ نفرت اور ظلم و تشدد کا شکار تھیں نائیجیریا میں ایک صحافی کے سوال پر آپ نے ایک بار فرمایا۔

"بنی نوع انسان کی محبت ہمارے دلوں میں ہے اور یہ محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم انہیں راہ نجات دکھائیں اور جو خدمت بھی ہم سے بن پڑے ان کو بجا لائیں"۔ (دورہ مغرب صفحہ220)

اپنی (امامت) کے ابتدائی ایام میں آپ نے مسکینوں یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلانے کی تحریک فرمائی اور عہدیداروں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"احمدیوں میں عام طور پر یہ احساس پایا جاتا ہے کہ کوئی احمدی بھوکا نہ رہے لیکن میرا احساس یہ ہے کہ ابھی اس حکم پر کماحقہ عمل نہیں ہو رہا اس لئے آج میں ہر ایک کو جو ہماری کسی جماعت کا عہدیدار ہے تنبیہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذمہ وار ہے اس بات کا کہ اس کے علاقہ میں کوئی احمدی بھوکا نہیں سوتا، دیکھو میں یہ کہہ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ آپ کو خدا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا اگر کسی وجہ سے آپ کا محلہ یا جماعت اس محتاج کی مدد کرنے کے قابل نہ ہو تو آپ کا فرض ہے کہ مجھے اطلاع دیں میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے توفیق دے گا کہ میں ایسے ضرورت

مندوں کی ضرورتیں پوری کردوں انشاءاللہ تعالیٰ"۔
(الفضل 10 مارچ 1966ء)

آپ کے دل میں خدمت خلق اور ہمدردی کا جو جذبہ کارفرما تھا اس کے پیش نظر آپ نے اپنی زندگی کے آخری جلسہ سالانہ پر جن دو ماٹوز کا اضافہ فرمایا وہ "محبت و پیار" اور "ہمدردی و خیر خواہی" تھے اور اس سے قبل آپ "حمد اور عزم" کے دو عظیم الشان ماٹو دے چکے تھے۔

وسعت حوصلہ

حضرت خلیفہ المسیح الثالث نہایت وسیع حوصلہ کے مالک تھے اور ضبط نفس اور برداشت اور جذبات پر قابو پانے میں اپنی مثال آپ تھے نہایت حکمت سے مشکل لمحات کو ہینڈل فرماتے اور وسعت حوصلہ کا ثبوت دیتے۔

قادیان قبل از امامت آپ کو خدام الاحمدیہ کی صدارت اور تعلیم الاسلام کالج قادیان لاہور و ربوہ کی پرنسپل شپ کے دوران کئی غیر تربیت یافتہ طالب علموں سے واسطہ پڑا لیکن آپ نے نہایت وسیع حوصلے کا مظاہرہ کیا۔

محترم سردار بشیر احمد صاحب ریٹائرڈ ایکسین واپڈا بیان کرتے ہیں کہ

"کالج میں حضور کی رہائش گاہ سے باہر ایک شام کالج ہوسٹل کے چند اوباش لڑکوں نے کھڑے ہو کر بلند آواز سے گالیاں دیں جو کوٹھی کے اندر بھی سنائی دیتی تھیں۔ حضور نے مجھ سے بیان کیا کہ میں جانتا تھا کہ یہ کون لڑکے تھے دوسرے دن کالج میں یہی لڑکے مجھے جب نظر آئے تو میں نے السلام علیکم کہا تو ان سب کو ندامت ہوئی بعد میں وہ مطیع اور فرماں بردار بن گئے"۔
(تحریر سردار بشیر احمد صاحب)

بچپن سے آپ کو آپ کی مقدس دادی حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم اور مقدس اور واجب الاحترام والد حضرت مصلح موعود........ نے بالخصوص تربیت دی اس نے آپ کی طبیعت میں اس خلق کو بطور خاص اجاگر کیا۔ احمدیت کی مخالفت مختلف شکلوں میں مد و جزر کی کیفیت کے ساتھ شروع سے ظاہر ہوتی رہی اور آپ کے اپنے اندر ایک خاص برداشت اور حوصلے کا ملکہ بیدار ہوا جو وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کرتا رہا۔ آپ کے زمانہ طالب علمی میں ایک ٹرین پر سفر کے دوران ایک معاند مسلسل کئی گھنٹے احمدیت پر تنقید کرتا رہا اور آپ مسلسل مسکراتے رہے اور احسن رنگ میں جواب دیتے رہے بالاخر وہ معاند بول اٹھا۔

"اگر آپ جیسے مبلغ آپ کو دو سو مل جائیں تو آپ ہم لوگوں کو جیت لیں گے کیونکہ میں نے آپ کو غصہ دلانے کی پوری کوشش کی مگر آپ تھے کہ ہنستے چلے جارہے تھے"۔ (ماہنامہ تشحیذ الاذہان ناصر دین نمبر اپریل مئی 1983ء)

1934ء کا ابتلاء جو احرار کی یورش کے نتیجہ میں پیدا ہوا آپ نے عنفوان شباب میں دیکھا پھر 1947ء

میں تقسیم ہندوستان کے وقت ایک اور رنگ کا ابتلاء آیا اور حفاظت مرکز کے سلسلہ میں خلیفۃ المسیح نے آپ کی ڈیوٹی لگائی۔ پاکستان میں 1953ء کے ابتلاء میں آپ کو قیدوبند کی صعوبتوں سے بھی گزرنا پڑا آپکے وسعت حوصلہ کا یہ حال تھا کہ تقسیم ملک کے وقت بھی آپ گولیوں کی بوچھاڑ کے دوران مسکرا رہے ہوتے اور 1953ء میں جب آپ کو رتن باغ لاہور سے گرفتار کیا گیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا اور بیان کیا کہ آپ کے چہرے پر اس وقت بھی مسکراہٹ تھی جسے حضرت نواب مبارکہ بیگم سے حضرت مصلح موعود بار بار سن کر خوش ہوتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو امامت کے مقام پر متمکن فرمایا اور مخالفت کے طوفان کو آپ نے بھرپور انداز میں دیکھا ایک بار فرمایا۔

"مخالف ہمیں مارنے کی فکر میں ہے اور ہم ان کو زندہ کرنے کے غم میں گھلے جاتے ہیں"۔ (افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ 1972ء)

1974ء کا سال آپ کے وسعت حوصلہ کی آزمائش کا سال تھا جو کچھ ہوا وہ کسی سے ڈھکا چھپا ہوا نہیں ملکی اور غیر ملکی اخبارات احمدیوں پر مظالم کی داستانوں سے بھرے پڑے ہیں اس زلزلہ عظیم کے دوران یہ مرد خدا صبر و ثبات اور قوت برداشت اور وسعت حوصلہ کی ایک مضبوط چٹان بن کر ابھرا اور جماعت کو ایسی قیادت عطا فرمائی کہ ان کے خوف کی حالت امن کی حالت میں بدلتی رہی۔ گھر بار لٹوا کر اور ماریں کھا کر لوگ آپ کو ملنے آتے اور ان کی حالت ہی بدل جاتی۔ آپ نے ایک بار فرمایا

"انسانی نفس کا یہ خلاصہ ہے کہ وہ بعض دفعہ مشکلات کے وقت گھبرا جاتا ہے اسلئے بعض چہروں پر کچھ گھبراہٹ اور پریشانی بھی نظر آتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ دو تین سو یا چار پانچ سو احمدی احباب جن سے میں ان دنوں روز اجتماعی ملاقات کیا کرتا تھا جب وہ میری مجلس سے اٹھتے تو انکے چہروں پر بشاشت کھل رہی ہوتی اور وہ چھلانگیں مارتے واپس چلے جاتے تھے"۔ (افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ 26 دسمبر 1974ء)

آپ کے وسعت حوصلہ کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کسی احمدی کے دل میں بھی اشد ترین دشمن کے لئے نفرت نہیں پیدا ہونے دی۔ آپ ہمیشہ ظلم کا عفو سے انتقام لینے کے اسوہ رسولؐ پر عمل فرماتے رہے اور اس کا کئی مواقع پر اظہار کیا اور جماعت کی عجیب رنگ میں تربیت فرمائی۔ خدام الاحمدیہ کے ایک اجتماع پر فرمایا

"میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ 80 سال سے ساری دنیا کی گالیاں اور ظلم ہمارے اوپر ہو رہے ہیں۔ وہ ہماری مسکراہٹ نہیں چھین سکے اور ہم سے قوت احسان نہیں چھین سکے۔ ہمارا بڑے سے بڑا دشمن اگر کسی کام کے لئے ہمارے پاس آتا ہے تو ہم مسکرا کر اس کا کام کر دیتے ہیں"۔ (خطاب بر موقعہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ 8 اکتوبر 1981ء)

کوئی بڑی سے بڑی مخالفت بھی آپ کے اس عظیم عزم اور اعلیٰ درجہ کے خلق کو ماند نہ کر سکی۔ ایک موقع پر آپ نے سیالکوٹ کے ایک احمدی نوجوان کا قصہ

سناتے ہوئے فرمایا

"ایک دفعہ ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں کا ایک احمدی نوجوان ملنے آیا وہ بڑے غصے میں تھا۔ تیوری اس کی چڑھی ہوئی تھی اور انکھیں لال پیلی۔ کہنے لگا کہ میرے گاؤں کا ایک مولوی روزانہ زور زور سے گالیاں دیتا ہے۔ میں اس کی ساری سرگزشت سنتا رہا جب وہ خاموش ہو گیا تو میں نے اسے کہا کہ اپنے گاؤں کے مولوی سے جا کر کہو کہ جتنا زور چاہو لگا لو تم ہمارے دل میں اپنے لئے نفرت نہیں پیدا کر سکتے ہم تو انسان سے محبت کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور اس معاملہ میں آج نہیں تو کل تمہیں اس کا قائل ہونا پڑے گا۔ تم بچ کر نہیں جا سکتے محبت کی تلوار ایک ایسی تلوار ہے جس سے کوئی بچ نہیں سکتا"۔ (احمدی ڈاکٹروں سے بصیرت افروز خطاب 30 اگست 1970ء)

1974ء میں جماعت پر مظالم اور قومی اسمبلی کے فیصلہ کے نتیجہ میں جس ردعمل کی معاندین کو توقع تھی وہ آپ کے وسعت حوصلہ اور عظیم قیادت کی بدولت الٹ نکلی۔ اس بارہ میں ایک بار آپ نے فرمایا

"وہ قوم جو 1974ء کی تکالیف کے زمانہ میں مسکراتے ہوئے دن گزار گئی اس میں ایک عظیم نشان ہے اگر کوئی آنکھ دیکھنے والی ہو اور سوچنے والوں نے سوچا مجھے بڑے بڑے سیاست دانوں کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ انہوں نے آپس میں باتیں کیں کہ یہ کیا ہو گیا اور یہ کس مٹی کی بنی ہوئی جماعت ہے ان کو اتنے دکھ پہنچائے گئے لیکن ان کے چہروں کی مسکراہٹیں نہیں چھینی گئیں"۔ (درس القرآن 29 رمضان 1394ھ مطبوعہ الفضل یکم نومبر 1977ء)

آپ کے ایک صاحبزادے 1974ء کے پر آشوب حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"انہی ایام میں اس علاقہ کی ایک سرکردہ زمیندار شخصیت ملنے آئی ان کا خیال تھا کہ حضور سے اظہار افسوس کریں اور اپنی دانست میں وہ ایک اداس مرجھائے ہوئے چہرہ کے تصور میں تھے لیکن دوران گفتگو حضور نے ان سے اس موضوع پر بات ہی نہیں کی اور یہی تاثر دیا کہ ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔ مولیٰ بس مولیٰ بس۔ واپسی پر جب وہ قصر (امامت) کی سیڑھیاں اتر رہے تھے تو ہر سیڑھی پر قدم رکھ کر یہ فقرہ کہتے "بڑا مرد ہے یہ" "بڑا مرد ہے یہ"

ایک اہم نصیحت

آپ نے ایک موقع پر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"عاجزانہ راہوں کو مضبوطی سے پکڑو صراط مستقیم پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤ۔ عاجزانہ طور پر اس کے حضور جھکو اور اس سے دعائیں کرتے رہو۔ ہر ایک کی بھلائی چاہو۔ کسی سے دشمنی نہ کرو خواہ وہ ساری عمر تم سے دشمنی کرتا رہا ہو۔ معاف کرنے کی عادت ڈالو۔ خدا کے بندوں سے پیار کرو جو مظلوم ہیں ان کے ظلم دور کرنے کی جہاں تک تمہیں طاقت ہے کوشش کرو"۔ (افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ 1970ء بحوالہ جلسہ سالانہ کی دعائیں صفحہ 55)

نئی اور پرانی گاڑیوں کی خرید فروخت
کا
واحد مرکز
حامد موٹرز
فون ۳۳۰۳
پروپرائٹر: میاں عبدالحامد
علامہ اقبال روڈ۔ میرپور، آزاد کشمیر
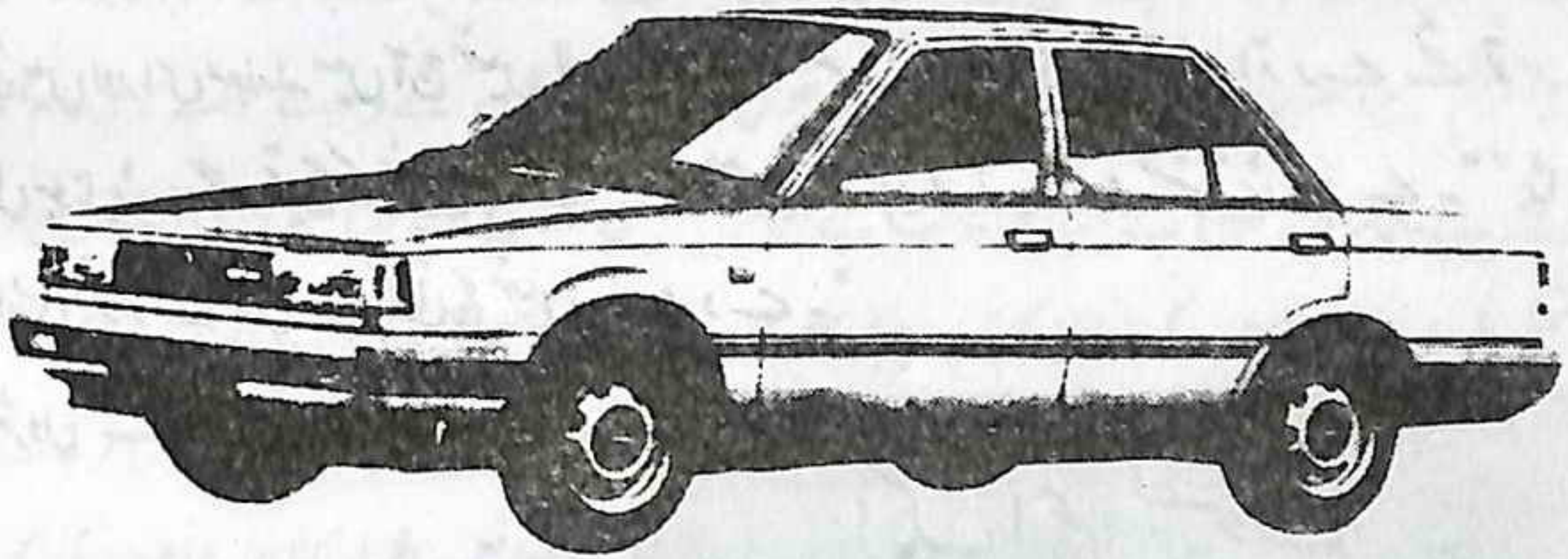
نوجوان ـــ صالح ـــ کراماتی

جسے بارہ۱۲ دفعہ رؤیتِ الٰہی کی سعادت نصیب ہوئی

(مضمون نگار:۔ مکرم نصیر احمد صاحب انجم)

"میں تو سمجھا تھا کہ نورالدین دنیا میں ایک ہی ہے مگر اب معلوم ہوا ہے کہ ہمارے مرزا نے تو کئی نور الدین پیدا کر دیئے ہیں"۔........ ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا تھا حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول نے اس بزرگ داعی الی اللہ کو جس کو بارہ سے زائد مرتبہ خدا تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا اور جس کو خدا نے الہاماً بشارت دیتے ہوئے فرمایا

"مولوی غلام رسول جوان صالح کراماتی" یعنی صالح کراماتی بزرگ جی ہاں اس وقت حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی سیرت پر کچھ بیان کرنا مقصود ہے۔

آپ کی پاکیزہ زندگی کے درجنوں ایسے گوشے ہیں جنہیں بار بار شائع ہو کر حیات جاودانی سے ہمکنار رہنا چاہیئے۔ آپ کی پاکیزہ زندگی کے واقعات ایسے دلنشیں ہیں کہ گھپ اندھیری رات میں نئی نسل کے لئے شمع نور نظر آتے ہیں۔ آپ کی خود نوشت سوانح حیات پڑھنے سے غلام رسول نام کی الگ شخصیت ذہنوں میں سمانے کی بجائے عاشق خدا اور رسولؐ اور امام وقت کا مطیع و فرمانبردار وجود قلب و نظر میں جاگزیں ہوتا ہے۔ آپ کی زندگی کا دوسرا پہلو جو ہر قاری کو متاثر کرتا ہے وہ آپ کا اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق اور قبولیت دعا ہے۔ ایسے متعدد واقعات میں سے ہر واقعہ ہمیں لطف و انبساط کے ساتھ ساتھ دعوت تقلید بھی دیتا ہے۔ آئیے اب آپ کی زندگی کے چند تابناک پہلوؤں سے لطف اندوز ہوں۔

ولادت وابتدائی حالات

آپ کی ولادت 1877ء کے لگ بھگ موضع راجیکی ضلع گجرات میں ہوئی۔ آپ کی پیدائش سے قبل آپ کی والدہ نے رؤیا میں دیکھا کہ ہمارے گھر میں چراغ روشن ہوا ہے جس کی ضیاء سے تمام گھر جگمگا اٹھا ہے۔ آپ نے پرائمری کے بعد مڈل میں داخلہ لیا مگر بھائی کی جواں سال مرگ کے بعد والدین نے واپس گھر بلالیا کہ ہمارے پاس رہا کرو۔ تاہم آپ نے بعض علماء سے سکندر نامہ، ابوالفضل اور مثنوی مولانا روم وغیرہ کتب پڑھیں۔ اس کے بعد آپ تصوف کی طرف مائل ہوئے اور عین جوانی کے ایام میں آپ لمبی ریاضتیں کیا کرتے۔ مادہ

پرستی سے کنارہ کش رہتے اور قرب الٰہی کی منازل کی جستجو میں سرگرداں۔ آپ کی فطرت کی سعادت ہی تھی کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو امام وقت کی شناخت اور اس کے اولین رفقاء میں سے ہونے کا شرف عطا فرمایا اور الہاماً آپ کو "مولوی غلام رسول، جوان، صالح، کراماتی" کے القاب عطا فرمائے۔

قبول احمدیت

آپ موضع گولیکی میں مولوی امام الدین صاحب سے مثنوی پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز حسن تقدیر سے وہاں آپ کو حضرت اقدس کی تصنیف لطیف "آئینہ کمالات اسلام" ملی جو آپ کی ہدایت کا سبب بنی چنانچہ اپنی قبولیتِ احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"میں نے وہی کتاب جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود..... کی تصنیف لطیف آئینہ کمالات اسلام تھی حضور اقدس کی چند نظموں کے اوراق کے ساتھ مولوی صاحب کی بیٹھک میں دیکھی۔ جب میں نے نظموں کے اوراق پڑھنے شروع کئے تو ایک نظم اس مطلع سے شروع پائی

عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

میں اس نظم نعتیہ کو اول سے آخر تک پڑھتا گیا مگر سوز و گداز کا یہ عالم تھا کہ میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو رہے تھے۔ جب میں آخری شعر پر پہنچا کہ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر زِ غلمانِ محمدؐ

تو میرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ کاش ہمیں بھی ایسے صاحب کرامات بزرگوں کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا۔ اس کے بعد جب میں نے ورق الٹا تو حضور اقدس...... کا یہ منظومہ گرامی تحریر پایا

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

چنانچہ اسے پڑھتے ہوئے جب میں اس شعر پر پہنچا کہ

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

تو اس وقت میرے دل میں ان لوگوں کے متعلق جو حضور اقدس..... کا نام ملحد و دجّال رکھتے تھے بے حد تاسف پیدا ہوا۔ اب مجھے انتظار تھا کہ مولوی امام الدین صاحب اندرون خانہ سے بیٹھک میں آئیں تو میں آپ سے اس پاکیزہ سرشت بزرگ کا حال دریافت کروں۔ چنانچہ جب مولوی صاحب بیٹھک میں آئے تو میں نے آتے ہی دریافت کیا کہ یہ منظومات عالیہ کس بزرگ کے ہیں اور آپ کس زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ شخص مولوی غلام احمد ہے جو مسیح اور مہدی ہونے کا دعوی کرتا ہے اور قادیان ضلع گورداسپور میں اب بھی موجود ہے۔ اس پر سب سے پہلا فقرہ جو میری زبان سے حضور اقدس..... کے متعلق نکلا وہ یہ تھا کہ "دنیا بھر میں اس شخص کے برابر کوئی رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کا عاشق نہیں ہوا ہوگا" اس کے بعد میں نے حضور اقدس کے مطائبات و منظومات پڑھنے شروع کر دیئے۔

ان ارشادات عالیہ کے پڑھتے ہی مجھے حضور اقدس کے دعوے عیسویت اور مہدویت کی حقیقت معلوم ہوگئی اور میں نے 1897ء میں غالباً ماہ ستمبر یا ماہ اکتوبر میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ چنانچہ حضور اقدس..... کی طرف سے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کا نوشتہ خط جو میری قبولیت بیعت کے متعلق تھا مجھے پہنچ گیا۔ میں نے جب یہ خط مولوی امام الدین صاحب کو دکھایا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے بیعت کرنے میں جلدی کی ہے۔ مناسب ہوتا اگر آپ تسلی کے لئے پوری پوری تحقیق کر لیتے۔ میں نے کہا میری تسلی تو خدا کے فضل سے ہو گئی ہے۔ (حیات قدسی... حصہ اول صفحہ 16)

اس کے دو سال بعد آپ 1899ء میں خود دیارِ حبیب پر پہنچے اور دستی بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کو قادیان میں کچھ وقت گزارنے کا زریں موقع نصیب ہوا۔ امام وقت کی مجلس میں بیٹھ کر مسیح زماں کے پاؤں دابنے کی خدمت آپ بصد شوق انجام دیا کرتے۔ احیاناً آپ حضور کی موجودگی میں اپنے عربی قصائد بھی سناتے جن پر حضور پسندیدگی کا اظہار فرماتے۔ (......احمد جلد 8 صفحہ 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا ارشاد

اللہ تعالیٰ نے آپ کو گہرا علم اور سچی معرفت عطا فرمائی تھی اور آپ کی تقاریر دلوں پر جادو اثر ہوا کرتی تھیں چنانچہ 1904ء میں حضرت مسیح موعود..... سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ حضور انور کی تقریر سے ایک روز قبل ابھی کھانے کی تیاری میں وقت تھا۔ منتظمین نے چاہا کہ کوئی عالم تقریر کریں چنانچہ حضرت مولوی صاحب سے کہا گیا۔ آپ نے سورۃ فاتحہ کے معارف بیان کئے۔ تقریر کے بعد حضرت خلیفہ اول نے خوش ہو کر فرمایا "میں تو سمجھتا تھا کہ نورالدین دنیا میں ایک ہی ہے مگر اب معلوم ہوا کہ ہمارے مرزا نے تو کئی نورالدین پیدا کر دیئے ہیں۔ (حیات قدسی حصہ دوئم صفحہ 33)

دراصل امام وقت کی موجودگی میں روحانیت ایسی عام ہوتی ہے جیسے نیّر تاباں کی کرنیں چارسو پھیل کر تاریکیوں کو فروزاں کئے دیتی ہیں۔ مولوی صاحب میں بھی یہ روحانیت رچی بسی نظر آتی ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں

"ان بابرکت ایام میں نمازیوں کے خشوع و خضوع، رقّت قلب اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ گڑگڑانے اور آہ و بکا کرنے کا شور (بیعت) مبارک میں بلند ہوتا تھا۔ دعا کرنے پر جواب بھی فوراً مل جاتا تھا۔ خواہ رات کو رؤیا کے ذریعہ یا کشفی طور پر بذریعہ الہام"۔ (....احمد جلد نمبر 8 صفحہ 17)

مؤلف ......احمد رقم طراز ہیں کہ آپ کو احمدیت کی برکات کے باعث اللہ تعالیٰ نے ایک درجن بار اپنی

رؤیت سے اور تیس دفعہ کے قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمایا اور آپ پر مستقبل قریب و بعید کے بہت سے راز ظاہر کئے۔ (...... احمد جلد 8 صفحہ 41)

آپ ایک بلند پایہ صوفی بزرگ تھے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آپ کے بارہ میں فرماتے ہیں

"میں سمجھتا ہوں کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا اللہ تعالیٰ نے جو بحر کھولا ہے وہ بھی زیادہ تر اسی زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلے ان کی علمی حالت ایسی نہیں تھی بلکہ بعد میں جیسے یکدم کسی کو پستی سے اٹھا کر بلندی تک پہنچا دیا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے ان کو مقبولیت عطا فرمائی اور ان کے علم میں ایسی وسعت پیدا کردی کہ صوفی مزاج لوگوں کے لئے ان کی تقریر بہت ہی دلچسپ دلوں پر اثر کرنے والی اور شبہات و وساوس دور کرنے والی ہوتی ہے۔" (الفضل 19 نومبر 1940ء)

آپ کی مخلصانہ علمی مساعی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں

"مولوی محمد اسماعیل صاحب اور مولوی راجیکی صاحب ... (رفقاء) میں سے .... چوٹی کے علماء ہیں اور انہوں نے سلسلہ کی مشکلات کے وقت میری اعانت بھی کی ہے اور اخلاص کے ساتھ سلسلہ کا کام کرتے رہے ہیں جن کے لئے میں جزاکم اللہ کہتا ہوں اور میرے دل سے ان کے لئے دعا نکلتی ہے"۔ (الفضل 10 ستمبر 1938ء)

آپ کی سیرت پر قلم اٹھانے والا کوئی بھی مضمون نگار آپ کی قبولیت دعا کا ذکر کئے بغیر اپنے مضمون کو مکمل نہیں سمجھے گا۔ درجنوں ایسے واقعات ہیں جو آپ کے تعلق باللہ کے ساتھ ساتھ ہستی باری تعالیٰ کے ٹھوس دلائل بھی فراہم کرتے ہیں۔ دعا کے متعلق آپ فرماتے ہیں

"میں دعاؤں کا سلسلہ اس حد تک جاری رکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے دعا کا جواب مل جائے اور میرے نزدیک دعا کے لئے یہی حد ہے کہ جب تک جواب نہ ملے دعا کا سلسلہ جاری رکھا جائے"۔ (حیات قدسی حصہ پنجم صفحہ 30)

آپ کی قبولیت دعا کے چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

"ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا بیٹا بیمار ہو گیا حتی کہ ماہر ڈاکٹر بھی اس کی صحت سے مایوس ہوگئے اور اس کی حالت نزع دیکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحب اس کے کفن دفن کا انتظام کرنے چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے بڑے الحاح کے ساتھ مجھے دعا کے لئے کہا میں نے حضرت خلیفہ اول کے قبولیت دعا کے گر کو یاد کرتے ہوئے باہر جا کر ایک غریب عورت کو ایک روپیہ صدقہ دیا اسے کہا کہ صدقہ قبول کرو اور مریض کے لئے دعا کرو۔ اور واپس آ کر میں نماز میں مشغول ہوگیا اور سورۃ فاتحہ کے الفاظ کو خدا تعالیٰ کی خاص توفیق سے حصول شفاء کے لئے رقت اور تضرع سے پڑھا اس وقت میری انکھیں اشکبار اور دل رقت سے بھرا ہوا تھا۔ پہلی رکعت میں سورۃ یسین پڑھی اور ابھی میں سجدہ میں تھا کہ بچہ چارپائی پر اٹھ بیٹھا اور باتیں کرنے لگا"۔ (حیات قدسی حصہ پنجم صفحہ 32)

حضرت راجیکی صاحب اور آپ کے بھائی میاں غلام حیدر صاحب سفر میں تھے۔ رات آپ کے بھائی صاحب کو بخار ہوگیا انہیں "البیت" میں لٹا کر بازار گئے مگر بازار بند ہوجانے کے باعث نہ دوا ملی نہ کھانا۔ ادھر بخار تیز ہوگیا۔ آپ کو فکر لاحق ہوگئی کہ غریب الوطنی میں حالت زیادہ خراب ہوگئی تو کیا ہوگا۔ آپ سجدہ میں گر گئے گڑگڑا کر دعا کی اور دعا کے بعد جب (بیت) سے باہر تشریف لائے تو ایک شخص گرم گرم روٹیاں اور گوشت کا سالن اور حلوے کا طشت لئے کھڑا تھا۔ اس نے کہا یہ آپ ہی کے لئے لایا ہوں نیز کہا کے برتن البیت میں ہی رہنے دیں۔ وہاں ایک اور مسافر بھی تھا۔ تینوں نے کھانا کھایا اور برتن وہیں رکھ دیئے۔ صبح اٹھے تینوں وہیں تھے۔ کنڈی بدستور لگی ہوئی تھی لیکن برتن غائب تھے۔ (....احمد جلد نمبر 8 صفحہ 43)

آپ فرماتے ہیں "سیدنا حضرت مسیح موعود...... کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ میں اور حضرت حافظ روشن علی صاحب اور مولوی غوث محمدؓ صاحب اور حکیم علی احمد صاحب ضلع گجرات کا دورہ کرتے ہوئے حافظ صاحب کے گاؤں موضع رنمل تحصیل پھالیہ گئے۔ برسات کا موسم تھا۔ رات جب ہم آپ کی بیٹھک میں سوئے تو مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ آسمان پر سورج کے گرداگرد ایک ہالہ سا پڑگیا ہے اور سورج بالکل گرنے کے قریب ہے۔ جب میں اس خواب کی دہشت سے بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ موسلا دھار بارش ہورہی ہے اور بیٹھک کو چاروں طرف سے پانی نے گھیرا ہوا ہے۔ اسی وقت میں نے

احمدیت کا روشن مستقبل

"1909ء میں میں نے بہت ہی مبشر رویا دیکھی میں نے دیکھا کہ میں اپنے آپ کو سترہویں صدی ہجری میں موجود پاتا ہوں اس میں تمام دنیا مجھے کفِ دست (ہاتھ کی ہتھیلی) کی طرح سامنے نظر آتی ہے۔ اس وقت تمام روئے زمین پر مجھے احمدی بادشاہ اور حکومتیں دکھائی دیتی ہیں"۔ (حیات قدسی جلد 3 صفحہ 111)

سب دوستوں کو جگایا اور باہر نکالا۔ خدا کی حکمت ہے کہ جب ہم سب دوست باہر آگئے اور کچھ سامان بھی نکال لیا تو وہ بیٹھک دھڑام سے گر گئی اس کے بعد ہم کوچہ سے ہو کر پاس ہی ایک ماچھی (سقہ) کے مکان میں آگئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ یہاں پہنچتے ہی مجھے پھر غنودگی سی محسوس ہوئی اور ایک غیبی آواز آئی کہ یہاں سے بھی جلدی نکلو۔ چنانچہ جب ہم اس گھر سے نکلے تو وہ بھی سیلاب کی نظر ہوگیا۔ اس کے بعد ہم نے ایک مسجد میں پناہ لی تو وہاں جاتے ہی مجھے پھر نیند آگئی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے پھر حکم ملا کہ یہاں سے بھی جلدی نکلو۔ چنانچہ وہاں سے بھی ہم نکلے تو اس مسجد کی ایک دیوار گر گئی اور سیلاب کا پانی اس کے اندر امنڈ آیا۔ ادھر حضرت حافظ صاحب نے جو اپنے گھر میں سوئے ہوئے تھے جب سیلاب کا زور اور بارش کا طوفان دیکھا تو لالٹین لے کر ہماری تلاش میں نکل پڑے اور ہمیں ڈھونڈھ کر اپنے گھر لے آئے۔ آخر خدا خدا کر کے یہ رات گزاری

اور ہم لیکچر دے کر اپنے گاؤں واپس آ گئے اور اس موقع پر حضرت اقدس سیدنا المسیح الموعود...... کی اعجازی برکات اور معجزانہ حفاظت اور بار بار کی الہامی تحریک اور ملائکہ کی تائید کے ذریعے ہمیں خدا تعالیٰ نے محفوظ رکھنے کا عجیب نشان دکھایا"۔ (حیات قدسی حصہ اول صفحہ 64 تا 74)

ایک مثالی داعی الی اللہ

آپ کی زندگی کا تیسرا نمایاں وصف جو میں نے آپ کی سیرت پڑھتے ہوئے محسوس کیا وہ آپ کی دعوت الی اللہ ہے۔

آپ نے ابتدائی ایام میں رویا دیکھی کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لشکر میں بھرتی ہوئے ہیں جو ہندوستان پر چڑھائی کرنے والا ہے اور آپ برچھی سے بڑے بڑے فربہ خنزیروں کو قتل کرتے ہیں۔ (حیات قدسی حصہ اول صفحہ 10)

چنانچہ آپ کو خدا کے فضل سے نصف صدی سے زائد ہندوستان بھر میں اعلائے کلمۃ اللہ کی سعادت نصیب ہوئی آپ نے ہندو پاک کے بڑے بڑے شہروں مثلاً مدراس، حیدر آباد دکن، دہلی، کلکتہ، لاہور، کراچی، لکھنو، سہارنپور، کانپور، پشاور، سیالکوٹ اور امرتسر وغیرہ میں علماء کو قرآنی حقائق بزبان عربی بیان کرنے میں دعوت مبارزت دی مگر کسی کو جرات نہ ہوئی کہ وہ خدا کے شیر کے سامنے میدان میں اترے۔

اس جہاد کبیر کا آغاز 1899ء میں قبول احمدیت کے بعد شروع ہوا جو تا دم واپسیں جاری رہا۔ آپ کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں سینکڑوں نفوس کو راہ ھدیٰ نصیب ہوئی۔ آپ کے متعدد مناظرات پادریوں ہندوؤں اور علماء سے ہوئے جن میں سے ہر دفعہ الٰہی تائید اور مسیح موعود...... کی نمائندگی کی برکت سے آپکو کامیابی ہوتی رہی۔ مناظرات میں اکثر قبولیت دعا کے معجزات ظاہر ہوتے۔ خدا تعالیٰ کے پیار کے ایسے روشن نظارے دنیا دیکھتی کہ سعید فطرت کے لئے حق و باطل میں تمیز کرنا چنداں مشکل نہ رہتا۔

حضرت خلیفہ اول کے عہد میں آپ کا ایک مباحثہ مولوی شیر عالم کے ساتھ مدھ رانجھا کے مقام پر ہوا اپنا پرچہ پڑھنے سے پہلے آپ نے یہ دعا کی۔

"اے خدا اگر میرا پرچہ تیری رضا کے مطابق ہے تو سنانے سمجھانے کی توفیق دے اور حاضرین کو سننے اور سمجھنے کی اور قبول کرنے کی۔ ورنہ نہ مجھے سنانے کی اور

مولانا روم سے استفادہ

"عین جن ایام میں موضع گولیکی میں مولانا امام الدین صاحب سے مثنوی مولانا روم پڑھا کرتا تھا اس زمانہ کا ذکر ہے کہ مثنوی کے بعض مشکل مقامات جن کی تفہیم مجھے مولوی صاحب موصوف سے نہ ہو سکتی وہ مقامات حضرت مولانا روم مجھے خود آ کر سمجھا جاتے۔ چنانچہ ایسے ہی موقع پر تقریباً سات آٹھ مرتبہ رویا و کشوف میں مجھے آپ سے استفادہ کرنے کا موقعہ ملا ہے"۔ (حیات قدسی حصہ اول صفحہ 16)

نہ حاضرین کو سننے کی توفیق ملے"۔

اس دعا کی قبولیت فوراً بعد ظاہر ہوئی۔ آپ نے چار گھنٹے تک تقریر کی جو حاضرین نے بڑے شوق سے سنی پھر مدمقابل مولوی صاحب نے بھی حضرت راجیکی صاحب کے کہنے پر اپنے لئے یہی دعا کی لیکن جب پرچہ پڑھنا شروع کیا تو سب لوگ یہ کہتے ہوئے چلدیئے کہ وہی پرانی سنی سنائی باتیں ہیں۔ حتیٰ کہ صرف حضرت راجیکی صاحب اور دو اور احباب رہ گئے۔ اس نشان کو دیکھ کر آٹھ احباب نے احمدیت قبول کی۔ (....... احمد جلد 5 صفحہ 30)

سخت دماغی محنت کے باعث آپ کو اعصابی کھچاؤ کی تکلیف ہو جاتی مگر شدید درد کے باوجود پیغام حق دینے سے باز نہ رہتے۔ محترم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے آپ کے ساتھ ایک لمبا سفر کیا اور اسکی روداد بیان کرتے ہوئے آپ کی بیماری کے باوجود دعوت الی اللہ نقشہ عرفانی صاحب نے خوب کھینچا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

حضرت مولانا پھوڑوں اور دردوں کی وجہ سے سخت اذیت میں مبتلا تھے بخار بھی دن رات رہنے لگا تھا جب ڈاکٹر نے پھوڑا چیرا تو تکلیف اور بڑھ گئی۔ اتنا درد تھا کہ چیخ کے ساتھ بے ہوش ہو جاتے۔ اس حالت میں بھی جب سننے والا آتا تو لیٹے ہی لیٹے دعوت الی اللہ کرنے لگتے۔ اور کہتے کہ میں چاہتا ہوں کہ پیغام حق دیتے ہوئے جان نکلے"۔ (الحکم 7 ستمبر 1924ء)

ایک واقعہ کا ذکر خود کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"موضع گڈھو ضلع گجرات میں میں ایک دفعہ دعوت الی اللہ کے لئے گیا۔ گاؤں کے نمبردار اور مولوی

شیخ سعدی کا امام مہدی کو سلام کہنا

"حضرت اقدس کے زمانہ میں مجھے ایک رات خواب میں شیخ سعدی ملے اور فرمایا آپ کتنے خوش نصیب لوگ ہیں جنہوں نے حضرت امام مہدی کا زمانہ پایا ہے آپ میری طرف سے بھی حضرت امام مہدی کی خدمت میں سلام عرض کردیں۔ چنانچہ جب مسیح آگیا تو میں نے ایک معروضہ سیدنا حضرت اقدس (بانی سلسلہ احمدیہ۔ ناقل) کی خدمت عالیہ میں تحریر کیا اور شیخ سعدی کا سلام پہنچا دیا۔ چند روز بعد پھر شیخ سعدی خواب میں ملے اور نہایت ہی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے مجھے ایک کتاب بطور ہدیہ کے عنایت کی....."

(حیات قدسی جلد دوم صفحہ 5)

نے میرے قتل کا منصوبہ بنایا اور سات جوان میرے پیچھے لگا دیئے مگر میں تیز چلتا ہوا واپس گاؤں آگیا۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے الحاح سے دعا مانگی کہ کیا یہ لوگ مجھے تیرے مسیح کی دعوت سے روک دیں گے۔ تب مرا غریب نواز خدا مجھ سے ہم کلام ہوا اور نہایت راحت اور رحمت سے فرمانے لگا

"وہ کون ہے جو تجھے دعوت الی اللہ سے روکنے والا ہے الہ بخش نمبردار کو میں آج سے گیارہویں دن قبر میں ڈال دونگا"۔ اگلی صبح میں اس گاؤں پہنچا اور اس خبر کو لوگوں میں پھیلایا حتیٰ کہ یہ خبر قریبی چکوک تک پھیل

گئی ادھر تقدیر خداوندی سے نمبر دار ذات الجنب اور خونی اسہالوں سے بیمار ہو گیا اور عین گیارھویں دن اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔ (تلخیص از حیات قدسی حصہ اول صفحہ 23)

وفات

آپ کی سلسلہ کے لئے باقاعدہ خدمات جو دنوں یا مہینوں کا قصہ نہیں بلکہ نصف صدی سے زائد عرصہ پر پھیلی ہوئی داستان ہے جو تا آخری دم تک جاری و ساری رہی۔ اور بالآخر آپ 15 اور 16 دسمبر 1963ء کی درمیانی شب اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ حضرت مولوی صاحب کے درجات بہت بلند کرے اور ہمیں اپنے اسلاف کے اعلیٰ نمونوں سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

پانچ بنیادی اخلاق

سچائی، نرم زبان کا استعمال، دوسروں کی تکلیف کا احساس اور اسے دور کرنا، وسعت حوصلہ، مضبوط عزم اور ہمت۔

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع)

حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کی برکت

"مجھے یہ فکر تھا کہ حضرت عرفانی صاحب کا قرضہ اور اس سلسلہ میں بعض دوسری رقوم کا بار جو میرے ذمہ ہے وہ جلد اتر جائے۔ میں نے ماہ رمضان میں خاص طور پر قرض کے اترنے کے لئے دعا کی میرا یہ طریق ہے کہ ہر رمضان میں اس مقدس ماہ کے فیض و برکات حاصل کرنے کے لئے کوئی خاص مقصد سامنے رکھ کر دعا کرتا ہوں چنانچہ اس رمضان میں بھی جب میں نے خاص توجہ سے اس گراں بار قرض کے اترنے کے لئے دعا کی اور دعا کرتے ہوئے آٹھواں دن ہوا تو اللہ تعالیٰ کی قدوس ذات میرے ساتھ ہم کلام ہوئی اور اس پیارے اور محبوب مولیٰ نے مجھ سے ان الفاظ میں کلام فرمایا۔

"اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا قرضہ اتر جائے تو خلیفہ المسیح کی دعاؤں کو بھی شامل کر لے"

چنانچہ حضور کی خدمت میں عریضہ دعا لکھنے کے کچھ ہی دیر بعد حضور کی دعا سے سارا قرضہ اتر گیا۔

(حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ 6)

مجلسِ خدّام الاحمدیّہ ضلع جھنگ کو

مقابلہ بین الاضلاع سال ۱۹۹۰-۹۱ء میں

تیسری پوزیشن حاصل کرنے پر دلی مبارکباد

قائد و اراکین عاملہ مجلسِ خدّام الاحمدیہ علاقہ فیصل آباد

خدا تعالیٰ کے فضل سے قیادت ضلع میرپور خاص سندھ

آٹھواں آل پاکستان سر محمد ظفر اللہ خان میموریل

کرکٹ ٹورنامنٹ

فروری سنہ ۱۹۹۳ء۔ کنری سندھ میں منعقد کر رہی ہے۔ انشاء اللہ۔ پاکستان کے تمام اضلاع و علاقہ کی ٹیموں کو شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے۔ قائدین اضلاع و علاقہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنے حلقہ کی کرکٹ ٹیموں کو ٹورنامنٹ میں شامل کر کے کامیاب کریں۔!

ٹورنامنٹ میں شامل ہونے کے لیے ٹیموں کے اندراج کی آخری تاریخ ۱۵ / جنوری ۱۹۹۳ء ہے۔

ٹورنامنٹ میں شامل ہونے والے اضلاع و علاقہ درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں

عبدالمجید زاہد صدر سر محمد ظفر اللہ خان اسپورٹس کلب (میرپور خاص) کاشانہ عزیز، محلہ امیر آباد۔ کنری سندھ۔ ضلع میرپور خاص۔

فون نمبر ۹۱۴
کوڈ نمبر ۰۲۲۳۹

عصمتِ انبیاء

سب پاک ہیں پیمبر

حضرت آدمؑ ۔ حضرت یونسؑ

(مضمون نگار: مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب)

اس وقت سے جب سے انسانی ذہن خدا کے احکام کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے قابل ہوا ہے یعنی حضرت آدمؑ کے زمانے سے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے مامور اور انبیاء مبعوث فرمائے تا وہ لوگوں کو خدا کی مرضی سے آگاہ کریں جس کے مطابق عمل کر کے اور اپنے پیدا کنندہ کی رضا کی راہوں پر چل کر وہ اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں۔

مگر ستم ظریفی اور ظلم یہ ہے کہ جب یہ مصلحین اپنے اپنے دور میں اپنا فریضہ ادا کر کے چلے گئے تو نور نبوت سے بعد کی وجہ سے ایک عرصہ گزرنے کے بعد ان کے متعلق غلط اور خلاف شان باتیں لوگوں میں رواج پا گئیں۔ اس اندھیر کو عوام کالانعام میں پھیلانے میں بائبل نے بڑا اور مرکزی کردار ادا کیا ہے حالانکہ وہ خود نہ صرف شریعت پر بلکہ بہت سے انبیاء کی کتب پر مشتمل ہونے کی دعویدار ہے۔

بائبل نے تمام انبیاء پر الزامات و اتہامات کا التزام کیا ہے جو یقیناً یقیناً اصل الہامی صحیفوں اور نوشتوں کا حصہ نہیں بلکہ بعد میں انسانی دستبرد کا نتیجہ ہے۔ یہ دستبرد اور تحریف ساری کی ساری صرف ایک مقصد کے لئے کی گئی ہے کہ کسی طرح تمام انبیاء کو (نعوذ باللہ) غیر معصوم قرار دے کر انبیاء کی ضرورت و آمد کو اور شریعت کے تقدس کو پامال کر دیں اور اپنے اپنے مزعومہ باطل عقیدوں کی گنجائش نکال سکیں۔

ان تمام باتوں پر مستزاد یہ آفت ہے کہ غیروں کی دیکھا دیکھی یا ان سے مرعوب ہو کر بعض اپنوں نے بھی اپنی سادگی اور سادہ لوحی میں ان الزامات کو درست تسلیم کر لیا۔ اس مختصر مضمون میں ان تمام الزامات کا رد توکجا ذکر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے مضمون کے پہلے حصہ میں صرف دو انبیاء حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام پر لگائے گئے بعض باطل اتہامات کا ردّ پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت آدمؑ پر اعتراضات اور ان کا رد

بائبل نے اپنے باطل عقیدہ کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ پر رکھی ہے جس کے مطابق حضرت آدمؑ نے (نعوذ باللہ) گناہ کیا اور پھر یہ گناہ وراثتاً تمام بنی نوع آدم میں آیا۔

گویا گناہ کی ابتداء بائبل کے مطابق (نعوذ باللہ) حضرت آدمؑ کے ذریعہ ہوئی اور وہ گناہ گار ٹھہرے۔

یہی خیال بعض مفسرین میں بھی رواج پا گیا ہے ایک عربی تفسیر میں سورۃ الاعراف کی تفسیر میں لکھا ہے۔

ترجمہ۔ "جب آدم و حوا نے شجرہ ممنوعہ سے کھا لیا تو ان کے ننگ ان پر کھل گئے کیونکہ ان کے اس گناہ اور خطا سے قبل خدا نے جو لباس انہیں پہنایا تھا وہ ان سے اس وجہ سے اتار لیا کہ ان سے ایک بڑی خطا اور معصیت سرزد ہوئی تھی"۔ (تفسیر الطبری جزو نمبر 8 صفحہ 105 از محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ ایڈیشن چہارم سن اشاعت 1980ء ناشر دار المعرفہ للطباعت والنشر بیروت)

ایک حال کے مفسر لکھتے ہیں کہ:

"شجرہ ممنوعہ کھانے سے آدم و حوا کے جو ستر کھل گئے تھے درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے سوا کسی اور چیز کا نتیجہ نہ تھا"۔ (تفہیم القرآن جلد نمبر 2 صفحہ 16 از سید ابوالاعلیٰ مودودی ناشر سروسز بک کلب سن اشاعت 1987ء مطبع فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور)

مسلمانوں کے بے شمار فرقوں میں سے ایک فرقہ حشویہ بھی کہلاتا ہے یہ وہ لوگ تھے جو ظواہر پر انحصار کرتے تھے۔ قرآنی آیات کو ظاہری معنوں میں محمول کرتے تھے۔ اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کو مادی جسم والا مانتے تھے کیونکہ قرآن میں خدا نے دیکھنے سننے اور پکڑنے اور ہاتھ وغیرہ کا ذکر ہے یہ لوگ آیات مقدسہ کو ہی اپنے ناپاک اور باطل خیالات کی بنیاد اور دلیل بناتے تھے۔ انہوں نے حضرت آدمؑ پر کئی اعتراضات کئے ہیں اور پھر عیسائیوں کی اتباع میں ان کو جملہ انبیاء علیہم السلام کے غیر معصوم ہونے کی دلیل بنایا ہے۔

حشویہ فرقہ کے بعض اعتراضات

1۔ آدمؑ نے نبی ہو کر خدا کے حکم "لاتقربا ھذہ الشجرۃ" کی خلاف ورزی کی اور اس طرح نافرمان قرار پائے۔

2۔ آدمؑ نے خود اقرار کیا: "ربنا "ظلمنا انفسنا" کہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور ظالم تو "الالعنۃ اللہ علی الظالمین" کے مطابق ملعون ہوتا ہے۔

3۔ خدا نے آدمؑ کو توبہ کرنے کی تلقین کی اور توبہ کہتے ہی گناہ کر کے اس پر پشیمانی اور اس سے رجوع کو ہیں۔ گویا آدم گناہ گار تھے۔

4۔ اگر آدمؑ نے گناہ نہ کیا ہوتا تو جو معاملہ ان سے اس واقعہ کے بعد کیا گیا وہ نہ کیا گیا ہوتا۔ (بحوالہ تفسیر البیضاوی از عبداللہ بن عمر البیضاوی۔ متوفی 791ھ سورہ البقرہ زیر آیت نمبر 38 فتلقی آدم من ربہ کلمت شائع

کردہ مصطفیٰ البابی الحلبی مطبعہ دارالکتب العربیہ الکبریٰ۔ مصر)

الزامات کا رد

حضرت مسیح موعود...... کے زبردست کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے عصمت انبیاء کے خلاف تمام خیالات والزامات کی بیخ کنی براہین قاطعہ کے ذریعہ فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ غیر بھی آپ کے اس علم کلام کے ایسے معترف ہوئے کہ نہ صرف عصمت انبیاء کے قائل ہوئے بلکہ آپ کے پیش کردہ دلائل کو اپنا ہتھیار بنایا۔ آپ کا ایک مختصر ارشاد ہی مندرجہ بالا تمام باطل عقائد کو مٹا دیتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"گناہ تو ارادہ پر منحصر ہے۔ اگر ایک شخص زہر پی لے اور اس کو علم ہو کہ یہ زہر ہے اور اس کا نتیجہ موت ہو گا تو ایسی صورت میں وہ ایک گناہ کا مرتکب ہوتا ہے لیکن اگر وہ اس کو بغیر علم کے پی لے تو اگرچہ اس کو نتیجہ بھگتنا پڑے گا مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے گناہ کیا۔ یہی حال حضرت آدم علیہ السلام کا ہے۔ ہمیں بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ حوا نے ان کو یہ پھل دیا تھا۔ ان کو یہ علم نہ تھا کہ یہ وہ وہی ممنوع پھل ہے ان کا یہ کام بے شک خدائے تعالیٰ کے حکم کے خلاف تھا مگر انہوں نے اس حکم کو عمداً نہیں توڑا اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے گناہ کیا۔ اس پھل کے کھانے کا وہی نتیجہ نکلا جو زہر کھانے سے نکلتا ہے کیونکہ قدرت اپنا کام کرنے سے نہیں رک سکتی۔ مگر اس صورت میں کوئی گناہ نہیں تھا کیونکہ ارادہ نہیں تھا"۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد نمبر 6 صفحہ 250 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود..... سورۃ طٰہٰ از مجموعہ تفسیر سورہ مریم تا عنکبوت" صفحہ 39 تا 40)

پھر ایک اور مقام پر اس واقعہ کی ایک پیاری توجیہہ یہ فرماتے ہیں کہ

"اس آیت میں (ولم نجدلہ عزماً۔ ناقل) فرماتا ہے کہ آدم نے عمداً میرے حکم کو نہیں توڑا بلکہ اس کو یہ خیال گذرا کہ حوا نے جو یہ پھل کھایا اور مجھے دیا شاید اس کو خدا کی اجازت ہو گئی جو اس نے ایسا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے اپنی کتاب میں حوا کی بریت ظاہر نہیں فرمائی مگر آدم کی بریت ظاہر کی۔ یعنی اس کی نسبت ولم نجدلہ عزماً فرمایا"۔ (تحفہ گولڑویہ۔ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 273 حاشیہ در حاشیہ)

مندرجہ بالا حوالہ کا مفہوم حاصل یہ ہے کہ حضرت آدمؑ سے جو یہ غلطی ہوئی تو یہ دراصل اجتہادی غلطی ہے اجتہادی غلطی یہ ہے کہ نبی جو بشر ہی ہوتا ہے کسی معاملہ میں اپنی ایک رائے قائم کرتا ہے مگر بعض اوقات بشری کمزوری کی وجہ سے وہ رائے درست نہیں ہوتی۔ مگر چونکہ وہ رائے صحت نیت پر مبنی ہوتی ہے اور عمداً اور عزماً نہیں ہوتی اس لئے وہ قابل گرفت نہیں ہوتی اور خدا تعالیٰ بھی اسے اس غلط رائے پر قائم نہیں رہنے دیتا بلکہ اپنے الہام کے ذریعہ اس کی صحیح راہنمائی فرما دیتا ہے۔

حضرت آدمؑ کی اس اجتہادی غلطی کے بارہ میں حضرت

خلیفہ المسیح الثانی فرماتے ہیں کہ

"آدم کو اگر اجتہادی غلطی لگ گئی تو اس میں اس کا کیا قصور تھا؟ ایک شخص آدم کے پاس آتا ہے اور آکر کہتا ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ تم کو خدا کی شکل پر پیدا کیا گیا ہے؟ اور تم کو معلوم ہے کہ اس کے معنے صرف اتنے ہیں کہ خدا کی صفات کے مظہر ہو؟ اور تم کو معلوم ہے کہ اسکی ایک صفت نیک و بد کی پہچان بھی ہے؟ پس اگر تم نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل کھالو گے تو تم اپنے مقصد حیات کو حاصل کر لو گے اور خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر بن جاؤ گے یہ اتنی زبردست دلیل تھی کہ آدمؑ اجتہادی غلطی میں مبتلا ہو گیا اور اس نے سمجھا کہ یہ جو کچھ کہا جا رہا ہے بالکل درست ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں آدمؑ کے ایک دفعہ دھوکہ کھانے کے باوجود اگر آج بھی اس رنگ میں لوگوں کے سامنے دلیل پیش کی جائے تو کئی لوگ آج بھی دھوکہ کھا جائیں گے اور سمجھیں گے کہ خدا تعالیٰ کا منشا یہی تھا کہ اس درخت کا پھل کھا لیا جائے یہ منشا نہیں تھا کہ اسے نہ کھایا جائے"۔ (تفسیر کبیر جلد نمبر 5 صفحہ 44 تا 45 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

حضرت آدمؑ دھوکہ کیسے کھا گئے؟

یہ بات بھی بیان کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے وضاحت سے حضرت آدمؑ کو بتا دیا تھا کہ ابلیس سے بچ کر رہنا۔ پھر کیوں کر وہ اس کے دھوکہ میں آگئے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابلیس اور تھا اور وہ شیطان جس نے حضرت آدمؑ کو دھوکہ دیا اور تھا۔ چونکہ آدمؑ کو ابلیس سے بچنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اس کے ضل اور نمائندہ کو ابلیس کا نمائندہ سمجھنے میں میں غلطی کر گئے اور اسے کوئی دوسرا وجود سمجھ کر اس کے بارہ میں پوری ہوشیاری سے کام نہیں لیا۔ ان معنوں کا مؤید یہ امتیاز ہے کہ قرآن کریم نے جہاں بھی آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کا ذکر کیا ہے وہاں ابلیس کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس وجود سے آدمؑ کو ہوشیار کیا گیا تھا۔ اور قرآن میں جہاں بھی دھوکہ دینے کا ذکر ہے وہاں شیطان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

حضرت یونسؑ پر اعتراضات اور انکا رد

بائبل نے دیگر انبیاء کی طرح حضرت یونسؑ پر بھی بعض الزامات لگائے ہیں چنانچہ لکھا ہے۔

"خداوند کا کلام یوناہ بن امتّی پر نازل ہوا کہ اٹھ اس بڑے شہر نینوہ کو جا اور اسکے خلاف منادی کر کیونکہ

انکی شرارت میرے حضور پہنچی ہے لیکن یوناہ خداوند کے حکم سے ترسیس کو بھاگا"۔(یوناہ باب نمبر1 آیت نمبر1تا3)

پھر کشتی میں سوار ہونے اور کشتی کے مسافروں کا ذکر کر کے لکھا ہے۔

"ان کو معلوم تھا کہ وہ خداوند کے حضور سے بھاگا ہے اس لئے کہ اس نے خود ان سے کہا تھا"۔ (حوالہ مذکور آیت نمبر10)

پھر آپ کے واپس نینوہ آنے اور قوم کو انزار کرنے کا ذکر ہے۔ لیکن جب خدا کی واضح خبر کے باوجود عذاب نہ آیا تو آپ کی کیفیت بائبل نے ایک دعا کی صورت میں لکھی ہے کہ۔

"لیکن یوناہ اس سے نہایت ناخوش اور ناراض ہوا اور اس نے خداوند سے یوں دعا کی کہ اے خداوند ...... میں تیری منت کرتا ہوں کہ میری جان لے لے کیونکہ میرے اس جینے سے مر جانا بہتر ہے"۔ (یوناہ باب نمبر4 آیت نمبر2۔3)

گویا بائبل کے نزدیک

1۔ حضرت یونسؑ نے خدا کا نبی ہونے کے باوجود خدا کے آگے سرکشی کی اور بلاوجہ خدا کی اطاعت سے عملی انکار کر کے بھاگ گئے۔

2۔ اپنے مقررہ کام سے فرار ہو گئے۔

3۔ اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔

4۔ ہمدردی خلق سے بالکل عاری تھے خدا کے رحم پر خوش ہونے کی بجائے بائبل کے مطابق انہیں اپنی ذاتی انا کی فکر لگی تھی۔ ظلم کی حد یہ ہے کہ قرآن جس نے تمام انبیاء کی نبوت کو ثابت کیا ہے اور انبیاء پر وارد ہونے والے ہر الزام کا مدلل رد کیا ہے اس قرآن کی اطاعت اور محبت کا دم بھرنے والے بعض لوگوں نے حضرت یونسؑ پر وہی باطل الزام لگائے ہیں جو بائبل نے لگائے ہیں۔ ایک صاحب لکھتے ہیں۔

"اس ابتلا میں حضرت یونسؑ اس لئے مبتلا ہوئے کہ وہ اپنے آقا (یعنی اللہ تعالیٰ) کی اجازت کے بغیر اپنے مقام ماموریت سے فرار ہو گئے تھے"۔ (تفہیم القرآن جلد نمبر4 صفحہ307)

"وہ اپنی قوم سے ناراض ہو کر چلے گئے قبل اس کے کہ خدا کی طرف سے ہجرت کا حکم آتا اور ان کے لئے اپنی ڈیوٹی چھوڑنا جائز ہوتا"۔ (تفہیم القرآن جلد نمبر3 صفحہ182)

پھر آگے لکھتے ہیں۔

"پیغمبر کا اذن الٰہی کے بغیر ڈیوٹی سے ہٹ جانا قابل گرفت تھا"۔ (تفہیم القرآن جلد نمبر3 صفحہ183)

حضرت یونسؑ کے بارہ میں سورۃ الصّافات میں آیا ہے "فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ" (الصافات آیات نمبر143)۔ ایک عربی تفسیر میں مجاہد کی روایت سے لکھا ہے کہ "ملیم کا معنی ہے گناہ گار"۔

عیسائیوں نے اپنے تعصب کی وجہ سے عصمت انبیاء پر جو گند اچھالا تھا وہ تو تھا ہی ہمارے بعض مفسرین بھی ان کے دام صید میں گرفتار دکھائی دے رہے ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہے بلکہ واضح ہے

ادبی ہے اور ایک نبی کی شان کے خلاف ہے۔

ایک صاحب نے حضرت یونسؑ کے بارہ میں آیت قرآنی "فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْہِ" کا معنی کیا ہے اس نے خیال کیا کہ ہم اس پر قابو نہیں پا سکیں گے"۔

الزامات کا ردّ

ان تمام خرافات کے رد کے طور پر حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 5 مئی 1991ء کے چند اقتباسات درج کرتا ہوں جن سے معلوم ہوگا کہ خدا کے پاک انبیاء سے محبت رکھنے والے کس طرح سوچتے ہیں اور کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

1۔ "قرآن کریم....... فرماتا ہے۔ "و ان یونس لمن المرسلین یاد کرو یونس مرسلین" میں سے تھا اس گواہی کے ساتھ اس کہانی کا آغاز ہوتا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اس کے متعلق ایسی بات نہ کہہ دینا جو مرسلین کی شان کے خلاف ہو۔ اس کے متعلق یہ نہ خیال کر لینا کہ خدا نے اسے حکم دیا کہ تو فلاں جگہ جا اور وہ نافرمانی کرتے ہوئے کسی اور جگہ کی طرف چل پڑا....... اس لئے جو کچھ بھی اس سے غلطی ہوئی وہ مرسلین میں پھر بھی رہے گا اور سننے والوں پر واجب ہے کہ وہ ادب کے تقاضوں کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں"۔

ایک مفسر نے "اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ" میں ابق کے معنی کئے ہیں۔ "غلام کا آقا کی مرضی کے خلاف فرار ہو جانا" اب ابق کا معنی پر امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے خطبہ سے ملاحظ فرمائیں۔ فرمایا

2۔ "اذ ابق الی الفلک المشحون"۔ جب وہ بھاگتا ہوا ایک بھرے ہوئے جہاز میں داخل ہوا۔ ابق کا مطلب ہے جیسے گاڑی چھٹتی ہوئی۔ آپ دیکھتے ہیں تو دوڑ کر گاڑی پکڑتے ہیں یا جہاز کی سیٹیاں بج چکی ہیں اور رخصت ہونے والا ہے تو آپ تیزی سے آگے جاتے ہیں کہ میں رہ نہ جاؤں تو فرمایا کہ وہ جہاز پہلے ہی بھرا ہوا تھا اور چل رہا تھا۔ حضرت یونسؑ نے دیکھا تو دوڑ کر اسے پکڑا"۔

3۔ "فَسَاھَمَ فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ"۔ قرعہ حضرت یونسؑ نے ڈالا یہاں اقرار وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ اپنے گناہوں کا ذکر کیا"۔

4۔ "فظن ان لن نقدر علیہ" کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"دل میں خیال گزرا کہ شاید خدا میرے خلاف کوئی فیصلہ نہ کرے چونکہ آپ مرسلین میں سے تھے اس لئے ہم یہ بدظنی نہیں کریں گے کہ خیال انہوں نے کیا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ قادر نہیں ہو سکتا۔

میں نے غور کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترجمہ کرنا یہاں درست نہیں ہے بلکہ بہت ہی لطیف بات ہے جو بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت یونسؑ نے یہ سوچا ہوگا کہ وہ خدا جو ایک لاکھ گناہ گاروں کو سخت گناہوں کے باوجود اس فیصلہ کے باوجود کہ میں ان کو ہلاک کر دونگا پھر معاف کر دیتا ہے تو مجھے کہاں پکڑے گا۔ میں

تو پھر نیک بندوں میں شمار ہوتا ہوں میں تو اس کے مرسلین میں سے ہوں۔ مجھ سے تو زیادہ رحمت کا سلوک کرے گا۔

پس اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ میرے خلاف فیصلہ نہیں دے گا جو اتنا رحم کرنے والا خدا ہے اس نے مجھے کیا کچھ کہنا ہے لیکن یہ بات وہ بھول گئے کہ ہر شخص سے اس کے حالات اور اس کی توفیق کے مطابق سلوک کیا جاتا ہے"۔

5۔ "فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ"۔ ساری زندگی نور میں کٹی اور ہلکا سا سایہ ظلمت کا آیا"۔

پس جبکہ عصمت انبیاء کی ایسی عظمت اور اہمیت ہے کہ اسے ایمانیات میں شامل کیا گیا ہے تو پھر کس قدر بدبختی اور خود اپنے عقیدہ پر تبر رکھنے والی بات ہوگی کہ انبیاء کی شان کے بارہ میں کوئی ایسا خیال دل میں رکھا جائے جو عصمت انبیاء کے منافی ہو۔ یہ تو اپنے ہاتھوں اپنی عاقبت برباد کرنے والی اور خدا کو غضب ناک کرنے والی بلکہ اس کے غیظ کو سہیڑنے والی بات ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں ہر غلط عقیدہ اور باطل خیال سے بھی اور اپنے غضب سے ہمیشہ مامون و محفوظ رکھے اور اس کی پیار بھری نظریں ہم پر پڑتی رہیں۔ آمین۔

دعوتِ الی اللہ ایک اہم فرض ہے

اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی بننا ہے تو دعوتِ الی اللہ کریں

"اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بننا ہے تو پھر دعوتِ الی اللہ ہر ایک پر ضرور فرض ہے کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی ساتھی شمار ہوں گے جو خدا کی راہ میں کھیتی اُگائیں گے اور پھر اس کی پرورش خود کریں گے یہاں تک کہ وہ کھیتی توانا ہو جائے۔ لہٰذا ہر وہ احمدی جو کسی بھی جگہ دعوتِ الی اللہ کا کام کرتا ہے اس کا کلام اللہ میں ذکر موجود ہے۔ اس لیے اگر خدا کی بیان کردہ تعریف کی رُو سے آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بنتے ہیں تو آپ کو لازماً خدا کی راہ میں کھیتی اُگانی ہو گی اور نئے نئے روحانی وجود پیدا کرنے ہوں گے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ نومبر ۱۹۸۷ء)

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ

(اور جھوٹ بولنے سے بچو۔ الحج: ۳۱)

جھوٹ ــــ تمام برائیوں کی جڑ

(مکرم نوید احمد صاحب)

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

✻

قوموں کا عروج و زوال سچ اور جھوٹ کے ساتھ گہری وابستگی رکھتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جھوٹ کی کچی اینٹوں سے بنی ہوئی عمارتیں کھنڈرات میں بدل گئیں اور سچ کے محل تا قیامت اپنی رفعتوں کے ساتھ مضبوط اور مستحکم ہوتے گئے۔

جھوٹ نے قوموں کا رزق، اخلاق، اخلاص اور ان کی ترقی میں روڑے اٹکائے، جھگڑوں کی بنیاد بنا۔ اس کی وجہ سے منافقت، بزدلی، نجاست اور نحوست جیسی قبیح خصلتیں انسان کو زندگی کے مقاصد میں ناکام و نامراد کرکے تاریک راہوں پر لے آئیں اور اعلیٰ قدریں پامال ہوتی چلی گئیں۔

آج کا معاشرہ اس لعنت کے زہر میں ڈوب رہا ہے اور ہمارے پیارے امام اس بیماری سے بچانے کے لئے اپنے خطابات میں راہنمائی فرما رہے ہیں۔

زیر نظر مضمون اسی قبیح عادت کے نقصانات اور اس کے بالمقابل سچ کی برکات پر روشنی ڈال رہا ہے۔

۱۔ تبتل الی اللہ کی راہ میں روک

جھوٹ کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ جھوٹ انسان کے تبتل الی اللہ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ کیونکہ جھوٹا شخص اپنے نفسانی بت کی پیروی تو کرتا ہے لیکن خدا کی پیروری نہیں کرتا۔ اپنی انانیت کے بت کی خاطر جھوٹی گواہی تو دے سکتا ہے مگر خدائے ذوالجلال کے ارشاد کی پیروری نہیں کر سکتا۔ اور اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ کا پورا نمونہ بن جاتا ہے۔ اسی لئے خداتعالیٰ نے جھوٹ کا ذکر بت پرستی کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ فرمایا وَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: ۳۱)

کہ بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹ سے بچو۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

"...... افسوس اس وقت لوگ نہیں سمجھتے کہ خداتعالیٰ ان سے کیا چاہتا ہے۔ کہ رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ نے بہت سے بچے دے دئے ہیں کوئی شخص عدالت میں جاتا ہے کہ دو آنے لیکر جھوٹی گواہی دینے میں ذرا شرم و حیا

نہیں کرتا کیا وکلاء قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ سارے کے سارے گواہ سچے پیش کرتے ہیں آج دنیا کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں جھوٹے مقدمے کرنا تو بات ہی کچھ نہیں جھوٹے اسناد بنا لئے جاتے ہیں کوئی امر بیان کریں گے تو سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو

اِجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج : ۳۱) بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی کیسی خرابی آکر پڑی ہے اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرست ہوتے ہو اس نجاست کو چھوڑ دو تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑیں اس کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں۔ مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم ص۶۳۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

تبتل الی اللہ کی راہ میں سب سے بڑی روک جھوٹ کا بت ہے خدا کے نام پر بظاہر عبادت کی جاتی ہے۔ لیکن خدا کے گھروں سے باہر نکلنے کے بعد پھر اسی جھوٹ کے لئے زندگی وقف ہو کر رہ جاتی ہے۔

(خطبہ جمعہ بحوالہ الفضل ۲۴؍ اگست ۹۲ء کالم ۳)

۲۔ جھوٹ انسان کو جہنم میں لے جاتا ہے

پہلے گذر چکا ہے کہ جھوٹ اور بت پرستی کو خدا تعالیٰ نے ایک ہی چیز قرار دیا ہے۔ اور بت پرستی شرک کی سب سے بدیہی شکل ہے اور سب سے بری شکل ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "خدا تعالیٰ شرک کے سوا باقی سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ شرک کو معاف نہیں کرتا"۔ اس طرح جھوٹ انسان کو جہنم میں لے جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ صِدِّیْقًا" وَاِنَّ الْکِذْبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا"

(بخاری کتاب الادب باب قول اللہ اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین)

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی

طرف اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ، گناہ اور فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے"۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تمہیں سچ اختیار کرنا چاہیے۔ کیونکہ سچ نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ انسان سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کا باعث بن جاتا ہے اور فسق و فجور سیدھا آگ کی طرف لے جاتے ہیں۔ ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب یعنی جھوٹا لکھا جاتا ہے"۔

(مسلم کتاب البروالصلۃ باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ)

۳۔ جھوٹ تمام برائیوں کی بنیاد ہے

جھوٹ کا تیسرا بڑا نقصان یہ ہے کہ جھوٹ اور بے شمار برائیوں کی بنیاد بنتا ہے۔ جن میں سے بدظنی، غیبت، تجسس وغیرہ ہیں۔ اور یہی برائیاں پھیل کر قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔

جھوٹ بولتے ہوئے انسان کو بدظنی کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ پھر جب انسان بدظنی کر لیتا ہے تو اسے اس بات کی جستجو رہتی ہے کہ وہ کسی طرح معلوم کرے کہ اس کی بیان کردہ بات درست ہے کہ نہیں اس طرح وہ تجسس کی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور جس قوم میں بھی یہ دو چیزیں یعنی بدظنی اور تجسس پیدا ہو جائیں اس قوم کی توجہ اپنی ترقی سے ہٹ جاتی ہے اور دوسروں کی عیب جوئی میں مشغول ہو کر وہ قوم قعر مذلت میں گر جاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے جھوٹ کو ترک کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے بڑے گناہوں میں سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ۔

عَنْ اَبِی بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم: اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ؟ قُلْنَا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَکَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ۔ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ! فَمَا زَالَ یُکَرِّرُھَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَہٗ سَکَتَ۔

(بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین)

حضرت ابوبکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں۔ ہم نے عرض کیا جی حضور ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپؐ تکئے کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ جوش میں آکر بیٹھ گئے اور بڑے زور سے فرمایا۔ دیکھو تیسرا بڑا گناہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔ آپؐ نے اس بات کو اتنی دفعہ دھرایا کہ ہم نے چاہا کہ کاش حضور خاموش ہو جائیں"۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت جو ترقی ہوئی تھی اس کی یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرامؓ آنحضورؐ کی قوت قدسیہ کی بدولت ان تمام نجاستوں سے پاک ہو

گئے تھے۔ اور اگرچہ جھوٹ بولنا بہت آسان ہے مگر کسی صحابیؓ کا جھوٹ ثابت نہیں۔ نہ بدظنی ثابت ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"بدی کے ارتکاب میں سے جھوٹ بولنا سب سے زیادہ آسان اور جلدی ہو سکنے والا ہے۔ کیونکہ زنا، چوری وغیرہ کے واسطے قوت، مال، ہمت، دلیری چاہئیے مگر جھوٹ کے واسطے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ صرف زبان ہلا دینی پڑتی ہے۔ باوجود اس کے صحابہؓ میں جھوٹ ثابت نہیں آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے کسی نے بھی جھوٹ نہیں بولا"۔ (ملفوظات جلد اول ص ۵۳۵)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ دنیا کے اکثر جھگڑے بدظنی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی بھی مختلف قسمیں ہیں جو یہ ہیں کہ ایک دوسرے کے عیوب کی ٹوہ میں نہ رہو۔ اپنے بھائیوں کے عیبوں کا تجسّس نہ کرو۔ اگر پہلے سے بدظنی نہ ہو تو تجسّس کا بچہ پیدا نہیں ہو سکتا"۔

(بحوالہ الفضل ص ۱، کالم ۴، ۲۴ ر اگست ۹۲ء)

۴۔ جھوٹ انسان کو منافق بنا دیتا ہے

جھوٹ ایک ایسی لعنت ہے کہ اگر اسے ایک مرتبہ بولا جائے تو پھر اس ایک جھوٹ کا دفاع کرنے کے لئے سینکڑوں اور جھوٹ گھڑنے پڑتے ہیں اور منافقت کر کے اپنی بات کو سچ ثابت کرنا پڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جھوٹا شخص سب سے بڑا منافق ہوتا ہے۔ اور ہر شخص سے منافقت کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔

"منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ سے کام لیتا ہے"۔

اس واسطے مومنین کی نشانی یہ بتائی کہ لَا يَشْهَدُونَ الزُّوْرَ (الفرقان) کہ مومن جھوٹی گواہی نہیں دیتے یعنی سچ بولتے ہیں۔

۵۔ "جھوٹ ترک کئے بغیر انسان مطہر نہیں ہو سکتا"

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"حقیقت میں جب تک انسان جھوٹ کو ترک نہیں کرتا۔ وہ مطہر نہیں ہو سکتا۔ نابکار دنیا دار کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹ کے بغیر گذارہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک بے ہودہ گوئی ہے۔ اگر سچ سے گذارہ نہیں ہو سکتا، تو پھر جھوٹ سے ہرگز گذارہ نہیں ہو سکتا۔ افسوس کہ یہ بدبخت لوگ خداتعالیٰ کی قدر نہیں کرتے۔ وہ نہیں جانتے کہ خداتعالیٰ کے فضل کے بدوں گذارہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنا معبود اور مشکل کشا جھوٹ کی نجاست کو ہی سمجھتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جھوٹ کو بتوں کی نجاست کے ساتھ وابستہ کر کے بیان فرمایا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ ہم ایک قدم کیا ایک سانس بھی خداتعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں لے سکتے۔ ہمارے جسم میں کیا کیا قویٰ ہیں۔ لیکن کیا ہم اپنی طاقت سے ان سے کام لے سکتے ہیں ہرگز نہیں"۔

(ملفوظات جلد اول ص ۲۴۳۔ ۲۴۴)

۶۔ جھوٹ انسان کو بزدل بنا دیتا ہے۔

جو انسان جھوٹ پر دوام اختیار کر لیتا ہے اس میں بزدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس خوف سے کہ کہیں کوئی اس کے جھوٹ پر مطلع ہو کر اسے پکڑ نہ لے۔ وہ لوگوں کے سامنے بات بیان کر کے ان کے سامنے آنے سے کتراتا ہے۔ جھوٹ بولتے وقت تو بہت دیدہ دلیری سے جھوٹ بولتا ہے لیکن بعد میں اس احساس سے کہ میں پکڑا جاؤں گا اس کی جرات ختم ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

"جھوٹا انسان بزدل ہوتا ہے"

"سچ میں ایک جرات اور دلیری ہوتی ہے۔ جھوٹا انسان بزدل ہوتا ہے۔ وہ جس کی زندگی ناپاکی اور گند گناہوں سے ملوث ہے۔ وہ ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہے اور مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک صادق انسان کی طرح دلیری اور جرات سے اپنی صداقت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ اور اپنی پاک دامنی کا ثبوت نہیں دے سکتا۔

(ملفوظات جلد دہم ص ۲۵۲)

۷۔ جھوٹ سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے

جھوٹ برائیوں کی جڑھ ہے۔ اور ایک جھوٹ کی خاطر جب سو (۱۰۰) جھوٹ بولنے پڑیں تو انسان کے دل میں نیکی کے خیالات ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ ہر وقت اندیشہ پکڑ کی وجہ سے کوئی نہ کوئی جھوٹی تدبیر کرنے کا خیال دل میں رہتا ہے۔ گویا روحانی لحاظ سے اس کا دل تاریک ہو جاتا ہے۔ کوئی روحانی روشنی اسے دکھائی نہیں دیتی۔ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ وَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ کا مجسم ثبوت بن جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

"آنی اور عارضی طور پر ممکن ہے اس سے کسی انسان کو کچھ فائدہ حاصل ہو جائے لیکن فی الحقیقت کذب کے اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر سے اسے ایک دیمک لگ جاتی ہے۔ ایک جھوٹ کے لئے پھر اسے بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ اس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے۔ اسی طرح اندر ہی اندر اس کے اخلاقی اور روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں اور پھر اسے یہاں تک جرات اور دلیری ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھی افترا کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے مرسلوں اور ماموروں کی تکذیب بھی کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اظلم ٹھہر جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ (الانعام : ۲۱) یعنی اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افترا باندھے یا اس کی آیات کی تکذیب کرے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جھوٹ بہت ہی بری بلا ہے۔ جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر جھوٹ کا اور خطرناک نتیجہ کیا ہوگا کہ انسان خدا تعالیٰ کے مرسلوں اور اس کی آیات کی تکذیب کر کے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس تمہارے لئے یہ ضروری بات ہے کہ صدق اختیار کرو۔ (ملفوظات جلد اول ص ۲۴۵)

۸۔ جھوٹ بولنے والا نامراد مرتا ہے

انسان جس چیز کو حاصل کرنے کے لئے جھوٹ بولتا

ہے وہ چیز اگر اسے مل بھی جائے تو فانی چیز ہے۔ دنیا کی کوئی شے ہمیشہ رہنے والی نہیں ایک نہ ایک وقت ہر چیز کا خاتمہ لازمی ہے۔ انسان کو چیز کے کھونے پر حسرت ہوتی ہے۔ مگر سچ کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی چیز انسان کے سرور انبساط کو دوگنا کرتی ہے اور اس کے خاتمہ سے انسان مغموم وملول نہیں ہوتا۔ لیکن جھوٹا شخص رنج و غم میں مبتلا ہو کر اپنے نامراد رہنے پر مہر ثبت کرتا ہے۔ اور اگر اسے احساس نہ ہو تو اسی طرح نامراد مرجاتا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"جھوٹ ایسی شے ہے کہ آخر ایک دن آکر انسان اس سے تھک جاتا ہے۔ پھر اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو توبہ کرتا ہے ورنہ اسی طرح نامراد مرجاتا ہے"۔

(ملفوظات جلد سوئم ص ۶۰)

۹۔ "جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں"

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"یقیناً یاد رکھو کہ جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مگر میں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرات نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔

اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی وہ سزا انکی بعض اور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اور جھوٹ کی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو انکی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ انکی بہت سے خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پالیتے ہیں۔ (ملفوظات جلد چہارم ص ۶۳۸)

۱۰۔ جھوٹا شخص صدیق نہیں کہلا سکتا

صدیق کا معنی ہے کہ انسان نہ صرف یہ کہ سچ بولے بلکہ سچ پر مداومت اختیار کرے اور مسلسل سچ بولتا چلا جائے۔ آنحضرتؐ کو اسی لئے صدیق کہتے ہیں کہ آپ نے ساری زندگی کبھی جھوٹ بولنا تو کیا اس کے قریب جانا بھی پسند نہ فرمایا۔

پس جھوٹ بولنے والا شخص صدیق نہیں بن سکتا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"میں نے غور کیا ہے۔ قرآن شریف میں کئی ہزار حکم ہیں۔ ان کی پابندی نہیں کی جاتی ادنیٰ ادنیٰ سی باتوں میں خلاف ورزی کرلی جاتی ہے یہاں تک دیکھا جاتا ہے کہ بعض جھوٹ تو دکاندار بولتے ہیں اور بعض مصالح دار جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے اس کو رجس کے ساتھ رکھا ہے۔ مگر بہت سے لوگ دیکھے ہیں کہ رنگ آمیزی کرکے حالات بیان کرنے سے نہیں رکتے اور اس کو کوئی گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ ہنسی کے طور پر بھی جھوٹ بولتے ہیں انسان صدیق نہیں کہلا سکتا جب تک جھوٹ کے تمام شعبوں سے پرہیز نہ کرے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۹۹)

۱۱۔ جھوٹ بولنے سے قوموں کے رزق میں کمی واقعہ ہو جاتی ہے

جھوٹ کے نتیجہ میں قومی ترقی رک جاتی ہے کیونکہ ہر آدمی دوسرے کو جھوٹ بول کر دھوکہ دے رہا ہوتا ہے۔ اور قومی ترقی نہ ہونے کی صورت میں بنیادی ضروریات زندگی میں کمی واقعہ ہوتی ہے۔ اور قوم تباہ ہو جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

"جھوٹ قوموں کے رزق کو چھین لیتا ہے۔ یہاں دین دار اور غیردین دار کا کوئی فرق نہیں۔ جو قومیں سچ کو اختیار کرتی ہیں۔ ان کے رزق میں برکت ملتی ہے۔ تیسری دنیا کے ممالک کو اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔

فرمایا

حدیث ہے کہ "والدین سے نیک سلوک عمر کو بڑھاتا ہے۔ جھوٹ رزق کو کم کر دیتا ہے۔ اور دعا قضاو قدر کو بدل دیتی ہے۔ ان تین باتوں میں دنیا کے سب معاملات حل ہو جاتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ر اگست ۹۲)

(بحوالہ الفضل ۲۴ر اگست ۹۲ء)

جھوٹ کے مقابل پر صدق و سچائی ہے۔ اور وہ تمام نقصانات جو جھوٹ سے ہوتے ہیں سچ کے نتیجہ میں وہ فوائد میں بدل جاتے ہیں۔ سچا انسان ایک طرف خدا کی جانب جھک کر فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کی صدا سنتا ہے۔ تو دوسری طرف تقویٰ کے حصن حصین میں آکر "مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا" کی نوید اسے سنائی دیتی ہے۔

اس کے دل پر ایک نور نازل ہوتا ہے جو روحانی قویٰ کو جلا بخش کر غیر اللہ سے اسے بکلی انقطاع عطا کرتا ہے اور اس میں ایک خارق عادت جرات پیدا ہو جاتی ہے اور حق کے اظہار میں وہ شیر کی طرح بہادری دکھاتا ہے۔ اس نور سچائی کے نتیجہ میں ایسا شخص تمام اخلاقی برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ اور آخر کار فتح یاب ہوتا ہے۔

انبیاء کی تاریخ سچ کی فتح اور جھوٹ کی ناکامی پر شاہد ناطق ہیں۔ شیطان کا راندہ درگاہ الٰہی ہونا' فرعون کا سمندر میں غرق ہونا۔ نمرود کی جھوٹی خدائی کا پاش پاش ہونا۔ جھوٹ کے منحوس اور لعنتی ہونے پر دلیل ہیں کہ جھوٹ نہ صرف خود منحوس اور لعنتی چیز ہے بلکہ اس نے جھوٹ اختیار کرنے والوں کو بھی ہمیشہ کے لئے لعنتی اور منحوس بنا دیا۔ اور اس کے برعکس آدم کا فرشتوں کا مسجود بننا۔ نوحؑ کا کامیاب و کامران ہونا۔ موسیٰ کا بنی اسرائیل کو بچا لینا۔ اور پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غالب آنا اس بات پر گواہ ہیں کہ سچ اختیار کرنے والا۔ سچ بولنے والا ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے اور عزت سے یاد کیا جاتا ہے اور ساری دنیا اس پر رحمتیں بھیجتی ہیں۔

سچائی اختیار کرنے والا کبھی ذلیل و رسوا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ خدا کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ اور خدا کی حفاظت سے مضبوط قلعہ اور کوئی نہیں۔ حضرت مسیح موعود اسی مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی نہیں ہو سکتا کہ

ذلیل ہو۔ اس لئے کہ وہ خداتعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ اور خداتعالیٰ کی حفاظت جیسا اور کوئی محفوظ قلعہ اور حصار نہیں۔ لیکن ادھوری بات فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب پیاس لگی ہوئی ہو تو صرف ایک قطرہ پی لینا کفایت کرے گا یا شدت بھوک کے وقت ایک دانہ یا لقمہ سے سیر ہو جاؤں گا۔ بالکل نہیں بلکہ جب تک پورا سیر ہو کر پانی نہ پیئے یا کھانا نہ کھالے تسلی نہ ہوگی اسی طرح پر جب تک اعمال میں کمال نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے۔ جو ہونے چاہئیں ناقص اعمال اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اور نہ وہ بابرکت ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے کہ میری مرضی کے موافق اعمال کرو۔ پھر میں برکت دوں گا۔

غرض یہ باتیں دنیا دار خود ہی بنا لیتے ہیں کہ جھوٹ اور فریب کے بغیر گذارہ نہیں۔ کوئی کہتا ہے فلاں شخص نے مقدمہ میں سچ بولا تھا۔ اس لئے چار برس کو دھرا گیا۔ میں پھر کہوں گا کہ یہ سب خیالی باتیں ہیں۔ جو عدم معرفت سے پیدا ہوتی ہیں۔

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

(ملفوظات جلد چہارم ص ۶۳۹)

آخر پر اس مضمون کو حضرت اقدس مسیح موعود کے چند اقتباسات درج کرکے ختم کرتا ہوں جن میں آپ نے ہمیں سچائی اختیار کرنے کی طرف بکمال تمام نصیحت کی ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔

"سچائی اختیار کرو۔ سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے۔ کیا اس کے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں۔ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ اور خداتعالیٰ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۵۴۹)

پھر فرماتے ہیں۔

"حق پاؤ تو فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو۔ سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے **فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور۔** یعنی بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بت سے کم نہیں۔ جو چیز قبلہ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں بت ہے۔ سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو چاہیئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔

(ازالہ اوہام ص ۵۵۰)

پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

صدق اور خدمت کا آخری موقعہ

"اب وقت تنگ ہے بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے۔ اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے۔ یہ آخری موقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اس وقت صدق و وفا کے

دکھانے کے وقت ہے اور آخری موقعہ دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے۔ جو نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی موقعہ نہ ہوگا۔ بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اس موقعہ کو کھودے۔

نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے۔ بلکہ کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگو وہ تمہیں صادق بنا دے۔ اس میں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو۔ بلکہ مستعد ہو جاؤ۔ اور اس تعلیم پر جو میں پیش کر چکا ہوں عمل کرنے کے لئے کوشش کرو اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے۔ عبداللطیف کے نمونہ کو ہمیشہ مدنظر رکھو کہ اس سے کس طرح پر صادقوں اور وفاداروں کی علامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ یہ نمونہ خداتعالیٰ نے تمہارے لئے پیش کیا ہے۔ (ملفوظات جلد سوم ص ۵۱۷)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صدق اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور جھوٹ سے نفرت اور اسے بکلی ترک کرنے کی ہمت دے۔ تاکہ ہم دنیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب پیدا کرنے والے ہوں اور دنیا احمدیت کی آغوش میں آکر امن محسوس کرے۔

سنہرے موتی

- کذب اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے۔ ملفوظات جلد ا ص ۲۴۵
- جھوٹ بہت ہی بری بلا ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ ملفوظات جلد ا ص ۲۴۵
- صدق ایسی شے ہے جو انسان کو مشکل سے مشکل وقت میں بھی نجات دلا دیتی۔ ملفوظات ص ۲۴۵
- جھوٹ جیسا لعنتی کام اور کوئی نہیں۔ ملفوظات جلد ۳ ص ۵۹
- انسان صدیق نہیں کہلا سکتا جب تک جھوٹ کے تمام شعبوں سے پرہیز نہ کرے۔ ملفوظات جلد ۳ ص ۹۹
- اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔ ملفوظات جلد ۴ ص ۶۳۶
- یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ ملفوظات جلد ۴ ص ۶۳۸
- جو شخص سچائی اختیار کرے کبھی نہیں ہو سکتا کہ ذلیل ہو۔ ملفوظات جلد ۴ ص ۶۳۹
- یہ باتیں دنیا دار خود ہی بنا لیتے ہیں کہ جھوٹ اور فریب کے بغیر گذارہ نہیں۔
- اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ ملفوظات جلد ۴ ص ۶۳۸

اس مقدس امانت کی حفاظت کرو

"پس خوشی اور مسرت اور عزم اور یقین کے ساتھ آگے بڑھو۔ (دعوت الی اللہ) کی جو جوت میرے مولیٰ نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزارہا احمدی سینوں میں یہ لو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں دینا اس کو بجھنے نہیں دینا تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم کہ اسکو بجھنے نہیں دینا۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے مقدس نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم اس شمع نور کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا۔ یہ لَو بلند تر ہو گی اور پھیلے گی اور سینہ بسینہ روشن ہوتی چلی جائے گی اور تمام روئے زمین کو گھیرے گی اور تمام تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دے گی"

(الفضل ۲۲ اگست ۱۹۸۳ء صہ ۳)

دعوت الی اللہ ہر ایک پر فرض ہے

فرمایا:۔

ہم اپنے دکھوں کو دعوت الی اللہ کے ذریعہ ہی دور کر سکتے ہیں یہ طوعی چندے کی طرح نہیں ہے کہ نہ بھی ادا کیا تو خیر ہے بلکہ یہ ایک فریضہ ہے اور اس کی ادائیگی لازم ہے اور صرف یہ کہنا کہ ہم حسنِ خلق سے متاثر کر رہے ہیں اور دعوت الی اللہ میں حصہ نہ لینا یہ درست نہیں یہ بزدلی کا بہانہ ہے اور گریز کی راہ ہے ...... پس جو کمزور ہیں اور بزدل ہیں وہ ایک طرف ہٹ جائیں جماعت تو لازماً آگے بڑھے گی"

(خطبہ جمعہ ۱۱ جولائی ۱۹۸۵ء)

غزل

میری جاں آزمانا گو تمہیں کیا کیا نہ آتا ہے
ہمیں بھی پیش کرنا نفس کا نذرانہ آتا ہے

خِرد مندوں کے ہاتھوں میں نظر آنے لگے پتھر
ادھر پھر جھومتا گاتا کوئی دیوانہ آتا ہے

عجب کُہرام مچ جاتا ہے اہلِ دل کی محفل میں
شمع کی لَو پہ رقصاں جب کوئی پروانہ آتا ہے

جو بَن پائے تو اسکو روک لے تو واعظا بڑھ کے
وہ آتا ہے میرے گھر اور بے باکانہ آتا ہے

رقیبوں کو مِرے میری وجہ سے مل گئی شہرت
کہ میری داستاں میں ان کا بھی افسانہ آتا ہے

وہ نظریں پاؤں میں میرے سلاسل ڈال دیتی ہیں
مجھے جب بھی خیالِ جراتِ رِندانہ آتا ہے

ذرا سوچو ہماری محفلوں کا رنگ کیا ہوگا
تڑپنا جانتے ہیں ہم اُسے تڑپانا آتا ہے

اٹھاتا ناز ہے کہ خود بھی مردِ عشق پیشہ ہے
وہ دِلبر بھی ہے اُس کو ناز بھی فرمانا آتا ہے

اُسے مل کر نئے جذبے جنم لیتے ہیں سینے میں
کہ جُنبش سے لبوں کی اُس کو دل گرمانا آتا ہے

یہ کیا ممکن نہیں کہ دل کو ہی کعبہ بنا ڈالیں
حرم کی رَہ میں تو ہر گام پہ بتخانہ آتا ہے

نہ میری خامیوں کا تم مجھے احساس دلواؤ
مجھے کرنی پہ اپنی آپ بھی شرمانا آتا ہے

جو نادم ہو اسی پہ تو نگاہِ لُطف پڑتی ہے
وہی یاں فیض پاتا ہے جسے پچھتانا آتا ہے

چلے گا دورِ ساغر، جامِ مَے گردش میں آئے گا
خوشا یارانِ محفل ساقیٔ میخانہ آتا ہے

مجھے کیا کجکلاہوں سے کہ ہے شاہِ دل و جانم
جو اپنائے ہوئے اندازِ درویشانہ آتا ہے

مجھے اب بادہ و جام و سُبو کی کیا ضرورت ہے
مرا محبوب آنکھوں میں لئے خُمخانہ آتا ہے

عجب رِندوں کی محفل ہے خوشی سے جھوم جاتے ہیں
کسی نَو آمدہ کے ہاتھ جب پیمانہ آتا ہے

یہ دنیا جال سے اپنے نکلنے ہی نہیں دیتی
خیالِ بے ثباتی تو ہمیں روزانہ آتا ہے

"ص-ا-ق-ب"

"وہ لوگ جو   میں اس خیال سے (دعوت الی اللہ) چھوڑ چکے ہیں کہ اب (دعوت الی اللہ) بند ہو گئی ہے۔ بڑی سختی ہو رہی ہے۔ ہم (دعوت الی اللہ) نہیں کریں گے ان پر بھی (دعوت الی اللہ) کا الزام لگنا ہی لگنا ہے۔ اس لئے اگر دعوت الی اللہ نہ کر کے آپ قید کئے جائیں گے تو یہ تو گناہ بے لذت ہے۔ اس کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔ اس سزا پر آپ کو کوئی اجر نہیں ملے گا۔ اس لئے جب جانا ہی ہے تو دعوت الی اللہ کر کے قید میں جائیں تاکہ خدا کے پیار کا مورد بنیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 1987ء)

منجراعبرِکس کمپنی - چک نمبر ۹ پنیار شمالی
کوٹ مومن روڈ - بھلوال!
بہترین اینٹوں کا مرکز
تمام احباب جماعت سے "اسیرانِ راہ مولیٰ" کی جلد رہائی کیلئے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست کے ساتھ!
● نیز مجلس خدام الاحمدیہ چک نمبر ۹ پنیار شمالی کیلئے بھی دعاؤں کی عاجزانہ درخواست
منجانب:- چوہدری شہزاد احمد منجر، نائب قائد چک نمبر ۹ پنیار و نائب ناظم خدمتِ خلق ضلع سرگودھا

آنکھ مظلوم کی خدا کی طرف
ظلم اک ظلمتِ کثیر کے ساتھ

ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ مطبوعہ ۱۹۹۲ء

(تلخیص و ترجمہ مکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب)

تعارف

پچھلے 30 سال سے دنیا بھر میں سیاسی قیدیوں کے لئے آواز اٹھانے والی سرگرم ترین بین الاقوامی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل ہے۔ اس تنظیم کا بانی ایک برطانوی قانون دان پیٹر بینسن تھا۔ 28 مئی 1961ء کو پیٹر کا ایک مضمون برطانوی روزنامے "آبزرور" میں شائع ہوا جس میں اس نے دنیا کے مختلف حصوں میں سیاسی نظریات اور جدوجہد کے باعث پابند سلاسل قیدیوں کا ذکر کیا اور ان کی رہائی کے لئے آواز بلند کی۔ اسی مضمون میں اس نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کے قیام کا اعلان بھی کیا۔ اپنے اس مضمون میں پیٹر نے پابند سلاسل افراد کو ضمیر کے قیدی قرار دیا۔ اس نے لندن میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کا دفتر قائم کیا اور دنیا بھر میں سیاسی قیدیوں کے متعلق معلومات اکٹھی کر کے انہیں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی پالیسی یہ تھی کہ کسی بھی ملک میں حکومت یا اس کے سیاسی نظام پر تنقید نہ کی جائے بلکہ اس ملک میں موجود سیاسی قیدیوں اور ان کے ساتھ ہونے والے سلوک سے دنیا کو آگاہ کر دیا جائے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل سیاسی قیدیوں کے نظریات سے بھی سروکار نہیں رکھتی لیکن اس کا موقف یہ ہے کہ ہر انسان کو اپنی مرضی کے مطابق نقطہ نظر رکھنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ اظہار پر پابندیاں نہیں ہونی چاہئیں اور یہ کہ معاشی غلامی اور استحصال کے خلاف برسرِپیکار عناصر مجرم دہشت گرد نہیں بلکہ حریت پسند ہیں۔ آزادی کے لئے جدوجہد کرنا انسان کا بنیادی حق ہے۔ پیٹر بینسن کی طرف سے سیاسی قیدیوں کی رہائی کے لئے شروع کی جانے والی تحریک کچھ ہی عرصے میں دنیا بھر کے ممالک میں پھیل

گئی۔ صرف ایک سال میں ایمنسٹی نے 43 ملین پاؤنڈ کی امداد اکٹھی کرلی۔ اس سلسلے میں کسی حکومت سے کوئی امداد نہیں لی گئی۔ ایمنسٹی کا طریقہ کار یہ تھا کہ جہاں بھی اس کو سیاسی قیدیوں کی موجودگی کی اطلاع ملتی وہاں کی حکومت کو ایمنسٹی کی طرف سے یہ پیغام بھیجا جاتا کہ آپ بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ دنیا بھر میں ایمنسٹی کے اراکین متعلقہ حکومت کو خطوط اور تاروں کے ذریعے مذمت کے جذبات بھیجتے۔ ایمنسٹی اپنے خرچ پر سیاسی قیدیوں کے لئے قانونی جنگ کا اہتمام کرتی۔ ان تمام سرگرمیوں کے باعث 1977ء میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کو امن کا نوبل پرائز دیا گیا۔ اس سال ایمنسٹی کے دنیا بھر میں اراکین کی تعداد سات لاکھ سے تجاوز کر چکی تھی۔

"ایمنسٹی انٹرنیشنل کو ان اطلاعات کے باعث تشویش ہے کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے ممبران پر صرف اس وجہ سے کہ وہ اپنے مذہبی اعتقادات پر پُرامن طریقہ سے کاربند ہیں فرد جرم عائد کرنے، مقدمے چلانے اور قید کی سزا دینے کا عمل جاری ہے۔ تعزیرات پاکستان میں حالیہ سالوں میں کی جانے والی ترامیم کے تحت احمدیوں کا اپنے عقیدہ کا اظہار کرنا، اس پر عمل کرنا اور اس کا پرچار کرنا فوجداری جرم ہے۔

ایسی قانون سازی جو مذہبی ضمیر کی بنا پر قید و سزا حتیٰ کہ سزائے موت کو لازم قرار دیتی ہے حقوق انسانی کے عالمی چارٹر کے آرٹیکل 18 کی خلاف ورزی ہے۔ یہ 1981ء کے اقوام متحدہ کے اس اقرار نامہ کے بھی منافی ہے جو غیر رواداری کی تمام صورتوں اور عقیدے کی بنا پر امتیاز برتنے کے خاتمے سے متعلق ہے۔

درحقیقت اگست 1985ء میں امتیازی سلوک کی روک تھام اور اقلیتوں کے تحفظ کے بارہ میں اقوام متحدہ کے سب کمشن نے ایک قرارداد پاس کی تھی جس میں آرڈیننس 20 کے متعلق زبردست تشویش کا اظہار کیا گیا تھا۔ اپنی ظاہری ہیئت میں یہ آرڈیننس اشخاص کو آزادی اور تحفظ کے حق، آمرانہ گرفتاری اور حراست سے آزادی کے حق، غور و فکر، اظہار خیال اور آزادی ضمیر و مذہب کے حق، مذہبی اقلیتوں کے اپنے مذاہب کے اعلان اور اس پر عمل کرنے کے حق اور مؤثر قانونی تحفظ کے حق کی پامالی کرتا ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل حکومت پاکستان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ احمدیوں کی مذہبی آزادی پر اثر انداز ہونے والے تمام قوانین کو واپس لے تاکہ انہیں ضمیر کے قیدی بننے یا آزادی مذہب کے حق کو استعمال کرنے کی طرح کے دوسرے حقوق انسانی کو پامالی کا شکار ہونے سے بچایا جائے۔

پس منظر

جماعت احمدیہ کی تاسیس (حضرت) مرزا غلام احمد نے انیسویں صدی کے آخر میں رکھی۔ احمدی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں لیکن قدامت پرست مسلمان انہیں گمراہ خیال کرتے ہیں کیونکہ وہ بانی سلسلہ کو مسیح

موعود قرار دیتے ہیں۔ قدامت پسندوں کے نزدیک ان سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ (احمدیوں کے نزدیک) حضرت نبی کریمؐ خاتم النبیین نہیں ہیں جبکہ احمدیوں کا موقف یہ ہے کہ ان کے عقیدے سے حضرت نبی اکرمؐ کے مقام ختم نبوت سے انکار کا کوئی پہلو نہیں نکلتا کیونکہ (حضرت) مرزا غلام احمد نے شریعت کا کوئی (نیا) حکم لانے کا دعویٰ نہیں کیا جو قرآن کریم میں کسی قسم کا اضافہ کر سکے یا اس کا قائم مقام اور متبادل بن سکے۔ (حضرت) مرزا غلام احمد اپنے آپ کو مہدی یعنی نبی کریمؐ کا ظل سمجھتے ہیں اور اسلام کے احیاء کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ ان اختلافات کے نتیجہ میں احمدیوں کو بعض اسلامی ممالک میں تفریق اور تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

1970ء کی دہائی کے درمیانی عرصہ میں سعودی عرب کی طرف سے قائم کردہ عالمی مسلم لیگ نے دنیا بھر کی مسلمان حکومتوں سے احمدیوں کے خلاف کاروائی کرنے کی اپیل کی تھی۔ تب سے سعودی عرب میں احمدیوں پر پابندی عائد ہے۔

دنیا میں احمدیوں کی تعداد کا تخمینہ کوئی ایک کروڑ ہے جن میں سے 30 لاکھ سے زائد اس وقت پاکستان میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کا مرکز ربوہ ہے جو پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع جھنگ میں واقع ہے۔

احمدیوں کو قید میں ڈالنے اور سزائے موت دینے کیلئے قانون سازی

1974ء میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے ایک آئینی ترمیم پیش کر کے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

صدر ضیاء نے 5 جون 1977ء کو ایک فوجی انقلاب کے ذریعہ جس نے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا، اقتدار سنبھال لیا۔

جماعت احمدیہ پر پابندی عائد کرنے کی وجہ سے صدر ضیاء کے متعلق بعض مبصرین کا یہ نظریہ ہے کہ وہ ان بنیاد پرست اسلامی جماعتوں کے دباؤ کے تحت یہ سب کچھ کر رہے تھے جن پر وہ اپنی حکومت کی حمایت

حضرت امام جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"میری تو دن رات کی یہ تمنا ہے۔ دن رات دل میں ایک آگ لگی ہوئی ہے۔ میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ اس لئے اللہ مجھے یاد کرواتا رہے گا اور میں یاد رکھوں گا اور آپ کو بھی یاد کرواتا رہوں گا۔ لیکن اگر آپ نے غفلت کی وجہ سے اس بات کو بھلا دیا تو یاد رکھیں کہ آپ خدا کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ اسلئے نہ خود بھولیں اور نہ دوسروں کو بھولنے دیں۔ آج جماعت کی سب سے بڑی اور سب سے اہم ذمہ داری خدا کا پیغام دوسروں تک پہنچانا ہے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست

کے لئے انحصار کرتے تھے۔ 1984ء کے اوائل میں بنیاد پرست ملاؤں نے مبینہ طور پر یہ اعلان کیا کہ اگر 30 اپریل 1984ء تک احمدیوں کے خلاف مزید کاروائی نہ کی گئی اور اگر احمدیوں کے خلاف 1974ء کے آئینی ترمیم کا سختی سے اطلاق نہ کیا گیا تو احمدی عبادت گاہوں پر دھاوا بولا جائے گا اور جماعت کے اراکین کو حملوں کا نشانہ بنایا جائے گا۔ 26 اپریل 1984ء کو صدر ضیاء نے آرڈیننس 20 مجریہ 1984ء کا اعلان کر دیا۔ اس آرڈیننس کے ذریعہ تعزیرات پاکستان میں ترمیم کر کے دفعہ B۔298 اور C۔298 نافذ کی گئی ان کے تحت احمدیوں کے لئے یہ فوجداری جرم قرار دیا گیا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں ایسے نام یا خطاب استعمال کریں جو حضرت رسول کریمؐ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ مسلمانوں جیسی عبادت کریں یا اپنے عقیدے کی تبلیغ کریں۔

احمدیہ جماعت کے اراکین کی طرف سے صدارتی حکم اور تعزیرات میں ترمیم کو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہونے کے لحاظ سے بذریعہ پیٹشن فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا لیکن دونوں درخواستیں مسترد ہو گئیں۔ 1986ء میں فوجداری قانون ترمیم ایکٹ 1986ء کے ذریعہ تعزیرات پاکستان میں مزید ترمیم کی گئی اور دفعہ C۔295 کا اضافہ کیا گیا جس کے مطابق پیغمبر اسلام کے نام کی ہتک کرنے کے فوجداری جرم کی سزا موت یا عمر قید قرار دی گئی۔ میاں نواز شریف کی حکومت نے 1991ء میں تعزیرات پاکستان میں مزید ترمیم کی۔ پاکستان کی وفاقی کابینہ نے 29 جون 1991ء کو دفعہ C۔295 میں ترمیم کرنے کا فیصلہ کیا جس کی رو سے عمر قید کی متبادل سزا کو ختم کر دیا گیا۔ اور اس ترمیم کے مطابق توہین رسالت کے فوجداری جرم کی سزا لازمی طور پر موت ہے۔ احمدیوں کا اپنے آپ کو نبی کریمؐ کی طرف منسوب کرنا قدامت پسند مسلمانوں کے نزدیک رسولؐ خدا کی توہین کرنا ہے۔

7 جولائی 1991ء کو صدر اسحٰق کے نافذ کردہ 1991ء کے آرڈیننس 21 کے تعزیرات پاکستان میں ترمیم کر کے کسی گروہ کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کی زیادہ سے زیادہ سزا بڑھا کر دس سال کر دی گئی ہے۔

احمدیوں کے انسانی حقوق کی پامالی۔ عمومی صورت حال

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

تعزیرات پاکستان کی دفعات B-298 کے تحت احمدیوں پر اکثر فرد جرم عائد کی جاتی ہے اور سزائیں سنائی جاتی ہیں۔ "نوائے وقت" کی 11 ستمبر 1988ء کی رپورٹ کے مطابق ستمبر 1988ء تک تقریباً 3113 احمدیوں پر آرڈیننس 20 کے تحت مقدمے درج کئے گئے تب سے احمدیوں کے کئی کیس جو اس آرڈیننس کے تحت عدالت میں پیش ہو کر سزا یافتہ بنے ایمنسٹی انٹرنیشنل کے علم میں آئے ہیں۔

دفعات B-298، C-298 اور C-295 کے تحت جن احمدیوں پر مقدمات چلائے گئے ان میں بھاری اکثریت کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا اور بعض اوقات انہیں عدالت میں پیش ہونے کے لئے کئی مہینوں اور بعض دفعہ کئی سالوں کے طویل عرصہ تک انتظار کرنا پڑا۔

1990ء اور 1991ء میں احمدیوں کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی

ایسے کئی احمدیوں کے معاملات جن پر اپنے عقیدے پر پر امن طریقہ سے عمل پیرا ہونے کے باعث مقدمات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(ا) ایبٹ آباد جو شمال جنوبی سرحدی صوبہ میں واقع ہے میں 10 جولائی 1990ء کو تقریباً 55 احمدی نماز با جماعت کے لئے ایک نجی اقامت گاہ میں اکٹھے ہوئے۔ ایک مقامی اسلامی گروپ ختم نبوت یوتھ فورس نے مبینہ طور پر اس اجتماع کی رپورٹ ڈپٹی کمشنر ایبٹ آباد کو کر دی۔ اگلے روز پولیس نے نماز کے اس اجتماع کے بارہ شرکاء پر نماز ادا کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی وجہ سے دفعہ C-298 کے تحت مقدمہ درج کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی قانون اور نظم و ضبط میں خلل اندازی کرنے کے باعث ان پر دفعہ 16 اور دفعہ 108 کے تحت بھی فرد جرم عائد کی گئی باوجود اس حقیقت کے کہ ان کا نجی رہائش گاہ میں یہ اجتماع بادی النظر میں پر امن نوعیت کا تھا۔ اگلے چند روز میں ان میں سے پانچ افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتاری کے کوئی ساڑھے تین ماہ بعد اپریل 1990ء کے آخر میں انہیں ضمانت پر رہائی ملی۔

ایبٹ آباد کیس کے ایک ملزم کرامت اللہ کو جو ایک سن رسیدہ تاجر تھے کئی دوسرے احمدیوں کی طرح بار بار گرفتار کیا گیا اور خوف و ہراس میں مبتلا کیا گیا۔ اس سے پہلے انہیں جون 1984ء میں کچھ مسلمانوں کو السلام علیکم کہنے پر گرفتار کیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں ضمانت منظور ہونے تک وہ 26 جون تک پولیس کی حراست میں رہے پھر مارچ 1985ء میں انہیں ایک شخص کے مذہبی اعتقادات کی عمداً وعداوتاً ہتک کرنے کے جرم میں مجسٹریٹ نے چھ ماہ کی قید معہ جرمانہ سنائی۔ کئی دن جیل میں رہنے کے نتیجہ میں ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

کرامت اللہ اور ان کے ایبٹ آباد کے ساتھیوں

کے کیس وسط 1991ء تک سماعت کے لئے پیش نہیں کئے گئے حتیٰ کہ کرامت اللہ کے وکیل نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو اطلاع دی کہ کرامت اللہ اور نو دوسرے آدمی 30 جون 1991ء کو مشکوک حالات میں کار کے ایک حادثہ میں لقمہ اجل بن گئے۔

(ب) نومبر کے آخر میں دو احمدی دوکاندار بھائیوں محمد حنیف اور محمد احسن میں سے ہر ایک کو صوبہ پنجاب کے شہر ملتان میں چھ سال قید اور بھاری جرمانے کی سزا سنائی گئی۔ انہیں مبینہ طور پر اپنے عقیدہ کی تبلیغ کرنے کی وجہ سے تعزیرات پاکستان کی دفعہ B۔298 اور دفعہ C۔298 کے تحت مجرم پایا گیا تھا۔

وسط دسمبر 1990ء میں ربوہ (پنجاب) کے دو دوکانداروں کو الگ الگ گاہکوں کو دینی کتب فروخت کرنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا۔ دونوں پر C۔298 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا کیونکہ احمدیہ عقیدہ سے متعلق کتابیں فروخت کرنے کو تبلیغ کرنا سمجھا جاتا ہے۔ اب دونوں ضمانت پر رہا ہیں۔

(ج) ایمنسٹی انٹرنیشنل کے علم میں آنے والا تازہ ترین کیس سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کے چھ احمدی حضرات کا ہے جن پر دفعہ C۔295 اور C۔298 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے اطلاع کے مطابق مقامی مولوی سلمان منیر کی تحریری شکایت پر پولیس پارٹی نے 9 جولائی 1991ء کو سمبڑیال میں احمدیہ بیت الذکر پر چھاپہ مار کر وہاں پر نماز کے لئے جمع ہونے والے احمدیوں سے پوچھ گچھ کی۔ ان پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے دیواروں پر کلمہ شریف لکھا ہے اور اس طرح مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ ملزمان نے اس امر سے انکار کیا کہ انہوں نے دوبارہ کلمہ لکھا ہے لیکن یہ بیان کیا کہ 1986ء میں تحریر کردہ کلمہ شریف کی عبارت پر پولیس نے رنگ پھیر دیا تھا اور حالیہ تیز بارشوں میں سفیدی اتر جانے سے کلمہ شریف کی عبارت دوبارہ نمایاں ہو گئی تھی۔

(د) گزشتہ برسوں کی طرح 1990ء اور 1991ء میں بھی بہت سے احمدی حضرات کے متعلق رپورٹ ملی ہے کہ انہیں کلمہ شریف کے بیج لگانے، السلام علیکم کہنے اور عید کارڈوں پر مسلمانوں کی طرح کے کلمات استعمال کرنے کے جرم میں ملزم گردانا گیا اور بعض اوقات سال کے لگ بھگ کی سزائے قید دی گئی۔ مثال کے طور پر رپورٹ کے مطابق 10 جنوری 1991ء کو پولیس نے منڈھی بہاؤالدین کے ایک مقامی تاجر عبدالرشید کو اس جرم میں گرفتار کر لیا کہ اس نے اپنی ورکشاپ کے افتتاح کے موقع پر ایسے دعوت نامے تقسیم کئے تھے جن پر رسمی کلمات السلام علیکم اور انشاء اللہ درج تھے۔ اس پر دفعہ C۔298 کے تحت کیس درج کیا گیا۔ مقامی مجسٹریٹ نے ضمانت لینے سے انکار کر دیا اور سیشن جج کے ضمانت منظور کرنے تک عبدالرشید کو نو دس روز کے لئے پولیس کی حراست میں رہنا پڑا۔

یوں بھی ہوا ہے کہ بعض اوقات افراد کی بجائے پوری احمدیہ جماعت کے خلاف مقدمات درج کر لئے گئے۔ رپورٹ کے مطابق دسمبر 1989ء میں پولیس نے

ربوہ کی قریباً پچپن ہزار کی پوری آبادی کے خلاف اپنے عقیدہ کے مطابق کار بند ہونے پر ایف۔ آئی۔ آر درج کرلی۔

احمدیوں پر حملوں اور خوف و ہراس کی دوسری صورتیں 1984ء میں احمدیوں کے خلاف قانون منظور ہونے سے پہلے بھی اراکین جماعت کو تفریق کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ جیسے کہ ملازمت اور تعلیمی سہولتوں کے سلسلے میں، احمدی بیوت الحمد پر غیر احمدیوں کی طرف سے اکثر حملے ہوتے تھے اور ان بیوت کی دیواروں پر تحریر شدہ قرآنی آیات پر رنگ پھیر دیا جاتا تھا۔ اور احمدیوں کی نمازوں میں خلل ڈالا جاتا تھا۔

1984ء کے آرڈیننس 20 کے نفاذ نے پاکستان میں ایسی فضاء کو مزید گھمبیر بنا دیا ہے۔ جس سے احمدیہ جماعت کے اراکین مختلف قسم کے حملوں اور خوف و ہراس کا مزید نشانہ بننے لگے ہیں۔ احمدیوں کے بیوت الحمد کی بے حرمتی اور نجی گھروں پر حملے آئے دن کا سانحہ بن گئے ہیں۔ اس قسم کی ایک تازہ یورش 3 اگست 1990ء کو اور نگی ٹاؤن کراچی میں ہوئی۔ بتایا جاتا ہے کہ احمدیہ بیت الحمد کو تباہ کر دیا گیا اور قریبی مربی ہاؤس کو آگ لگادی گئی۔

جلسہ سالانہ پر 1984ء سے پابندی عائد ہے۔ اگر احمدی اخباروں اور رسالوں میں شائع ہونے والے مضامین کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ وہ قدامت پرست مسلمانوں کے جذبات کو انگیخت کرنے والے ہیں تو اکثر اوقات ان کی اشاعت پر پابندی عائد کر دی جاتی ہے۔ 1990ء میں احمدیہ روزنامہ "الفضل" کو اور رسائل "مصباح" "تحریک جدید" (اور "خالد" - مدیرا) "تشحیذ الاذہان" اور انصاراللہ کی اشاعت مختلف مدت کے لئے ممنوع قرار دی گئی۔

معلوم ہوتا ہے قانون نافذ کرنے والے حکام ان احمدیوں کو مناسب تحفظ اور تلافی مہیا نہیں کرتے جنہیں غیر احمدیوں کی طرف سے دھاوے یا حملے یا اشتعال کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اپریل 1989ء میں پنجاب کے شہر ننکانہ صاحب میں بسنے والے احمدیوں پر غیر احمدیوں کا ایک جتھہ حملہ آور ہوا اور انہوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ان کے گھروں اور املاک کو نذر آتش کر دیا۔ اگرچہ اطلاع کے مطابق پولیس نے 60 افراد کو گرفتار کرلیا لیکن کہا جاتا ہے کہ انہیں اگلے روز ہی رہا کر دیا گیا۔ صوبہ پنجاب میں چک سکندر کے مقام پر 16 جولائی 1989ء کو اسی قسم کا حملہ بولا گیا جس کے نتیجہ میں تین احمدی اور ایک مسلمان جاں بحق ہوگئے اور احمدیوں کی بہت سی املاک تباہ ہوگئیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے علم کے مطابق پنجاب گورنمنٹ نے چک سکندر میں قتل و غارت اور مقامی پولیس کی احمدیہ جماعت کی حفاظت میں ناکامی سے متعلق کوئی تفتیش نہیں کی۔

احمدیہ جماعت کے ترجمان نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو یہ بھی بتایا کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا شکار ہونے والے احمدی عام طور پر حکام کے پاس مقدمات درج ہی نہیں کراتے کیونکہ انصاف کے حصول

کی امید نہیں ہوتی یا اس لئے کہ انہیں پاکستان میں مسلم اکثریت کی طرف سے جوابی کاروائی کا خوف دامن گیر رہتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے انسانی حقوق سے متعلق ایمنسٹی انٹرنیشنل کی تشویش

ایمنسٹی انٹرنیشنل کو اس بات پر تشویش ہے کہ پاکستان میں افزوں تر سخت قوانین کے تحت جماعت احمدیہ کے افراد کو محض مذہبی آزادی کا حق استعمال کرنے پر، جس میں دوسروں کے سامنے انفرادی یا اجتماعی طور پر اپنے دین کا اظہار کرنے کا حق بھی شامل ہے، قید میں ڈالا جاسکتا ہے حتیٰ کہ سزائے موت بھی دی جاسکتی ہے۔

آرڈیننس 20 کے قوانین کے مطابق مذہبی عقیدہ کی بنا پر قید کی سزا روا رکھی گئی ہے جو کہ انسانی حقوق کے عالمی اقرار نامہ کی دفعہ 18 کے تحت دیئے گئے اظہار مذہب کی آزادی کے حق کی خلاف ورزی ہے۔ اس دفعہ (18) کے مطابق "ہر شخص کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں اسے اپنے مذہب یا عقیدہ کو بدلنے کی آزادی بھی شامل ہے اور اس حق میں یہ آزادی بھی شامل ہے کہ وہ شخص اکیلے طور پر یا دوسروں کے ساتھ مل کر، کھلم کھلا یا پوشیدہ طور پر اپنے مذہب اور عقیدہ کو تدریس عمل، عبادات اور تقریب کے رنگ میں آشکار کرے"۔

(یہ آرڈیننس 20) اقوام متحدہ کے اس اقرار نامہ کے بھی خلاف ہے جو نارواداری او مذہب اور عقیدہ کی بنا پر امتیاز برتنے کی تمام صورتوں کے خاتمہ کے بارہ میں ہے اور جس کا وعدہ جنرل اسمبلی نے نومبر 1981ء میں کیا تھا۔ درحقیقت اگست 1985ء میں اقوام متحدہ کے نفرتوں کی روک تھام اور اقلیتوں کے تحفظ کے سب کمشن نے ایک قرارداد پاس کی تھی جس میں آرڈیننس 20 پر سخت تشویش ظاہر کی گئی اور اس کی منسوخی کی اپیل کی گئی۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کو اس بات پر تشویش ہے کہ اس وقت بہت سے احمدی فقط اپنے مذہب کی آزادی کے حق کو استعمال کرنے کی وجہ سے قید میں ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل ان لوگوں کو "ضمیر کے قیدی" تصور کرتا ہے یعنی ایسے مرد اور عورتیں جن کو عقیدے، رنگ، جنس، نسل و نسب، زبان اور مذہب کی وجہ سے قید میں ڈالا جاتا ہے جب کہ انہوں نے نہ تشدد کا استعمال کیا اور نہ ہی اس کی حمایت کی۔ جماعت احمدیہ کے بہت سے افراد ضمانت پر رہا ہیں لیکن ان کے

خلاف فوجداری مقدمات زیر سماعت ہیں۔ اگر انہیں مجرم قرار دے دیا گیا تو وہ "ضمیر کے قیدی" بن جائیں گے۔

مذہبی نزاع کی صورت میں اقلیت کے بنیادی حقوق کی نگہداشت کرنا حکام کی ذمہ داری بن جاتی ہے جس میں کسی شخص کی آزادی اور سلامتی کا حق بھی شامل ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کو اس بات پر تشویش ہے کہ پاکستانی حکام نے ان حقوق کی حفاظت اور اکثریت کی طرف سے حملے کی صورت میں موزوں تلافی کے لئے ہمیشہ مؤثر اقدامات نہیں کئے ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کو اس بات پر بھی تشویش ہے کہ پاکستان میں احمدیہ جماعت کے افراد کے اظہار خیال کی آزادی اور آپس میں میل جول کی آزادی کا مؤثر طور پر تحفظ نہیں کیا گیا۔

حکومت پاکستان کیلئے سفارشات

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے احمدیوں کے انسانی حقوق کی پامالی سے متعلق اپنی تشویش کا اظہار پاکستان میں اقتدار میں آنے والی یکے بعد دیگرے حکومتوں کے سامنے کیا ہے۔ 1985ء اور 1986ء میں اس ادارے نے احمدیوں کو مارشل لاء عدالتوں کی طرف سے ملنے والی سزاؤں پر اپنی توجہ مرکوز رکھی۔ یہ سزائیں ایسی سماعتوں کے بعد دی جاتی تھیں جن میں زبردست بے ضابطگیاں پائی جاتی تھیں۔ جولائی اگست 1989ء میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ایک وفد نے مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے اعلیٰ افسران سے ملاقات کی اور انہیں احمدیوں کے انسانی حقوق کی مسلسل خلاف ورزی سے متعلق ایمنسٹی انٹرنیشنل کی تشویش و بے چینی سے آگاہ کیا۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے پاکستان میں یکے بعد دیگرے اقتدار میں آنے والی حکومتوں پر زور دیا ہے کہ وہ سزائے موت کو منسوخ کرنے پر غور کریں اور اس ضمن میں پہلے اقدام کے طور پر سزائے موت کی ذیل میں آنے والے جرائم کی تعداد میں کمی کریں۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل حکومت پاکستان پر زور دیتا ہے کہ

- O تمام ضمیر کے قیدی احمدیوں کو غیر مشروط اور فوری طور پر رہا کر دیا جائے۔
- O ان دفعات کے تحت احمدیوں پر چلائے جانے والے مقدمات کو خارج کیا جائے جن سے احمدیوں کے مذہبی آزادی کے حق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295C میں ترمیم کے فیصلے پر نظر ثانی کی جائے۔
- O ان سب قوانین کو واپس لیا جائے جو مذہب کی آزادی پر اثر انداز ہوتے ہیں جیسا کہ ان کے (یعنی احمدیوں کے) عقیدہ کے

اظہار، اس پر عمل کرنے اور اس کی تشہیر کرنے کی آزادی اور اظہار اور میل جول کی آزادی سے متعلق قوانین۔

○ ایسے موجود قوانین کا زیادہ سختی سے نفاذ کیا جائے جو کسی شخص کی آزادی اور سلامتی کے حق کا تحفظ کرتے ہیں۔ خاص طور پر پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کے اس قسم کے حق کا۔

○ 1989ء میں ننکانہ صاحب اور چک سکندر میں ہونے والی قتل و غارت سے متعلق غیر جانبدارانہ انکوائری قائم کی جائے اور ایسی انکوائری کی کھوج کو منظر عام پر لایا جائے اور اس قتل و غارت کے ذمہ دار اشخاص کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا جائے اور ان کو سزا دی جائے۔

○ حقوق انسانی کے عالمی معیار کو اپنایا جائے یعنی نارواداری اور مذہب اور عقیدہ پر مبنی تفریق کی تمام صورتوں کا مکمل طور پر خاتمہ۔

جماعت احمدیہ خدمتِ خلق کے میدان میں

مرا مقصود و مطلوب و تمنّا خدمتِ خلق است

مجالس خدّام الاحمدیہّ کی نمایاں مساعی کی ایک جھلک

عالمگیر جماعت احمدیہ دنیا بھر میں مختلف میدانوں میں خدمت خلق کے جذبہ کے تحت بلاتمیز رنگ و نسل و مذہب و ملت بنی نوع انسان کی خدمت میں مصروف عمل ہے زیر نظر رپورٹ میں صرف پاکستان کی چند ایک مجالس (خدام الاحمدیہ) کی خدمت خلق کی مساعی کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔(یہ رپورٹ یکم نومبر ۹۱ء سے اگست ۹۲ء تک کی ہے)

جماعت احمدیہ خدمت خلق کے میدان میں

ضلع لاہور :-

ضلعی انتظام کے تحت قصور میں تین فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے گئے جن میں ۳۱۲ مریضوں کو طبی مشورہ اور مفت ادویات فراہم کی گئیں۔

۲۱۳ اسیران میں ۴۰۰۰ روپے کی ضروریات زندگی کی مختلف اشیاء تقسیم کی گئیں۔

مجلس گلشن پارک لاہور :- نے پانچ فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے۔ ۹۲ مستحقین میں کپڑوں کے ۹۲ جوڑے ' ۶ جوڑے جوتیاں اور ۲۰ کلو آٹا تقسیم کیا۔

مجلس وحدت کالونی لاہور :- نے ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا۔ مجلس کے ۳۶ خدام نے ۴ ہسپتالوں میں زیر علاج ۱۲۰ مریضوں میں ۱۲۴۲ روپے کے تحائف تقسیم کئے۔ ۳ خدام کا ایک وفد یتامی کے ایک ادارے S.O.S.VILLAGE گیا اور وہاں ۹۰ بچوں میں ۳۶۰ روپے کی مٹھائی تقسیم کی۔ مجلس کے ۶ حلقہ جات، کے ۴۰ خدام نے غرباء کی ۵ بستیوں کے دورے کئے' ۱۱۱ گھروں میں ۲۵۸۰ روپے کے تحائف تقسیم کئے۔ ۴۵ اسیران میں ۷۴۸ روپے کی اشیائے ضرورت تقسیم کی گئیں۔ خدمت خلق سے متعلق اہم موضوعات پر چار لیکچرز کروائے۔ نیز روزمرہ ضرورت کی مختلف اشیاء ۲۵ غریب گھرانوں میں تقسیم کرنے کے لئے ربوہ بھجوائیں۔

مجلس ڈیفنس لاہور چھاؤنی :- نے دو نہایت کامیاب فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے۔

مجلس گلبرگ لاہور :- نے ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا۔ ۳۸۰ روپے مالیت کی درسی کتب ضرورت مند طلبہ کو مہیا کیں۔

مجلس ٹاؤن شپ لاہور :- نے ۱۵۰۰ روپے غرباء کی مالی امداد پر خرچ کئے۔

مجلس کوٹ لکھپت لاہور :۔ کے سات خدام نے رضا کارانہ طور پر خون کا عطیہ پیش کیا۔

مجلس شالامار ٹاؤن لاہور :۔ ایک ماہ میں ۲۳۹۵ روپے سے مستحقین کی مالی مدد کی گئی۔

ضلع سیالکوٹ : ضلعی انتظام کے تحت ۸ فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے گئے۔ ڈسکہ شرقی، ڈسکہ غربی، ڈسکہ کوٹ اور ڈسکہ کلاں کے خدام کی بلڈ گروپنگ کی گئی۔ ایک ماہ کے دوران چار افراد کو روزگار دلوایا گیا اور ۸۷۰ روپے سے مستحق افراد کی مالی اعانت کی گئی۔

ضلع گوجرانوالہ : کی مجلس حافظ آباد نے ۱۰ فری میڈیکل کیمپس بہت باقاعدگی سے منعقد کئے۔ جن میں ڈاکٹر صاحبان نے ۱۱۸۸ مریضوں کا مفت طبی معائنہ کیا اور ۶ ہزار روپے کی ادویات مفت فراہم کیں۔

ضلع ملتان : ضلعی انتظام کے تحت فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے گئے۔ جن میں مریضوں کو طبی مشورہ دیا اور ضرورت مند مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی گئیں۔ غریب طلبہ کو درسی کتب مہیا کی گئیں۔ نیز عید کے روز ۱۰۰۰ روپے کی مٹھائی اسیران میں تقسیم کی گئی۔

مجلس حسین آگاہی ملتان : کے ۵ خدام اور ۴ اطفال نے ایدھی سنٹر جاکر ۷۵۰ روپے کے تحائف بچوں میں تقسیم کئے۔

مجلس گلگشت کالونی ملتان : کے ۲۰ خدام نے غرباء میں تحائف تقسیم کئے۔ ۸ خدام نے رضاکارانہ طور پر خون کا عطیہ پیش کیا۔ نیز ایک خادم کو ملازمت دلوائی گئی۔

ضلع پشاور : ضلعی انتظام کے تحت پانچ فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے گئے۔ جن میں ڈاکٹر صاحبان نے مریضوں کو طبی مشورہ دیا۔

مجلس نوشہرہ : نے دو فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے۔

ضلع میرپور آزاد کشمیر : ضلعی انتظام کے تحت قیادت علاقہ راولپنڈی کے تعاون سے چار فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے۔ جن میں مریضوں کو طبی مشورہ دیا۔

قیادت کے زیر انتظام مورخہ یکم مئی کو میرا بھڑکا میں ایک فری ڈسپنسری کا اجراء کیا گیا۔

ضلع فیصل آباد : ضلعی انتظام کے تحت ایک ماہ کے دوران ۴ افراد کو دس ہزار روپے قرضہ حسنہ دیا گیا۔ ۱۰ مستحق افراد کی ۱۵۰۰ روپے سے مالی مدد کی گئی۔ ایک ماہ میں ۲۸ خدام نے رضاکارانہ طور پر خون کا عطیہ پیش کیا۔

مجلس دارالذکر فیصل آباد : نے تین فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے۔ جن میں کوالیفائیڈ ڈاکٹرز نے طبی مشورے دیئے۔ ہفتہ خدمت خلق کے سلسلہ میں ۵۰ اسیران کو ضروریات زندگی کی اشیاء فراہم کیں، ۳۰۰۰ روپے کی نقد رقم غرباء میں تقسیم کی۔ ۲۵۰۰ روپے کی سلائی مشین ایک غریب گھرانے کی لڑکی کے جہیز میں دی گئی۔ گھروں سے ۴۵ اچھے کپڑے اکٹھے کرکے غرباء میں تقسیم کئے۔ عیدالفطر کے موقع پر غریب گھرانوں میں مٹھائی تقسیم کی۔

مجلس فضل عمر فیصل آباد : نے ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا۔ ۱۰۰ غریب گھرانوں میں آٹے کے تھیلے

تقسیم کئے۔ ضرورت مند طلبہ کو درسی کتب مہیا کیں۔

مجلس دارالنور فیصل آباد : نے ایک میڈیکل سٹور پر مستحق مریضوں کے لئے فری میڈیکل سروس جاری کی ہوئی ہے۔ ایک ماہ کے دوران ۵۵ مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں۔ اور ۴۲ مریضوں کے مختلف لیبارٹری ٹیسٹ مفت کروائے گئے۔ ۱۷۱۰ روپے سے ۱۰ تھیلے آٹا' ۱۰ گھی کے ڈبے' اور ۲۰ کلو چینی ۱۰ غریب گھرانوں کو مہیا کی گئی۔ درسی کتب کی خریداری کے لئے ۵ مستحق طلبہ کی ۵۰۰ روپے سے مالی اعانت کی گئی۔ تین غریب طلبہ کی سکول فیس ادا کی گئی۔

ضلع سرگودھا : ضلعی انتظام کے تحت ۵ فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے گئے۔ جن میں طبی مشورے دیئے گئے۔ ایک ماہ میں چھ خدام کو روزگار مہیا کیا گیا۔ ۲۵ بیروزگار خدام کی راہنمائی کی گئی۔

مجلس چک نمبر۸۷ جنوبی : کے زیر انتظام ایک فری ڈسپنسری کامیابی کے ساتھ کام کر رہی ہے۔

مجلس سرگودھا شہر : ایک ماہ میں ۸۰۰ روپے سے مستحقین کی مالی مدد کی گئی۔

ربوہ : مجلس مقامی ربوہ کے زیر انتظام ضرورت مند مریضوں کے لئے رضاکارانہ طور پر خون کے عطیہ کی فراہمی کا کام خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مستعدی کے ساتھ جاری ہے۔ صرف ایک ماہ کے دوران ۶۰ خدام نے رضاکارانہ طور پر خون کا عطیہ پیش کیا۔

مختلف حلقہ جات کے قریباً ۱۰۰ نادار بچوں کو عیدالفطر کے موقع پر نئے کپڑے سلوا کر دیئے گئے۔

ضلع اسلام آباد : ضلعی انتظام کے تحت تین فری میڈیکل کیمپس کا اہتمام کیا گیا جن میں مریضوں کو طبی مشورے دئے گئے۔

مجلس اسلام آباد شمالی اور پنڈ بیگوال کے خدام کی بلڈ گروپنگ کی گئی۔ ضلعی انتظام کے تحت کچی آبادی لیبر کالونی میں ۲۰۰ کپڑے مستحقین میں تقسیم کئے گئے۔ ۱۸ کاپیاں' ۱۳ نئی کتب' ۳۰ پرانی کتب اور ۱۳ بستے ضرورت مند طلبہ میں تقسیم کئے گئے۔

مجلس اسلام آباد غربی : نے مستحقین میں اشیائے خورد و نوش اور بچوں میں بستے تقسیم کئے۔

ضلع راولپنڈی : ۲۵ خدام نے ہسپتال جاکر مریضوں کی عیادت کی۔ ایک ماہ میں ۸ خدام نے رضاکارانہ طور پر خون کا عطیہ پیش کیا۔

مجلس پشاور روڈ راولپنڈی : نے قیادت ضلع کے تعاون سے دو فری میڈیکل کیمپس کا انتظام کی۔ جن میں مریضوں کا معائنہ کیا۔

مجلس گوجر خان راولپنڈی : نے چنگا بنگیال میں ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا جس میں ڈاکٹر صاحب نے مریضوں کو طبی مشورے دئے۔

مجلس واہ کینٹ : نے ہفتہ خدمت خلق کے دوران ۳۵ گھروں کے ۲۰۰ افراد کو ضروریات زندگی کی مختلف اشیا فراہم کیں۔ نیز اسیران میں دودھ' سویاں اور چینی کے پیکٹ تقسیم کئے۔

مجلس سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی : نے ۸ جوڑ کپڑے غرباء میں تقسیم کئے۔ ضرورت مند مریضوں کو ۳۶۰ روپے

کی ادویات فراہم کیں۔

ضلع اوکاڑہ : قیادت کے زیر انتظام تین فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے گئے۔

مجلس اوکاڑہ کینٹ : نے ایک ماہ میں دو خدام کو روز گار دلوایا۔

ضلع ہزارہ : قیادت ضلع کے زیر انتظام ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا گیا ۶۰۰ مریضوں کو طبی مشورے دیئے۔ اس موقع پر قریباً ۱۰،۰۰۰ روپے کی ادویات مریضوں کو مفت فراہم کی گئیں۔ ایک ماہ نے تین خدام نے رضاکارانہ طور پر خون کا عطیہ پیش کیا۔ تین خدام نے تین گھنٹے کی محنت سے دو گھروں اور افرد خانہ کو فائر بریگیڈ پہنچنے سے پہلے سے آگ سے بچایا۔

ضلع نارووال : ضلع انتظام کے تحت دو فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے گئے۔

ضلع اٹک : قیادت علاقہ راولپنڈی کے تعاون سے ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا گیا جس میں مریضوں کو طبی مشورے دئے۔

ضلع خانیوال : ہفتہ خدمت خلق کے دوران قیادت ضلع کے تحت ۸۰ نئی کتابیں اور کاپیاں اور کچھ پرانی درسی کتب مستحق طلبہ کو فراہم کی گئیں۔ غریب افراد کے گھروں میں جاکر تحائف دیئے گئے۔ ایک مستحق مریض کی آنکھوں کا آپریشن اپنے خرچ پر کروایا۔

مجلس خانیوال شہر : میں ایک فری ڈسپنسری قائم ہے۔ مجلس نے ضرورت مند مریضوں کی ضروری اشیاء لانے، لے جانے کے لئے خدام کی چار چار گھنٹے ڈیوٹی لگائی۔

مجلس چوپر ہیڈ ضلع خانیوال : میں ایک فری ڈسپنسری مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف ہے۔

ضلع کراچی

مجلس ڈرگ کالونی کراچی : ہفتہ خدمت خلق کے دوران ۸ خدام نے ہسپتال جاکر ۱۷۳ مریضوں میں ضروریات زندگی کی اشیاء کے ۲۰۰ ڈبے تقسیم کئے۔ ایک مستحق کی ۳۰۰ روپے سے مالی مدد کی گئی۔

مجلس محمود آباد کراچی : گھروں سے بچ رہنے والی ادویات اور کپڑے اور درسی کتب اکٹھی کی گئیں۔ مریضوں کی عیادت کی گئی اور ان میں تحائف تقسیم کئے گئے۔

مجلس سٹیل ٹاؤن کراچی : ۴ غریب گھرانوں کے بچوں میں تحائف تقسیم کئے گئے۔

ضلع جہلم : قیادت علاقہ راولپنڈی کے تعاون سے ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا گیا جس میں مریضوں کو طبی مشورے دئے۔ اس کیمپ کے لئے مجلس چپ بورڈ جہلم نے گھروں سے بچی ہوئی ادویات بھی اکٹھی کرکے فراہم کیں۔

ضلع بہاولپور : ضلع انتظام کے تحت ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا گیا مریضوں کا معائنہ کیا گیا۔

ضلع خوشاب : ضلعی انتظام کے تحت ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا گیا۔ ۱۰ خدام کو درسی کتب مہیا کرکے ان کی امداد کی گئی۔

ضلع کوٹلی : ضلعی انتظام کے تحت ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا گیا۔ مریضوں کو طبی مشورے دیئے۔ قریباً ۲۷۵ مریضوں کو ۷۰۰۰ روپے سے زائد مالیت کی ادویات مفت فراہم کی گئیں۔

ضلع چکوال : ایک فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ ۵۰۳ مریضوں کے مفت طبی مشورہ اور ادویات فراہم کی گئیں۔

ضلع مظفر آباد : مرکزی ٹیم کے تعاون سے دو فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے گئے۔ جن میں سے ایک کیمپ مقبوضہ کشمیر سے آئے ہوئے مہاجرین کی ایک بستی میں لگایا گیا۔

ضلع جھنگ : مرکزی ٹیم کے تعاون سے دو فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے گئے۔ ہفتہ خدمت خلق کے دوران گوشت، آلو، پیاز اور دیگر اشیائے ضرورت غرباء میں تقسیم کی گئیں۔ نیز پکا ہوا کھانا بھی مستحقین کو پہنچایا گیا۔

مجلس جھنگ صدر : نے خدام کی بلڈ گروپنگ کا انتظام کیا۔

ضلع شیخوپورہ : قیادت علاقہ لاہور کے تعاون سے ضلعی انتظام کے تحت ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا گیا۔ ہفتہ خدمت خلق کے دوران بے روزگار خدام کو کوائف اکٹھے کئے گئے اور مختلف کمپنیوں کے دفاتر سے رابطہ کرکے ۱۱ افراد کو روزگار مہیا کیا گیا۔

ضلع بھکر : مرکزی شعبہ خدمت خلق اور قیادت علاقہ سرگودھا کے تعاون سے ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا گیا جس میں مریضوں کو طبی مشورے دیئے۔

ضلع لیہ : مجلس لیہ میں ایک مرکزی میڈیکل ڈسپنسری مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف ہے۔

ضلع رحیم یار خان : ضلعی انتظام کے تحت ایک گاؤں میں جاکر بیمار جانوروں کا مفت علاج کیا گیا نیز صحت مند جانوروں کو پالنے کے جدید طریقے اور صحت بخش غذائیں بتائی گئیں۔

ضلع لاڑکانہ : ہفتہ خدمت خلق کے دوران ۲۷ احمدی بچوں، ۱۱ غیر احمدی بچوں اور ۸ صاحب حیثیت احباب سے درسی کتب حاصل کرکے مستحق طلبہ کو فراہم کی گئیں۔ ۷ غریب طلبہ کی سکول فیس ادا کی گئی۔ دو طلبہ کو سکول یونیفارم خرید کر دیئے گئے۔ دو مرتبہ ہسپتال جاکر مریضوں کی عیادت کی گئی اور ان میں ۱۶۵ روپے کے پھل تقسیم کئے گئے۔ ۲ مریضوں کی ۶۱۶ روپے کی مالی مدد کی گئی۔

ضلع مظفرگڑھ : مجلس کوٹ ادو نے ۴۰۰۰ روپے سے مستحقین کی مالی مدد کی۔

مجلس تھرپارکر : مجلس مٹھی نے دو غریب بچوں کو نئے کپڑے سلوا کر دیئے۔

مجلس کنری : کے تین خدام نے رضاکارانہ طور پر خون کا عطیہ پیش کیا۔ دو مریضوں کی ۲۵۰ روپے سے مالی مدد کی گئی۔ مستحقین میں ۶ من آٹا تقسیم کیا گیا۔ نیز قیدیوں میں تحائف تقسیم کئے گئے۔

ضلع حیدر آباد : چند ضرورت مند گھرانوں کو گندم

دلِ بیمار کے درمان و دوا ہو جاؤ
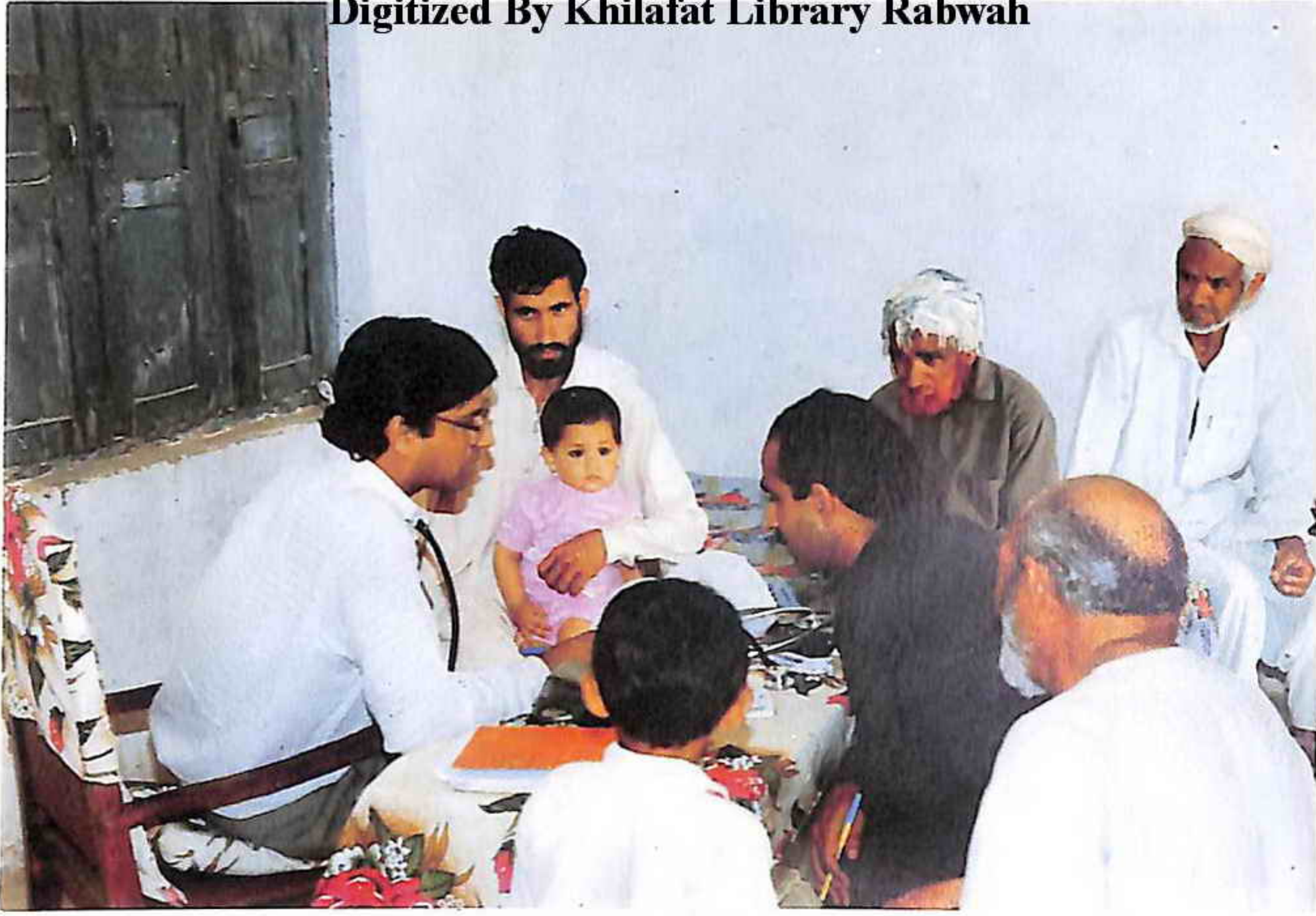
احمدیہ فری میڈیکل کیمپ میرپور آزاد کشمیر

مقبوضہ کشمیر کے مہاجرین کی بے لوث طبی امداد

احمدی ڈاکٹر دُکھی انسانیت کی خدمت کیلئے مستعد ہیں
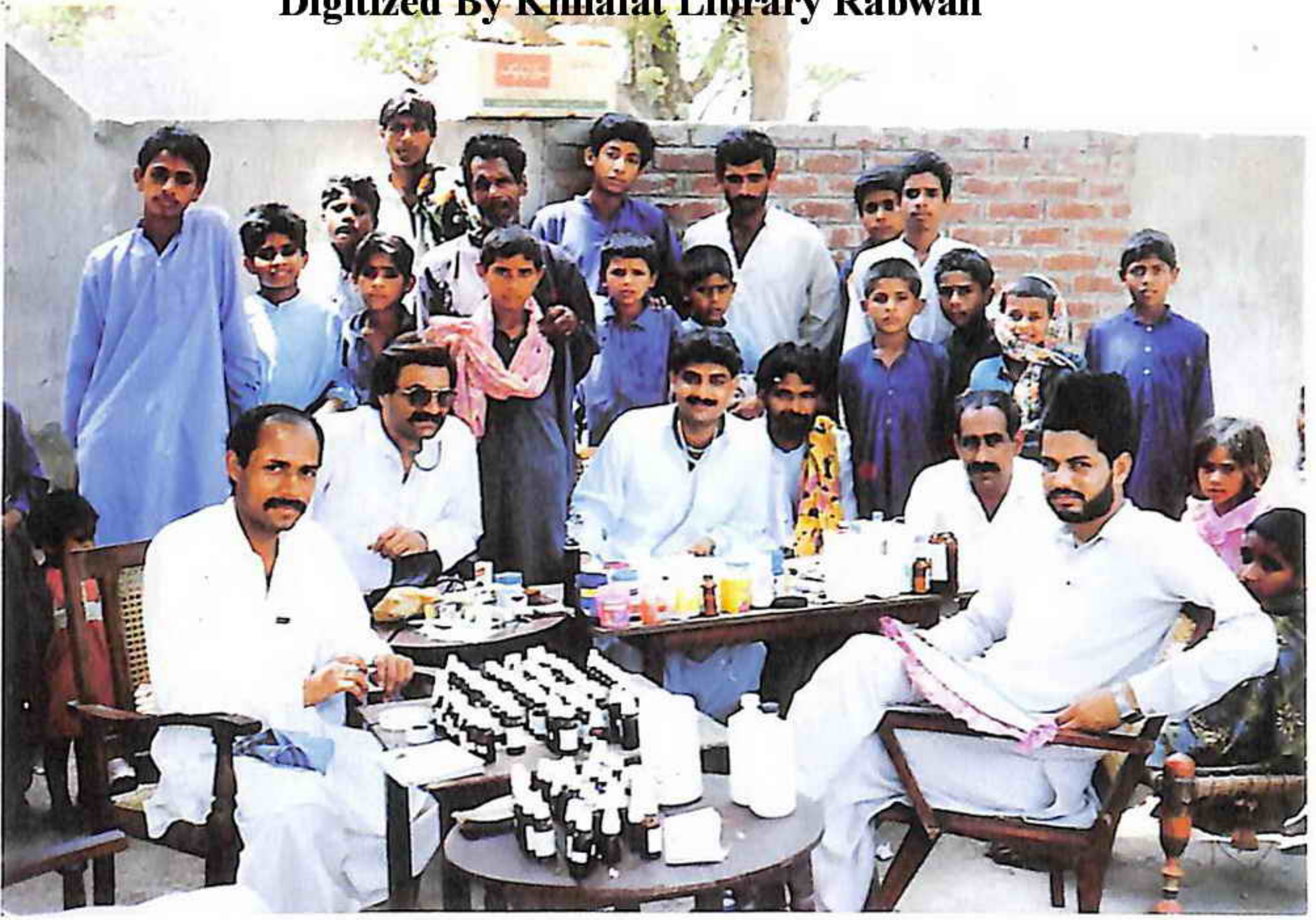
احمدیہ فری میڈیکل کیمپ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

احمدی ڈاکٹر کشمیری مہاجرین (ضلع مظفر آباد) کیلئے مُفت ادویات مہیّا کرتے ہوئے

ہم تِرے آستاں سے ہو آئے

(مکرم حافظ مظفر احمد صاحب)

الحمد للہ کہ امسال اس عاجز کو حسبِ ارشاد حضور جلسہ سالانہ برطانیہ میں بطور نمائندہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ عزیزم مبشر احمد صاحب ایاز مدیر خالد مُصر ہیں کہ ان کے سالانہ نمبر کے لئے جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۲ء کے تاثرات قلمبند کروں۔ ہر چند کہ ابتداءً مجھے ان کی یہ فرمائش پوری کرنے میں تردّد رہا اور طبعًا نادانستہ خود نمائی کے اندیشہ ہائے دور دراز مانع رہے مگر بالآخر ان کے اصرار پر ہتھیار ڈالنے ہی پڑے اور اب افادہ عام کے پیش نظر یہ سطور سپرد قلم کر رہا ہوں۔

سوئے مغرب سفر کا یہ تیسرا موقع تھا اس لئے سابقہ تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور کم خرچ بالا نشیں کے نسخے پر عمل کرتے ہوئے پروگرام اس طرح طے پایا کہ ایروفلوٹ کی نسبتاً سستی ایئر لائن کے ذریعہ کراچی سے براستہ ماسکو اوسلو (ناروے) اور آگے لندن تک کا سفر (آمدورفت) اپنے طور پر بذریعہ موٹر کار کیا جائے۔ ناروے میں عزیزم برادرم اظہر احمد مشنری انچارج ہیں۔ ۲۱ اگست سے ۲۴ اگست تک ان کے ساتھ ناروے کے مغربی خوبصورت علاقے کی سیاحت میں چند روز گزارے۔ (مکرم چوہدری عبدالغفور صاحب ایکسین جامشورو اور ان کے صاحبزادے وسیم بھی شریک سفر تھے سو خوب گزری)۔

اس ملک میں قدرت کا متنوع حسن کمال فراوانی سے چاروں طرف بکھرا پڑا ہے۔ دوران سیاحت، سمندر، پہاڑ، فیوڈز FIORDS (یہ نارویجن زبان کا لفظ ہے۔ سمندر جب پہاڑوں کے اندر گھس کر جگہ بنا لے تو ان کو فیوڈز کہتے ہیں) جھیلیں، آبشاریں، چشمے، گلیشیئرز، ہرے بھرے درخت اور سبزہ زار اس کثرت سے ملتے ہیں کہ دل بے اختیار خالق کائنات کی حمد کے ترانے گانے لگتا ہے۔ قریبًا چالیس لاکھ آبادی کے اس ملک میں کہتے ہیں کہ کوئی پونے دو لاکھ جھیلیں ہیں۔ اس لحاظ سے تو اسے جھیلوں کا خوبصورت دیس کہنا چاہیئے۔ اوسلو سے کوئی ساڑھے تین سو کلومیٹر دور ARDAL کے قریب کئی آبشاریں ہیں۔ ایک آبشار VETTI کے نام سے ہے جو ۲۸۰ میٹر کی بلندی سے گرتی ہے اور یورپ کی مشہور بڑی آبشار ہے۔ اس کا ایک نظارہ کرنے کے

بقیہ ۔۔۔۔۔۔

لئے دس کلو میٹر پیدل فاصلہ طے کر کے جانا پڑا تاہم اس کا حسین منظر دیکھ کر تمام کوفت دور ہو گئی۔

سیر سے واپسی پر اوسلو میں چند مفید جماعتی پروگرام بھی ہوئے جس میں پہلے جماعت کا تعارف کروایا گیا اور پھر احباب کے سوالات کے جواب دیئے گئے۔ یہ پروگرام ناروے ٹی وی پر اوسلو میں کئی بار نشر کیا گیا۔ دیگر ممالک کی طرح ناروے میں بھی حضور کا خطبہ سیٹلائٹ کے ذریعہ براہ راست ٹی وی پر دیکھا اور سنا جاتا ہے اور ریکارڈ کر کے اسی شام اوسلو ٹی وی پر نشر کیا جاتا ہے۔ اور غیر از جماعت حلقوں میں بھی رفتہ رفتہ مقبول ہو رہا ہے۔

ناروے میں ایک ہفتہ قیام کے بعد عزیزم اظہر کی معیت میں بذریعہ کار سات گھنٹے کا مسلسل سفر براستہ گوٹن برگ (سویڈن) طے کر کے کوپن ھیگن ڈنمارک پہنچے۔ آج کل برادرم عزیزم اظہر احمد صاحب کے پاس اس مشن کا بھی چارج ہے۔ یہاں بھی احباب جماعت اکٹھے ہوئے۔ خاکسار کی تقریر کے بعد مجلس سوال و جواب ہوئی جس میں ڈینش احباب بھی شریک ہوئے۔

اگلے روز کوپن ھیگن کی قریبی پورٹ سے بحری جہاز میں پون گھنٹہ کے خوشگوار سفر کے بعد ھمبر گ (جرمنی) پہنچے تو وہاں چند احباب لینے آئے ہوئے تھے۔ اسی شام ھمبر گ میں ایک پروگرام ہوا جس میں تقریر کے بعد سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ گھنٹہ بھر جاری رہا۔ سوال و جواب کی مجالس میں بالخصوص پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے احوال کے بارے میں اکثر استفسار کیا گیا

جس سے اس بین الاقوامی جماعت کی باہمی اخوت و یگانگت کا خوب اظہار ہوتا ہے۔ ھمبر گ سے ۲۹ جولائی کو رات ایک بجے مکرم ظہور احمد ریجنل امیر ھمبر گ کے قافلے کے ساتھ بذریعہ وین لنڈن کے لئے روانگی ہوئی اور براستہ ہالینڈ دس گیارہ گھنٹے مسلسل سفر کیا۔ پھر بحری جہاز کا سفر شروع ہوا اور چھ گھنٹے بعد انگلستان اترے۔ لنڈن مشن آتے ہی مغرب کی نماز پر تشریف لاتے ہوئے حضور انور کی شفقت بھری ملاقات سے سفر کی سب کوفت اور تھکاوٹ دور ہوئی۔

۳۰ جولائی کو اسلام آباد میں دعوت الی اللہ کا انٹرنیشنل سیمینار تھا۔ مختلف ممالک کے نمائندگان اور مربیان کرام نے اپنے تجربات اور دعوت الی اللہ کے شیریں ثمرات کا ذکر کیا۔ آخر میں حضور انور نے اپنے خطاب میں قیمتی نصائح فرمائیں۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت الی اللہ کا بہترین نمونہ اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور فرمایا آپ ﷺ کے اندر دعوۃ الی اللہ کا بے لوث جذبہ و جوش محض خدا کی محبت اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کے باعث تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے آپ کو انسان کے لئے اور خدا کے لئے مٹا دیا اور جو کچھ پایا وہ دراصل اسی کا نتیجہ تھا۔

۳۱ جولائی کو جماعت احمدیہ برطانیہ کے اس تاریخی جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا جسے پہلی بار سیٹلائٹ کے ذریعے چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ افتتاحی اجلاس میں توحید کے موضوع پر حضور انور کا معرکہ آراء اور ایمان افروز خطاب ایسی لطافت بیان اور جلالت شان اپنے

اندر رکھتا تھا کہ خذوا التوحید کے اس الہام کی یاد تازہ ہو کر معنے خوب روشن ہوئے جس میں ابنائے فارس کو توحید پر مضبوطی سے پنجہ مارنے کا حکم ہے۔

دوسرے روز پہلے وقت میں مستورات کے جلسہ میں حضور کا خطاب احمدی خواتین کی قربانیوں کے نہایت دلنشیں تذکرہ پر مشتمل تھا۔ جبکہ دوسرے وقت مردانہ جلسہ گاہ میں جماعت پر نازل ہونے والے افضال الٰہی کا خوبصورت اور دل بڑھانے والا بیان تھا۔ تیسرے روز ۲ اگست پہلے وقت میں حسب روایت انگریز مہمانوں کے ساتھ چائے اور سوال و جواب کی نہایت کامیاب نشست ہوئی۔ آخری اجلاس میں حضور نے پاکستان کی سیاسی و مذہبی تاریخ کی واقعاتی یادداشتوں کے ساتھ کچھ قومی فروگزاشتوں کا دلخراش تذکرہ بھی فرمایا اور تلافی مافات نہ کرنے کی صورت میں پاکستانی قوم اور اس کے راہنماؤں کو سخت خطرات سے متنبہ فرمایا۔ یہ عجیب توارد ہے کہ اس انتباہ کے ایک ہفتہ کے اندر پہلے سندھ میں خوفناک بارشوں کے نتیجہ میں تباہی ہوئی اور ابھی سنبھلنے نہ پائے تھے کہ ایک ماہ بعد ملک کو تاریخ کے تباہ کن ایسے بدترین سیلاب نے آگھیرا کہ طوفانِ نوح کی یاد تازہ ہو گئی اور زبانِ خلق بھی کہہ اٹھی کہ ایسی آفات ناگہانی بداعمالیوں اور خدا کے ماموروں کے انکار پر ہی آیا کرتی ہیں اور وہ اس آفتِ سماوی کو الٰہی انتباہ کا نقارہ سمجھے! خیر! ذکر تھا انگلستان کے جلسے کا، حضور کے اختتامی خطاب کے بعد حضرت بیگم صاحبہ کی یاد میں حضور کا پرسوز منظوم کلام پڑھا گیا جس کے بعض اشعار نے تو دل کو مضطرب اور جان کو سخت بے چین کر دیا۔ بالخصوص یہ شعر

تم وہی ہو تو کرو کچھ تو مداوا غم کا
جن کے تم چارہ تھے وہ درد تو سارے ہیں وہی

اور یہ شعر

منتظر کوئی نہیں ہے لبِ ساحل ورنہ
وہی طوفاں ہیں وہی ناؤ کنارے ہیں وہی

اور آخری شعر

یہ تیرے کام ہیں مولا مجھے دے صبر و ثبات
ہے وہی راہ کٹھن بوجھ بھی بھارے ہیں وہی

سچی بات تو یہ ہے کہ یہ درد انگیز کلام سن کر اختتامی دعا میں اور کوئی دعا دل سے اٹھی ہی نہیں ماسوا اس دعا کے کہ مولا ہمارے امام کے دل مضطرب کی تسکین کے سامان فرما کہ تو جانتا ہے کہ اس ایک دل کے ساتھ ایک کروڑ فدائیوں کے دل دھڑکتے ہیں۔ اس ایک دل کو قرار عطاء کر دے تا لاکھوں دلوں کو چین آجائے!!

اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت ہر دل کی یہی آرزو اور تمنا یقیناً دعا بن رہی تھی جو کیا عجب کہ عرشِ الٰہی پہ مقبول ٹھہرے۔

جلسہ کے اگلے روز عالمی شوریٰ کا پروگرام تھا جس میں بالواسطہ امام وقت کی قیمتی اصولی ہدایات اور راہنمائی سے جماعت احمدیہ عالمگیر کے نمائندے روشنی پاتے رہے۔ بلاشبہ خلافت کے بعد شوریٰ کا ادارہ جماعت کی تعلیم و تربیت اور تنظیم میں نہایت اہم کردار ادا کرتا

بقیہ ۔۔۔۔۔

خود بدلتے نہیں "انجیل" بدل دیتے ہیں

(مکرم شیخ عبدالقادر صاحب۔ لاہور)

بائبل کے نئے ترجمہ میں مسیح کی خدائی کا اعلان

بائبل کا ایک نیا ترجمہ تیرہ سال سعی و کوشش اور محنت شاقہ کے بعد 1978ء میں شائع ہوا۔ اس کا نام ہے
HOLLY BIBLE
NEW INTERNATIONAL VERSION۔ اس انگریزی ترجمہ کے لئے دنیا کے سر برآوردہ علماء نے تمام معلومہ نسخوں کو پیش نظر رکھا۔ عبرانی، آرامی، یونانی اور وادی قمران سے ملنے والے یسعیاہ نبی کے عبرانی متن کو سامنے رکھا گیا۔ یہ ترجمہ امریکن بائبل سوسائٹی نیویارک نے شائع کیا۔ ہم حیران ہیں کہ انجیل یوحنا 1/18 میں سب تراجم کے برعکس یہ لکھ دیا گیا کہ یسوع خود خدا ہے۔ عام تراجم میں ہے "خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے ظاہر کیا"۔
نیو انٹر نیشنل ورشن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"No one has ever seen God, but God the only (son), who is at the father,s side, has made him known."

خدا کسی نے کبھی نہیں دیکھا لیکن صرف خدا نے جو بیٹا ہے اور باپ کے پہلو میں ہے اسی نے ظاہر کیا۔
اس ترجمہ کی وجہ یہ ہے کہ بعض پرانے نسخوں میں یہ الفاظ موجود ہیں آج تک علماء نے ان کو قابل اعتناء نہیں سمجھا۔ اب اس متن کو جو صدیوں سے متروک ہے فائق سمجھ کر اختیار کرلیا گیا۔

1970ء میں نیو انگلش بائیبل شائع ہوئی۔ اس کے حاشیہ پر وضاحت ہے کہ یوحنا 1/18 کے تین قسم کے متن ہیں۔ بعض میں ہے "خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا لیکن صرف ایک نے جو باپ کے دل کے قریب تر ہے۔ اسی نے ظاہر کیا"۔

بعض نسخوں میں ہے کہ صرف ایک نے جو "خود خدا ہے" اسی نے ظاہر کیا۔ عام متن یہ ہے کہ خدا کے اکلوتے بیٹے نے ظاہر کیا۔ اس اختلاف نسخ سے ارتقائے عقیدہ کا پتہ لگتا ہے۔ صدیوں سے متروک متن کو سرخاب کے پر لگا کر منظر عام پر لے آ کر اس اقدام سے تحریف والحاق اور تغیر و تبدل کے ثبوت کو اظہر من الشمس کر دیا۔

بلا تبصرہ

"25 اگست 1992ء کو روزنامہ جنگ لاہور کے صفحہ آخر پر قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد کی خبر نے چونکا دیا۔ حیران ہوں باطل پرست ستاروں پر کمندیں ڈال رہے ہیں لیکن دینی جماعتیں باہمی سر پھٹول میں مصروف ہیں۔

قادیانی باطل ہونے کے باوجود بہت آگے بڑھ رہے ہیں۔ شور وغل اور ہنگامہ آرائی کے بغیر نہایت خاموشی سے وہ اپنے مقاصد کے حصول میں شب و روز مصروف ہیں۔ قادیانیوں کا بجٹ کروڑوں روپوؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔ تبلیغ کے نام پر دنیا بھر میں وہ اپنے جال پھیلا چکے ہیں۔ ان کے مبلغین دور دراز ملکوں کی خاک چھان رہے ہیں۔ بیوی بچوں اور گھر بار سے دور قوت لایموت پر قانع ہو کر افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں، یورپ کے ٹھنڈے سبزہ زاروں میں آسٹریلیا، کینیڈا اور امریکہ میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں۔ ادھر ہماری کیفیت یہ ہے کہ دینی جماعتوں کے بجٹ چند لاکھوں سے متجاوز نہیں ہوتے۔ مگر اندرون پاکستان عیسائی مشنری، ذکری اور بہائی لوگوں کو دین سے برگشتہ کرنے بلکہ مرتد بنانے میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔ ان کے تبلیغی مشن، ان کے اشاعتی پروگرام زور و شور سے جاری ہیں۔ وہ اپنے باطل مذہب کی تبلیغ کے لئے لٹریچر کے انبار لگا رہے ہیں۔ پھر وہ جدید تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہو کر سائنس کی کرشمہ سازیوں سے خوب استفادہ کر رہے ہیں۔ مگر دینی جماعتیں اور ان کے سربراہ تکفیر کی بمباری میں مصروف ہیں۔

روزنامہ جنگ نے اپنے صفحہ آخر پر یہ خبر لگائی ہے کہ مرزا طاہر احمد کا خطاب سیارے کے ذریعے چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ آسٹریلیا، افریقہ، یورپ، ایشیا۔ ہمارا عالمی روحانی اجتماع عرفات کے میدان میں حج کے موقع پر ہوتا ہے تو حج کی پوری کیفیات اور حرکات و سکنات سیارے کے ذریعے بعض ایشیائی اور افریقی ملکوں تک بمشکل پہنچائی جاتی ہیں۔ کسی ملک کے سربراہ کی تقریر یا خطاب سیارے کے ذریعے دنیا بھر میں کبھی ٹیلی کاسٹ نہیں کیا گیا۔ مختلف ممالک میں بڑی بڑی سیاسی جماعتیں اور ان کے قد آور سربراہ موجود ہیں ان کی تقریریں اور بیانات بھی پریس کے ذریعے پھیلائے جاتے ہیں۔ سیارے کے ذریعے کبھی ٹیلی کاسٹ نہیں کئے گئے۔ ہمارے ملک میں دو بڑی قومی سیاسی جماعتیں موجود ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ جس کے سربراہ محمد خان جونیجو ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی جن کی قائدہ بنت بھٹو مسز بینظیر زرداری ہیں ...... یہ دونوں جماعتیں باری باری ملک کی حکمران رہتی ہیں۔ ان دونوں لیڈروں کی تقریریں آج تک نہ ٹیلی کاسٹ کی گئیں اور نہ ہی دوسرے ملکوں میں انہیں پہنچایا گیا۔

میاں نواز شریف ملک کے وزیر اعظم اور قائد ایوان ہیں۔ صدر پاکستان غلام اسحق خان صاحب، چیف آف سٹاف

جنرل آصف نواز جنجوعہ ہیں ان کے خیالات، خطابات اور تقریریں بھی آج تک سیارے کے ذریعے ٹیلی کاسٹ نہیں کی گئیں کیونکہ سیارے کے ذریعے ٹیلی کاسٹ کر کے دور دراز ممالک تک اپنے خیالات پہنچانا بہت مہنگا کام ہے جو ہمارے جیسے غریب ملک کی بساط سے باہر ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قادیانیوں کو اتنی خطیر رقم کہاں سے ملتی ہے؟ اس قدر وافر سرمایہ انہیں کون مہیا کرتا ہے؟ ہم تو شروع سے یہ کہہ رہے ہیں کہ قادیانی سیاسی دہشت گردوں کا نام ہے۔ پہلے یہ برطانیہ کے گماشتے تھے اور برطانیہ کے لئے جاسوسی کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ محبّ وطن لوگوں کی مخبریاں کرتے اور انگریز کے تعاون سے اپنے ہاتھ رنگین کرتے تھے لیکن اب وہ امریکہ اور بھارت کے ایجنٹ ہیں۔ بھارت نے ان سے ملی بھگت کر کے انہیں اپنا آلہ کار بنایا ہوا ہے۔ "سی آئی اے" اور "را" سے ان کی گاڑھی چھنتی ہے اور امریکہ بہادر ہی ان کے وسیع اخراجات ادا کر کے اپنے مفاد کے لئے اپنا آلہ کار بنائے ہوئے ہے۔ ملک کی مختلف دینی جماعتوں کے سربراہوں کے لئے یہ سوچنے کی بات ہے کہ ان کی غفلت سے اغیار کس قدر منظم اور سائنس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اب حالات کا تقاضہ یہ ہے کہ دینی جماعتیں آپس کے جزوی اختلافات میں آزاد رہتے ہوئے اسلام کے اجتماعی مفاد کے لئے سر جوڑ کر بیٹھیں اور دشمنان دین کی خوب سرکوبی کرنا چاہیئے ورنہ اغیار ہمیں طعنہ دیں گے کہ "مسلم کا خدا کوئی نہیں"۔

مقام غور و فکر یہ ہے کہ مرزا طاہر احمد کو اس قدر فنڈ کہاں سے مل گیا؟ کس کے مالی تعاون کے بل بوتے پر ان کی تقریریں اور خطبے چار چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ ہو رہے ہیں۔ ہم پاکستان کی تمام دینی جماعتوں اور سربراہوں کو یہ دعوت فکر دیں گے کہ خدا کے لئے اسلام کی عظمت کے لئے، دین کی سربلندی کے لئے، رسول اللہ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے، صحابہ کی ناموس کی حفاظت کے لئے اکٹھے ہو جائیں جیسا کہ 1953ء میں اکٹھے ہوئے تھے ورنہ ہمیں اندیشہ ہے

"تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں"

اقبال مرحوم کی زبان میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ

"تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں"

بادنیٰ تصرف

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے پاکستانی مسلمانو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

تفصیلی مضمون کسی دوسری مجلس میں لکھیں گے۔ مضمون سمیٹنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ 25 اگست کے روزنامہ جنگ لاہور کے صفحہ آخر کی خبر کے متن کو پیش کر دیا جائے تاکہ اہل درد، اہل دانش، اہل فکر خبر پڑھ کر اس کا صحیح

تجزیہ کر سکیں اور حالات و ظروف کا جائزہ لے سکیں۔ روزنامہ جنگ بایں الفاظ سرخی لکھتا ہے

"مرزا طاہر احمد کا خطبہ چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا"۔

خبر کا متن یہ ہے۔

ربوہ۔ جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے کہا ہے کہ دنیا میں سب سے بڑی برائی جھوٹ ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ بدظنی بھی جھوٹ ہے اور دنیا کے اکثر جھگڑے بدظنی سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے والی قوموں کا رزق چھین لیا جاتا ہے۔ اس میں دیندار اور غیر دیندار کا کوئی فرق نہیں۔ جو قومیں سچ کو اختیار کرتی ہیں ان کے رزق میں برکت ملتی ہے۔ مسلم دنیا کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے پیش آیا جائے اور بھائیوں جیسے تعلقات قائم کئے جائیں۔ ان کا یہ خطبہ مواصلاتی سیارے کے ذریعے دنیا کے چار براعظموں میں ٹی وی پر دیکھا اور سنا گیا۔ ان براعظموں میں آسٹریلیا، ایشیا، یورپ اور افریقہ شامل ہیں۔ عنقریب ان کے خطبات امریکہ اور کینیڈا میں بھی اسی طرح براہ راست مواصلاتی سیارے کے ذریعہ "ڈش انٹینا" کے ذریعے دیکھے اور سنے جایا کریں گے۔

(روزنامہ جنگ 25 اگست 1992ء)

خیرات کر اب انکی رہائی میرے آقا

۱۹۸۴ء کے آرڈیننس کے نتیجے میں کئی افرادِ جماعت مختلف مقدمات میں ماخوذ ہیں اور کئی ہیں جو اس قانون کے تحت جیلوں میں بند ہیں۔ یہ چند افرادِ جماعت پوری جماعت کی طرف سے قربانی پیش کر رہے ہیں۔ قارئین تشحیذ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور ان اسیرانِ راہِ مولیٰ کو اسیری کی مشقتوں سے آزاد کرے۔ اور ہر آن اور ہر لحظہ انکی تائید و نصرت فرمائے۔

(مدیر تشحیذ)

بقیہ از ص 95

مہیا کی گئی۔

مجلس بشیر آباد نے مستحقین کو ۶۰۰ روپے کی ادویات دیں ۱۴۴۰ روپے سے ضرورت مندوں کی مالی مدد کی۔ ۴۲ خدام اور ۴ اطفال نے مین روڈ کے ساتھ اگی ہوئی جھاڑیوں وغیرہ کی صفائی کر کے گزرنے والوں کی دقت کو دور کیا۔

ضلع کوئٹہ : کے ایک خادم نے ایم ایس سی کے طلبہ کی مقالہ جات تیار کرنے میں مدد کی۔ ایک معذور فرد کی مالی مدد کی گئی۔ ایک ضرورت مند گھرانے کی ۵۵۰۰ روپے سے مالی اعانت کی گئی۔

(رپورٹ مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب مہتمم خدمتِ خلق)

اشاریہ

نومبر1991ء سے اکتوبر1992ء تک کے ماہنامہ خالد میں شائع ہونے والے مضامین کا انڈیکس

نومبر1991ء

دسمبر1991ء

جنوری1992ء

فروری 1992ء

مارچ 1992ء

اپریل 1992ء

مئی 1992ء

جون 1992ء

جولائی 1992ء

اگست 1992ء

ستمبر 1992ء

اکتوبر 1992ء

یتزوّج ویولد لہ

قیصر برادرس
نزد ٹاؤن کمیٹی کنری سندھ
نقد اور آسان قسطوں پر سلائی مشین، واشنگ
مشین، پنکھے، فرنیچر وغیرہ حاصل کریں!
پروپرائٹر
"محمد شفیق قیصر"

VISIT

Bobby Shoes

For:-

- CHILDREN SHOES OF ALL KINDS 874015 871702
- GARMENTS & TOYS 876598
- JEWELLERY 876269
- LADIES SOFTEES & CHAPPLES

20/C D-1 LIBERTY MARKET
GULBERG III, LAHORE.
PAKISTAN

علی آئیل ٹریڈرز
فون: ۲۸۷۰۵
کالونی فلور ملز روڈ
(چوک لال ملز)
فیصل آباد

PEPSI
ہمیشہ پیپسی کولا پیجئے
اسلم برادرز بلاک نمبر ۵
خانیوال

NASIR PACKAGES
اپنی مطلوبہ ضرورت کے لیئے ہم سے رابطہ کریں!
ہر سائز کے نالی دار گتے کے ڈبے بنانے والے
ناصر پیکجز
S15 نزد سمال انڈسٹریز سٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور
ٹیلیفون فیکٹری: ۸۰۱۱۸۵ ۸۰۱۵۳۲
پروپرائٹر: بشیر احمد وڑائچ۔ طاہر احمد وڑائچ

بٹ رائس ملز
بائی پاس روڈ چونڈہ
محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں
باسمتی چاول کی عمدہ اقسام کا مرکز
جدید ترین مشینری سے تیار کیا جاتا ہے!
محمد خالد بٹ مولا بخش بٹ غفار احمد بٹ
چونڈہ ضلع سیالکوٹ

خدمتِ خلق جماعتِ احمدیہ کا طرّۂ امتیاز ہے

احمدی خدّام ضلع میرپور کی ایک سڑک وقارِ عمل کے ذریعہ بنا رہے ہیں

رائے پور۔ چونڈہ ضلع سیالکوٹ کے خدّام وقارِ عمل کے ذریعہ ایک سڑک کی تعمیر میں مصروف ہیں

آل پاکستان سپورٹس ریلی (ربوہ) مارچ ۱۹۹۲ء کے چند خوبصورت مناظر

فٹ بال فائنل ربوہ بمقابلہ گوجرانوالہ کھلاڑیوں کا میجر عبد القادر صاحب صدر مجلس صحت سے تعارف کروایا جا رہا ہے

سپورٹس ریلی ۱۹۹۲ء میں مجموعی طور پر اوّل آنے پر مہتمم صاحب مقامی ربوہ مہمانِ خصوصی محترم مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ سے ٹرافی وصول کر رہے ہیں

کبڈی میں اوّل ٹیم لاہور۔ دوم فیصل آباد مہمانِ خصوصی کے ہمراہ
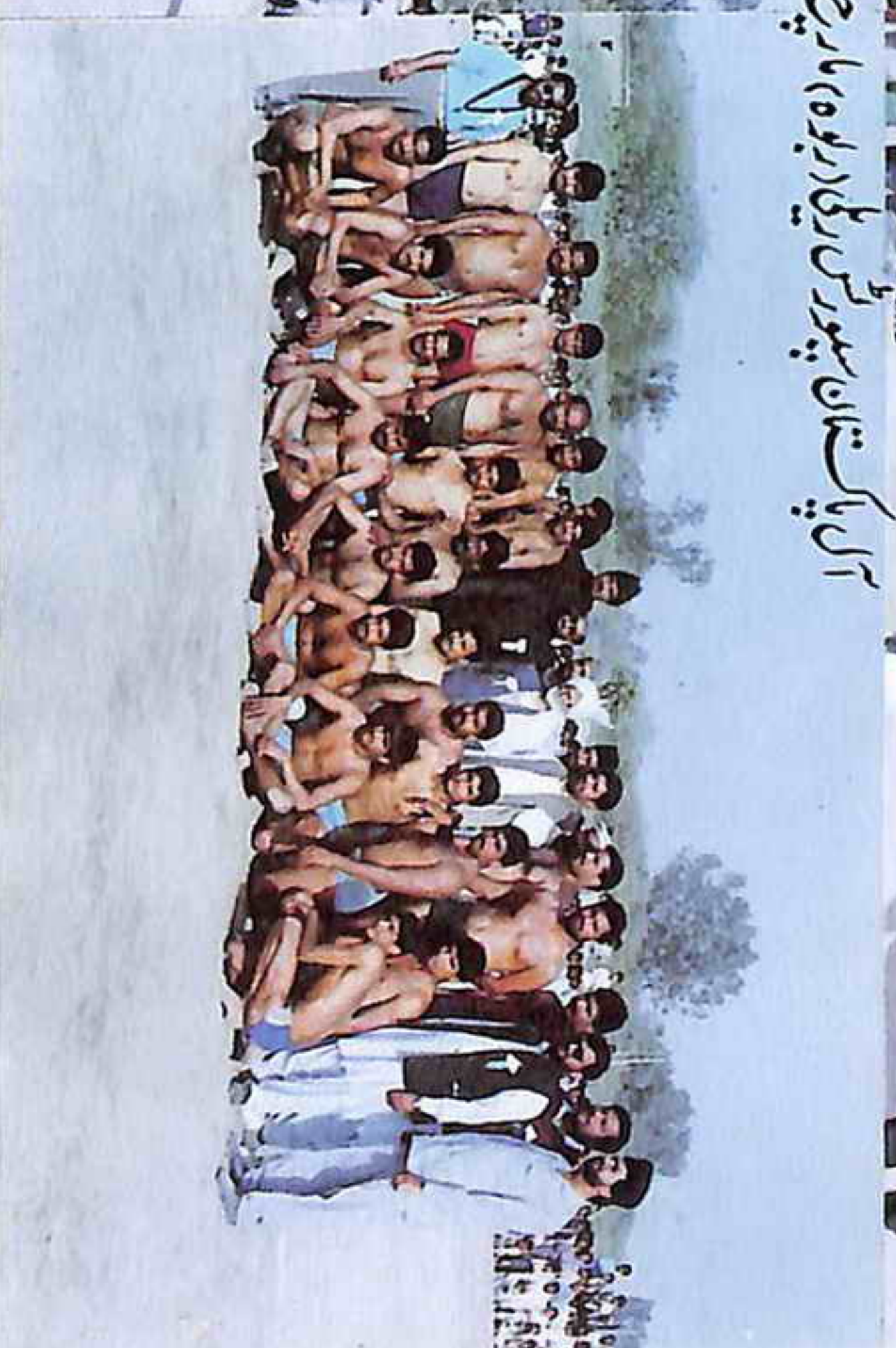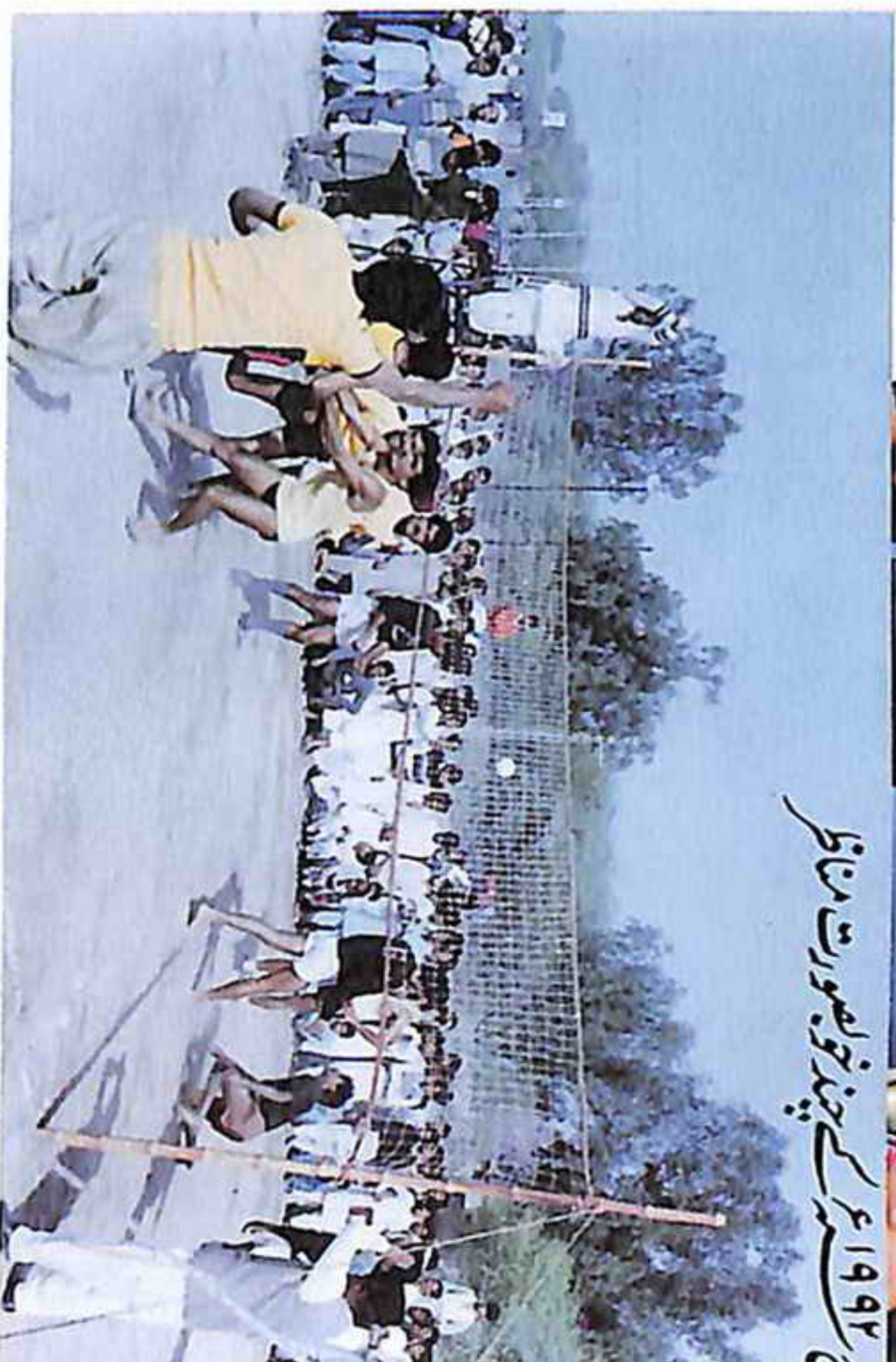
والی بال کا فائنل میچ ربوہ بمقابلہ علاقہ گوجرانوالہ

بقیہ از ص..... 99

ہے اور خلافت احمدیہ رابعہ کے عہد میں ہر ملک کی سطح پر شوریٰ کا نظام جاری ہو جانے سے بھی جماعتوں کی تنظیم و ترقی میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ ایک اور حیرت انگیز اور خوبصورت پہلو اس عالمگیر شوریٰ کا وہ وحدتِ فکر ہے جو خلافت کی عظیم الشان برکت ہے۔ کیا یہ معجزہ نہیں کہ اس عالمگیر پلیٹ فارم پر مختلف قوموں اور علاقوں کے باشندوں کی سوچ کے دھاروں کی ایک ہی جہت اور ایک ہی رخ تھا۔ ہاں ان سب سوچوں کی ایک ہی منزل تھی یعنی غلبہ دینِ حق اور رضاء باری تعالیٰ۔

اس بابرکت اور دلچسپ مجلس کا حال بھی کیا عجب ہے۔ کہیں اعلائے کلمہ حق کے لئے منصوبے بن رہے ہیں تو کہیں جماعت کے تعارف پر مشتمل فلمی دستاویز تیار کر کے دنیا بھر میں اس کی اشاعت کی تجویز زیرِ غور ہے۔ کہیں امام مہدی کی صداقت کے عظیم الشان نشان چاند سورج گرہن کے (۱۸۹۴ء) کے سو سال پورے ہو جانے پر ۱۹۹۴ء کو ایک سنگ میل بنانے اور اس کی تیاری پر غور ہو رہا ہے۔ کبھی داعیان الی اللہ کی تعلیم و تربیت اور ان کو ضروری مواد مہیا کرنے کا مشورہ ہے تو کہیں دنیا میں بہشتی مقبرہ کی شاخوں کا معاملہ زیرِ غور ہے۔ الغرض خالصۃً خدا کی خاطر مشورے دیتے ہوئے مرد و زن کالوں گوروں کی سوچیں خلافت کے ایک جھنڈے تلے وحدتِ فکر کا ایسا خوبصورت نظارہ پیش کر رہی تھیں جس کی نظیر آج دنیا سے تلاش کرنا لاحاصل ہے۔

۵ اگست کو حضور نے مختلف ممالک کے مربیان کی میٹنگ میں دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں خصوصی ہدایات سے نوازا۔ مثلاً یہ کہ تمام ممالک میں اس نہج پر منصوبہ بندی ہونی چاہیئے کہ جو علاقے احمدیت سے خالی پڑے ہیں وہاں کام کیا جائے۔

اسی طرح دعوت الی اللہ کے طریقوں میں ایک عمدہ اور مفید طریق سوالات کا ہے۔

جماعتی اجلاسات اور پروگراموں میں دعوت الی اللہ کے موضوع پر بار بار تبادلہ خیالات ہونا بہت ضروری ہے۔

لندن میں قیام کے دوران میں جن جماعتوں میں مجالس سوال و جواب منعقد ہوئیں ان میں کرائڈن، ٹوٹنگ، اور آکسفورڈ شامل ہیں۔ آکسفورڈ جسے علم کا گڑھ یا کالجوں کا شہر کہنا چاہیئے، یہاں وہ کالج بھی دیکھا جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث طالب علمی کے زمانہ میں زیرِ تعلیم رہے اور اس معروف ترین وسیع و عریض کئی منزلہ بک شاپ BLACK WELLS میں بھی گئے جہاں کہا جاتا ہے کہ ہر موضوع پر انگریزی میں شائع ہونے والی دنیا کی ہر کتاب مل جاتی ہے۔ امتحان کے لئے ہم اسلام کے سیکشن میں گئے جہاں ہمارے موجودہ امام کی بعض انگریزی کتب کے علاوہ تفسیر صغیر مع اردو ترجمہ کے بھی مل گئی۔ علم کے کچھ حریص ایسے بھی دیکھے جو اس بک شاپ کو لائبریری کے طور پر استعمال کرتے ہیں کیونکہ یہاں سارا دن رہ کر بھی آپ مطالعہ کر سکتے ہیں۔ غالباً یہی وہ کتب خانہ ہے جس کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے بعض خطبات میں ذکر فرمایا اور جس سے حضور کو مخزن الکتب کے قیام کا خیال آیا۔

۲۲، ۲۳ اگست کو صدر خدام الاحمدیہ برطانیہ کی دعوت پر ہڈرزفیلڈ میں منعقد ہونے والے خدام کے سالانہ آل یو۔ کے کرکٹ ٹورنامنٹ دیکھنے، اس کی افتتاحی و اختتامی تقریب میں شریک ہونے اور تقسیم انعامات کی خدمت میسر آئی۔ ملک بھر سے آئے ہوئے نوجوان کھلاڑیوں سے ملاقات کے دوران خاکسار نے یہ بات نمایاں طور پر محسوس کی کہ انگلستان میں خلافت کی موجودگی کے گہرے اثرات احمدی نوجوانوں پر مترتب ہوئے ہیں۔

نوجوان نسل کا رابطہ خدام الاحمدیہ سے بہت وسیع ہوا ہے اور حضور کے خطبات جمعہ و مجالس عرفان اور ذاتی توجہ کے نتیجہ میں دینی و تربیتی رجحانات پیدا ہوئے ہیں۔ یہ امر جہاں اہل انگلستان کے لئے خوش آئند ہے وہاں ہم مہجوروں کے لئے ایک لمحہ فکریہ بھی ہے کہ خلیفۃ المسیح کی ظاہری موجودگی اگر گوناگوں برکات ساتھ رکھتی ہے تو ان کی غیر حاضری برکات سے محرومی کا تازیانہ بھی بن سکتی ہے۔ لیکن اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور خلافت سے اطاعت کا مضبوط تعلق قائم رکھیں تو پھر یہی ظاہری بُعد اور دوریاں قرب میں بھی بدل سکتی ہیں۔ یہی تو وہ اصل ہے جس کی بناء پر مسیح موعود.... کا گروہ آخَرِيْنَ مِنْهُمْ کہلایا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت شوقِ محبت سے انہیں یاد کرتے ہوئے فرمایا کہ اے کاش اپنے ان بھائیوں سے میری ملاقات ہو جاتی جو ابھی مجھے ملے نہیں اور بعد میں آئیں گے۔

ہڈرز فیلڈ میں دو مجالس مذاکرہ منعقد ہوئیں۔ اس کے بعد نارتھ کا دورہ ہوا۔ بریڈفورڈ، مانچسٹر اور پریسٹن کے علاقوں میں احباب جماعت سے ملاقات کے علاوہ سیر و تفریح کے مواقع بھی میسر آئے۔

اس سفر کے آخر پر بریڈفورڈ میں خدام الاحمدیہ برطانیہ کا نہایت دلچسپ پروگرام میراتھن واک دیکھنے کا موقع ملا جس میں ملک بھر سے آئے ہوئے خدام نے ۲۶ میل پیدل چلنے میں حصہ لیا اور ۲۰ ہزار پاؤنڈ (نو دس لاکھ روپے) کی خطیر رقم چندہ جمع کر کے کینسر میں مبتلا بچوں کے لئے ہسپتالوں میں نیز صومالیہ کے قحط اور فاقہ زدہ بچوں کے لئے امداد کی گئی۔ اس سلسلہ کی پہلی پر رونق تقریب ۲۹ اگست کو بریڈفورڈ کے قریب ایک سکول کے ہال میں ہوئی۔ علاقہ کے تین میئر صاحبان اور ایک وزیر مملکت بھی تشریف لائے جنہوں نے اس امدادی مہم کو خوب سراہا۔ حضور انور نے بھی اس تقریب کو رونق بخشی۔ اس موقع پر متعلقہ مستحق اداروں کے نمائندوں کو امدادی چیک پیش کئے گئے۔ آخر میں مہمانوں کی تواضع کے لئے باربیکیو BARBECUE کا نہایت عمدہ انتظام تھا۔ جملہ مہمانوں کو مرغ اور بکرے کے گرم گرم تکے اور کباب پیش کئے گئے جو مستعد خدام کی ہمت اور محنت سے ساتھ ساتھ تیار ہو رہے تھے حضور انور نے بھی مہمانوں کے درمیان تشریف لا کر کھانا تناول فرمایا۔ ۳۰ اگست کی صبح خراب موسم اور بارش کے باوجود میراتھن واک کے آغاز کے وقت بنفس نفیس حضور انور نے تشریف لا کر باہمت خدام کو دعا کے ساتھ روانہ کیا پھر اس راستے کا معائنہ فرمایا جس پر

سیر ہوئی تھی۔ کئی غیر مسلم انگریز مرد اور عورتیں بھی بڑے جذبہ ہمدردی کے ساتھ پیدل چل کر چندہ اکٹھا کرنے کی مہم میں شریک ہوئے۔ ان لوگوں کے لئے کمزوروں اور بیماروں کی خاطر احمدی نوجوانوں کے ایثار اور طوعی خدمت کا یہ مظاہرہ نہایت اثر انگیز اور حیران کن تھا۔ بالخصوص مغرب کے اس ماحول میں جہاں مسلمانوں کو یدِ علیا نہیں یدِ سفلی حاصل ہے اور ان کے لئے دینے کی نسبت کچھ لینے کے مواقع زیادہ ہیں چنانچہ کئی مہمان انگریزوں نے اس امر کا اظہار بھی کیا کہ یہ سب کچھ اہل مغرب کے ان تاثرات سے بہت مختلف ہے جو وہ مسلمانوں کے بارے میں رکھتے ہیں الغرض یہ پروگرام بہت کامیاب رہا۔ میراتھن واک کے افتتاح کے بعد حضور انور مانچسٹر مشن کی تقریب افتتاح کے لئے تشریف لے گئے۔ ہمیں بھی وہاں جا کر اس نئے وسیع اور خوبصورت مشن کی افتتاحی تقریب میں حضور انور کی مجلس عرفان اور پھر جماعت مانچسٹر کی طرف سے دی گئی دعوت طعام میں شرکت میسر آئی۔ (اس دورے میں برادرم مکرم حبیب الرحمن زیروی نمائندہ صدر انجمن جلسہ برطانیہ کی بھی معیت حاصل رہی)۔ مانچسٹر کی مجلس سوال و جواب میں اطفال نے بھی خوب حصہ لیا۔

ایک بچے نے حضور سے آپ کا دل پسند مشغلہ پوچھا تو حضور نے برجستہ فرمایا کہ چھوٹے بچوں سے گفتگو کرنا پھر کچھ اور مشاغل جیسے سیاحت، پہاڑی چوٹیاں سر کرنا، تیراکی، گھڑ سواری، سکواش وغیرہ کا بھی ذکر فرمایا۔ لیکن یہ اصولی نکتہ بیان فرمایا جو بالخصوص نوجوانوں کے یاد رکھنے کے لائق ہے کہ زندگی کے لطف اٹھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کائنات میں انسان کی دلچسپی اور لذت کی اتنی چیزیں پیدا کی ہیں کہ اگر ذوق سلیم ہو تو انسان زندگی سے بہت وافر حظ اٹھا سکتا ہے اور عارضی اور گندی لذات سے بچ سکتا ہے۔

نارتھ کے دورے سے لندن واپسی ہوئی تو انصار اللہ کا سالانہ اجتماع تیار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک پہلو اخلاق و آداب کے موضوع پر تقریر بھی ہوئی حضور انور کے ساتھ اس اجتماع میں ایک اہم پروگرام محفل سوال و جواب کا تھا۔ ایک سوال کا جواب مختصراً دلچسپی کی خاطر کر دیتا ہوں۔

فلیغیّرن خلق اللہ (النساء ۱۲۰) کی لطیف تفسیر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ یہ پیشگوئی جو چودہ سو سال پہلے کی گئی تھی آج پوری ہو رہی ہے جو GENETIC ENGENERING میں سائنسدان جانوروں پر ان کے جینز (GENES) کے آپریشن کے ذریعہ تبدیلی کے تجربات کر رہے ہیں۔ حضور نے اس قرآنی آیت کی روشنی میں تنبیہ فرمائی کہ جیسا کہ اس سلسلے میں کیے جانے والے تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ اس کے نتائج بہت خطرناک بھی ہو سکتے ہیں اور خدائی تخلیق میں تغیر اور GENES کی تبدیلی سے ایسی مخلوق بھی ظہور میں آسکتی ہے جو انسان سے کہیں زیادہ طاقتور ہو۔ اور انسان کے قابو میں آنے کی بجائے الٹا اس کی ہلاکت و تباہی کا موجب بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شرور سے محفوظ ہی رکھے (آمین)۔

حضور نے یہ ذوقی علمی نکتہ بھی خوب ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ قرآن میں نوسو پچاس سال مذکور ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ وہ نوح علیہ السلام کے "شیعہ" یعنی گروہ میں سے تھے گویا ان کے تابع تھے جب کہ دوسری طرف قرآن شریف میں ملت ابراہیم اور صحف ابراہیم وغیرہ کا الگ ذکر بھی آیا ہے۔ حضور نے اس کی ایک تطبیق بیان فرمائی کہ ممکن ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کا زمانہ حضرت نوح علیہ السلام کے نوسو سال بعد ہوا اور پچاس سال انہوں نے شریعت نوح کے تابع گزارے اس کے بعد انہیں دین ابراہیم یا صحف ابراہیم عطا ہوئے ہوں۔

انصار اللہ کے اختتامی پروگرام میں تقسیم انعامات کے وقت ملتان پاکستان کے ایک ۸۰ سالہ داعی الی اللہ تیرہ میل پیدل چلنے کے مقابلہ میں تمغہ حاصل کرنے کے لئے آئے تو حضور نے ان کی بیعتوں کی تعداد پوچھی اور ایک معقول تعداد میں بیعتیں کرانے پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ پھر اپنے اختتامی خطاب میں حضور نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ انصار اللہ کی عمر ریٹائرڈ ہو کر بے کار رہنے کی نہیں بلکہ اصل کام کی عمر تو یہی ہے۔ انبیاء کو تو نبوت بھی اس پختگی کی عمر میں ملا کرتی ہے۔ پھر حضور نے ۸۰ سالہ ملتانی بوڑھے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے باوجود اس بڑھاپے کی پابندیوں کے مشکل حالات میں اسقدر بیعتیں کروائی ہیں۔ یہ اس لحاظ سے آپ سب کے لئے ماڈل اور نمونہ ہیں۔ اس لئے آپ میں سے ہر ایک کو ایسا پھل دار داعی بننا چاہیئے۔

لنڈن میں قیام کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ نے جلسہ سالانہ پر آنیوالے بیرونی مہمانوں کے اعزاز میں ایک استقبالیہ کا انتظام کیا۔ ان کی مرکزی عاملہ سے میٹنگ بھی ہوئی جس میں انہوں نے پاکستان میں خدام الاحمدیہ کی مساعی کے بارہ میں استفسار کئے۔

مجلس انصار اللہ برطانیہ نے بھی مہمانان بیرون کے لئے ایک استقبالیہ کا اہتمام کیا جس کے بعد بہت دلچسپ مجلس میں مہمانوں نے سٹلائیٹ پروگرام پر حضور کے خطبات دکھانے کے بارہ میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ انہی دنوں لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع بھی ہوا۔ ان تمام ذیلی تنظیموں کی مساعی میں پہلے کی نسبت اب زمین آسمان کا فرق ہے جو بلاشبہ حضور کی ذاتی توجہ اور نگرانی کا مرہون منت ہے۔

۸ ستمبر کو حضور انور یورپ کے بعض ممالک کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ خاکسار کا پروگرام بھی جرمنی کے جلسہ میں شرکت کے بعد ناروے اور وہاں سے پاکستان واپسی کا تھا اس لئے حضور انور کی شفقت خاص سے جرمنی تک قافلے میں شرکت کی سعادت مل گئی۔ بلجیئم کا مشن ۱۹۸۶ء کے دورے میں بھی دیکھا تھا مگر اب تو اس کے مقابل پر ایک غیر معمولی انقلاب نظر آیا۔ کیا بلحاظ مشن کی وسعت اور ترقی اور کیا بلحاظ جماعت کی تعداد۔ اب کے تو باقاعدہ بلجیئم کی سالانہ شوریٰ حضور کے زیر صدارت منعقد ہوئی۔ جس میں ملک کی عاملہ کے انتخاب ہوئے اور سالانہ بجٹ وغیرہ پیش ہوا۔ بلجیئم

میں احباب جماعت کے ساتھ الگ مجالس سوال و جواب ہوئیں اور زیر دعوت غیر مسلم مقامی باشندوں کے ساتھ علیحدہ اور یہ سب پروگرام بہت ہی ازدیادِ علم و ایمان کا موجب ہوئے۔ دلچسپی کے لئے چند سوالات کا اشارۃً ذکر مناسب ہوگا۔

ایک دوست نے پوچھا کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر خدا ہے تو پھر دنیا میں بھوک اور افلاس کیوں ہے؟ حضور نے فرمایا اس لئے کہ دنیا نے خدا سے تعلق منقطع کرلیا ہے۔ ایک نوجوان نے پوچھا کہ مردوں کے چہرے پر داڑھی کے بال رکھنے میں کیا حکمت ہے؟ آپ نے برجستہ فرمایا جو عورتوں کے چہروں پر بال نہ رکھنے میں ہے۔ جس پر مجلس کشتِ زعفران بن گئی۔

مورمن فرقے کے بعض لوگوں کے سامنے حضور نے اسلام کی کامل تعلیم کا موازنہ کرتے ہوئے جب یہ مثال دی کہ یہودی شریعت میں حسبِ حالات انتقام پر زور تھا، عیسائیت میں عفو پر جبکہ اسلام نے ان دونوں چیزوں کو جمع کرلیا کہ جہاں جو طریق زیادہ مفید اور زیادہ مناسب ہو اختیار کیا جائے۔ اس پر ایک کٹر عیسائی نے محض عفو کی تعلیم پر زور دیتے ہوئے تکرار کیا کہ انتقام کی تعلیم سے سوسائٹی میں بے چینی بڑھتی ہے لہٰذا عفو کی تعلیم ہی کامل تعلیم ہے۔ تب حضور نے ان سے استفسار فرمایا کہ اگر یہ درست ہے تو پھر مغرب صدام حسین کو کیوں معاف نہیں کررہا؟ اس پر وہ بے چارے تو لاجواب ہو کر رہ گئے۔ ایک اور صاحب بولے کہ صدام نے بھی تو انتہا کردی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ انہوں نے انتہا کی یا نہیں یہ بہر حال ثابت ہوگیا کہ آپ کے نزدیک بھی اسلامی تعلیم ہی قابل عمل ہے نہ کہ محض عفو کی عیسائی تعلیم۔

۷۳ فرقوں میں ایک ناجی فرقہ اور ۷۲ کے بارہ میں "کلھم فی النار" (کہ وہ آگ میں ہوں گے) کے الفاظ حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ باقی سب فرقے جہنمی ہونگے۔ زیادہ سے زیادہ اس سے ان کے گمراہ کرنیوالے سردار مراد ہو سکتے ہیں۔

بلجیئم میں ایک روز معمول کی صبح کی سیر میں حضور نے دیہات میں ایک خوبصورت گھر دیکھا۔ جو باہر سے پھولوں کی روشوں سے سجا ہوا تھا۔ دیواروں پر بھی دیدہ زیب پھول تھے۔ حضور نے ازراہ شفقت بعد میں بطور خاص اس گھر میں جا کر اہل خانہ سے ملاقات کی اور ان کے اعلیٰ ذوق کی تعریف کر کے حوصلہ افزائی فرمائی اس طرح تعارف اور رابطہ کا بھی ایک عمدہ موقع پیدا ہو گیا۔ ۹ ستمبر کو بلجیئم سے فرنکفرٹ جرمنی پہنچے۔ پہلے حضور سیدھے مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی کے مزار پر دعا کے لئے تشریف لے گئے جہاں دوپہر مشن میں کچھ ٹھہرنے کے بعد ناصر باغ گئے۔ حضور نے جلسہ سالانہ جرمنی کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد پہلے ۷ سال سے ۱۳ سال تک کی عمر کے بچوں سے مجلس سوال جواب ہوئی۔ بعض معصوم بچے حضور کے سامنے آکر سوال بھول گئے مگر حضور نے نہایت شفقت کا

سلوک فرمایا۔ پھر ۱۳ سال سے ۲۰ سال کے نوجوانوں کے ساتھ نشست ہوئی اور نہایت حکمت کے ساتھ حضور نے اپنے ان نونہالوں کی الجھنیں دور فرمائیں۔

اگلے روز جلسہ سالانہ جرمنی اپنی شاندار روایت کے ساتھ شروع ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ پچھلے سال جلسہ جرمنی کی حاضری ۹ ہزار تھی اور امسال جلسہ برطانیہ کی حاضری جب دس ہزار ہوئی تو میں نے جماعت جرمنی سے کہا کہ انگلستان آپ سے آگے نکل گیا ہے لیکن اب جرمنی کے جلسہ کی حاضری ساڑھے چودہ ہزار سے بھی تجاوز کر چکی ہے اور صرف موٹر کاروں کی تعداد ہی تین ہزار کے قریب ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جرمنی کے جلسہ نے تو واقعی پاکستان کے جلسوں کی یاد تازہ کر دی۔ حضور نے اپنے خطبات میں جرمنی میں ہونے والے نسلی فسادات کے ضمن میں فرمایا کہ یہ جرمن قوم کے خلاف ایک سازش ہے کہ انہیں آپس میں لڑا کر کمزور کیا جاوے دوسری طرف حضور نے جرمنی میں آباد پاکستانی احمدیوں کو توجہ دلائی کہ وہ جرمن زبان سیکھیں۔ بے کار نہ رہیں اور اپنے اندر شعور پیدا کریں اور جرمن قوم سے معاشرتی لحاظ سے قریب ہو کر تعلقات بڑھائیں۔

فرنکفرٹ میں جماعت کے مرکز ناصر باغ میں جو وسعت ہو رہی ہے اور تعمیرات کے منصوبے مکمل ہو رہے ہیں اور ان میں جس طرح وہاں کے خدام اور دیگر احباب جماعت نے وقار عمل کے ذریعہ محنت اور جدو جہد سے کام کیا ہے اس کی تعریف کرتے ہوئے حضور نے فرمایا اگر جرمن قوم محنت کرنے میں جنّات الارض کہلانے کی مستحق ہے تو یہاں کے احمدی بلاشبہ جنات السماء ہیں جنہوں نے کمال ہمت اور محنت سے یہ عمارتیں کھڑی کر دیں۔ حضور نے اپنی ایک پرانی رؤیا کا بھی ذکر کیا جس میں جنات سے کام لینے کا اشارہ پایا جاتا تھا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنات مسخر کیے تھے اس طرح آپ بھی جنات سے کام لیں گے۔ ایک اور خطاب میں جرمن قوم کی تعریف کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ قوم احمدی ہو جائے تو آج دنیا کی قیادت ان کے سپرد کی جائے گی۔

جلسہ کے پہلے روز احباب جماعت کے ساتھ حضور کی مجلس سوال و جواب حسب معمول بہت دلچسپ رہی جبکہ دوسرے روز آٹھ مختلف قومیتوں کے غیر مسلم مہمانوں کے ساتھ حضور کی نہایت کامیاب اور لمبی نشست سوال و جواب کی ہوئی۔ کل حاضرین تین صد سے بھی زائد تھے۔ لیکن غیر ملکی مہمانوں کی تعداد بھی غیر معمولی تھی۔ اس مجلس کے اختتام پر سولہ افراد نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی (فالحمد للہ علیٰ ذالک)

جلسہ جرمنی کے دوسرے روز کے خطاب میں حضور نے جلسہ انگلستان میں افضال خداوندی کا بقیہ مضمون مکمل کیا اور اس سلسلہ میں افریقہ اور بعض اور ممالک سے دعوت الی اللہ بننے کی طرف توجہ دلائی۔ خواتین سے خطاب میں بھی جلسہ انگلستان کے مضمون کے تسلسل میں احمدی مستورات کی قربانیوں کا دلنشیں

تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ قربانی کے اس میدان میں بھی انہیں آگے بڑھنا چاہیئے۔

جلسہ سالانہ جرمنی میں اس عاجز کو بھی مسیح کی آمد ثانی کے موضوع پر تقریر کا موقع ملا اور ایک اجلاس کی صدارت کا بھی جس میں مکرم ہدایت اللہ ھبش صاحب اور مکرم عبداللہ واگس ھاؤزر صاحب امیر جرمنی نے جرمن زبان میں تقاریر کیں۔ ساتھ ساتھ اردو میں رواں ترجمہ بھی ہوتا رہا۔

جہاں تک جلسہ سالانہ برطانیہ اور دیگر ممالک کے دورہ کے تاثرات کا تعلق ہے سب تاثرات کا ایک غالب تاثر کہ جس سے شائد ہی کوئی جلسہ برطانیہ پر جانیوالا متاثر ہوئے بغیر واپس آتا ہو۔ یورپ میں حضور کی موجودگی کے نتیجہ میں احمدیت کے حق میں پیدا ہونے والا انقلاب ہے کیا بلحاظ وسعت اور کیا بلحاظ تعداد کیا بلحاظ تربیت اور کیا بلحاظ نظام جماعت ہر پہلو سے جماعت منظم ہو کر گزشتہ چند سالوں میں ایک قوت بن کر ابھری ہے جسے الٰہی تائید کے ساتھ جدید دور کے ذرائع و وسائل کی سب سہولتیں حاصل ہیں۔ مختلف ممالک میں جلسہ سالانہ کے انعقاد سے حضرت مسیح موعود..... کا لنگر بہت وسیع ہو کر ملک ملک میں پھیل چکا ہے بلکہ یورپ ایسے ملکوں میں آپ کے دستر خوان پر بیک وقت ہزاروں لوگوں کی مہمان نوازی کی جاتی ہے۔ بلاشبہ یہ خلافت کی برکات ہیں۔

اس ضمن میں ایک نہایت اہم اور قابل ذکر تاثر رجال فارس میں سے اس الوالعزم خلیفہ کی بے پناہ اور پر ہجوم مصروفیات کا ہے۔ انہوں نے غلبہ دین حق کی راہ میں اپنا رات دن ایک کر رکھا ہے۔ دنیا بھر کی ۱۲۸ ممالک کی جماعتوں سے ذاتی رابطہ، روزانہ سینکڑوں خطوط ملاحظہ فرما کر ہدایات دینا، مریضوں کے لئے ہومیو پیتھی کی ادویہ تجویز کرنا، دنیا بھر کی جماعتوں کے اہم انتظامی فیصلے، مختلف تقاریب میں شرکت اور احباب جماعت سے ملاقاتیں، مفید مشورے ان سب مصروفیات کے ساتھ پانچوں نمازوں کی باجماعت ادائیگی پر کمال التزام اور دیگر عبادات کا قیام، خطبات جمعہ اور تقاریر کی تیاری، صحت قائم رکھنے کے لئے روزانہ صبح کی سیر کے لئے وقت نکالنا، دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں غیر مسلموں سے رابطے، مختلف لیڈروں سے ملاقاتیں، لندن میں قائم مختلف شعبہ جات کی بالواسطہ نگرانی، اشاعت لٹریچر کے سلسلہ میں ذاتی علمی راہنمائی، اتنی متنوع اور کٹھن ذمہ داریاں ہیں کہ حیرت ہوتی ہے کہ مطالعہ غور و فکر اور آرام کا وقت کون سا میسر آتا ہوگا؟ اس سوال کا کوئی جواب اگر سمجھ آتا ہے تو یہی کہ جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور توفیق شامل حال نہ ہو یہ سب کام ہونے ممکن نہیں۔ مگر اس کے فضل خاص نے یہ سب ناممکن کام ممکن بنا دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دیار غیر میں ہجرت کے اس تاریخ ساز دور میں ہمارے پیارے امام کو عجب جاں نثار عطا کر رکھے ہیں اور برطانیہ کی جماعت کا من انصاری الی اللہ کی آواز پر والہانہ لبیک بلاشبہ اس دور کی تاریخ کا سنہری باب ہے۔ خلیفہ المسیح کے ارد گرد ان اعوان و انصار کے جھرمٹ سے لندن مشن کے ماحول میں خوب گہما گہمی

اور رونق رہتی ہے۔ اور حضور کی بنفس نفیس موجودگی کی برکت سے سب کام مشینی انداز میں نہایت برق رفتاری سے ہوتے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ رفتار بڑھاتا چلا جائے اور دین حق کا یہ قافلہ جلد تر اپنی منزل مقصود کو پالے۔ اور پھر ایسا ہو کہ مغرب کو فیض عطاء کرنے کے بعد ہمارے پیارے امام اپنی کمال جلالت شان کے ساتھ دیار مشرق کو بھی مستفیض کریں۔ آمین

لنڈن میں قیام کے دوران حضور انور کی روزمرہ زیارت اور ملاقات سے خوب آنکھیں ٹھنڈی ہوتی رہیں۔ ایک موقعہ پر ایک تفصیلی دفتری ملاقات میں حضور نے ازراہ شفقت الیس اللہ بکاف عبدہ کی انگوٹھی حضرت مسیح موعود..... کی انگشتری کے ساتھ مَس کر کے دعاؤں کے ساتھ عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ وہ سب دعائیں اس عاجز کے حق میں قبول فرمائے۔

اس سفر میں ذاتی طور پر بھی خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بے شمار جلوے اور قبولیت دعا کے ایسے پرلطف تجربات پیش آئے کہ جن کو احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ بس اپنے آقا و مطاع کی زبان میں یہی کہہ سکتا ہوں

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

ماہ اکتوبر کے شمارہ خالد صفحہ نمبر ۲۱ پر مکرمہ سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب پڑھا جائے۔ یہ نام غلطی سے مرزا منصور احمد چھپ گیا تھا۔ ہم اس غلطی پر معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

اعلانِ ولادت

مکرم و محترم ظفر اللہ خان صاحب طاہر (مہتمم اطفال) کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۹ اپریل ۹۲ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت "صبیح اللہ" عطا فرمایا۔ نومولود خدا کے فضل سے وقفِ نو میں شامل ہے۔ نومولود مکرم چوہدری حبیب اللہ صاحب (دارالبرکات) کا پوتا اور مکرم بشیر احمد صاحب (گلشن پارک مغلپورہ لاہور) کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کی عمر اور صحت میں برکت دے اور دین کا خادم بنائے۔ آمین

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم چوہدری عظمت شہزاد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ فیصل آباد کو مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۲ء کو تین بچیوں کے بعد بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام محمد عادل شہزاد رکھا ہے۔ بچہ وقفِ نو میں شامل ہے۔

نومولود مکرم محمد شریف صاحب آف کلسیاں کا پوتا اور مکرم شیخ فیض الرحمٰن صاحب مرحوم آف نارنگ منڈی کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے بچے کے نیک اور خادم دین ہونے کے لیے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (مینیجر خالد ربوہ)

SETHI BROTHERS

HIGH CLASS STAINLESS STEEL, CROCKERY
&
GENERAL ORDER SUPPLIERS

C/O:
House Hold Stainless Steel, & Crockery Shop,
Utility Super Market,
Aabpara ISLAMABAD.
Phone:- 824269

Branch:
Stainless Steel, & Crockery Shop,
Utility Super Market,
Chandni Chowk, RAWALPINDI.
Phone: 847622

2000 Property Exchange Centre (Registered)

ESTATE ADVISOR
And
INVESTMENT CONSULTANT

Proprieters:-
Mahmood Ahmad Saqib
Mumtaz Ahmad Rana

30/1-C I-College Road
TownShip, Lahore-Pakistan
Phone:- 042-840411

COMPUTER POINT

Deals in Computers, Accessories and Peripherals

کمپیوٹر۔ اس کے آلات اور پروگرام خریدنے کا بہترین مرکز،

(آپ اپنی پسند کے پروگرام بھی حاصل کر سکتے ہیں)

Syed Mohammad Mahmood
Marketing Executive

Office:-	3rd Floor Moon Plaza Chiniot Bazar Faisalabad Pakistan
Phone:-	22895
Fax:-	0411-610963
Tlx:-	43462 CTOFA PK

تمام احباب جماعت کو اکناف عالم میں ایک نئے دور کا آغاز مبارک ہو

AHMED CARPETS

Manufacturers
and
Exporters
of
Hand Knotted Woollen
Carpets
&
Rugs

Nasir Ahmad Dogar

44- Tegore Park, Lahore - (Pakistan)
PHONES: (042) 365582 - 83 - 84
FAX: 92-42-368833

AHMED ENTERPRISES

Manufacturers
and
Exporters
of
Sports Ware
&
Fashion Garments

Nasir Ahmad Dogar

44- Tegore Park, Lahore - (Pakistan)
PHONES: (042) 365582 - 83 - 84
TELEX: 44241 KHAYAM PK
FAX: 92-42-368833

کیا آپ نے اپنے مستقبل کے بارے میں کبھی سوچا؟

آیئے اپنا مستقبل محفوظ کریں

آنے والا دور کمپیوٹر کا دور ہے۔ آپ کچھ بھی بننا چاہ رہے ہوں۔ آپکا واسطہ بالآخر کمپیوٹر سے پڑیگا۔ پاکستان میں بہت سے ادارے اور شعبہ جات کمپیوٹرائزڈ ہو چکے ہیں۔ جن میں پی آئی اے۔ واپڈا۔ ریلوے۔ بینکنگ انڈسٹری، پاکستان آرمی نیوی۔ ایئر فورس۔ پاکستان شپنگ کارپوریشن۔ پولیس۔ اقتصادی ترقی کے محکمہ جات اور بہت سے دیگر نیم سرکاری و پرائیویٹ شعبہ جات شامل ہیں۔ ان شعبہ جات میں ملازمت کا حصول کمپیوٹر کے استعمال یعنی کمپیوٹر پروگرامنگ اور آپریٹنگ وغیرہ سے واقفیت سے ہی ممکن ہے۔ لاہور کمپیوٹر کالج آپ کے لئے درج ذیل کورسز پیش کر کے آپ کو روشن مستقبل کی ضمانت پیش کرتا ہے۔

برائے طلبہ و طالبات

میٹرک۔ ایف اے/ ایف۔ ایس سی۔ آئی کام/ ڈی کام۔ بی۔ اے/ بی۔ ایس سی۔ بی کام

محکمہ تعلیم پنجاب سے منظور شدہ۔ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن سے الحاق شدہ

لاہور کمپیوٹر کالج

۱۔ دربار مارکیٹ۔ داتا دربار روڈ (پائلٹ ہوٹل چوک میں
حبیب بنک (داتا دربار برانچ کے اوپر) بیرون بھاٹی گیٹ لاہور

(تفصیلات کے لئے لکھیں یا تشریف لائیں)

نوٹ: طالبات کیلئے خواتین اساتذہ اور علیحدہ لیب کا انتظام ہے۔ اور بہتر مستقبل کے لئے بیرون ملک جانے والے احباب کے لئے (کم مدت والے) سپیشل کمپیوٹر کورسز کا انتظام بھی ہے۔

HOMOEO COURSES ہومیو پیتھک کورسز

INTERNATIONAL NAME	قیمت	اردو نام
ASTHMA COURSE	65-00	دمہ کورس
BODY BUILDING COURSE	100-00	باڈی بلڈنگ کورس
DIABETES COURSE	80-00	شوگر کورس
DWARFISHNESS COURSE	100-00	چھوٹا قد کورس
EYESIGHT COURSE	85-00	کمزوری نظر کورس
HYPERTENTION COURSE	180-00	ہائی بلڈ پریشر کورس
KIDNEY STONE COURSE	185-00	پتھری گردہ کورس
LEUCODERMA COURSE	100-00	پھلبہری کورس
MYOPIA COURSE	85-00	کمزوری نظر دور کورس
OBESITY COURSE	75-00	موٹاپا کورس
PILES COURSE	45-00	بواسیر کورس
STERILITY COURSE	100-00	بانجھ پن کورس
T. B. COURSE	50-00	تپدق کورس

ان کے علاوہ ۷۶ کیور ٹیو ہومیو پیتھک کورسز کا رسالہ ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر براہ راست منگوا سکتے ہیں۔

سٹاکسٹ :-

کراچی صدر : صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ
کیرٹی : بلال میڈیکل سٹور
ملتان : ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین۔ صدر بازار
فیصل آباد : کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار
لاہور : شیراز میڈیکل سٹور بوہڑ والا چوک
: کیور ٹیو سٹور، اچھرہ شاپنگ سنٹر بالمقابل پوسٹ آفس
گوجرانوالہ : حافظ ہومیو پیتھک سٹور سیالکوٹ روڈ اور ہیڈ برج
سیالکوٹ : ڈان ڈرگ ہاؤس۔ ریلوے روڈ
منڈی بہاؤالدین : اسراری دواخانہ کمیٹی بازار
حویلیاں : ہومیو ڈاکٹر عبدالرشید تسلیم ڈاکخانہ روڈ حویلیاں

واہ کینٹ : طیب ہومیو پیتھک کلینک۔ انوار چوک
بہاولپور : طارق ہومیو میڈیسن کمپنی۔ شاہدرہ بہاولپور
میاں چنوں : محمد رفیق ہومیو سٹور نشتر روڈ
کوئٹہ : ہومیو ڈاکٹر منیر الحسن۔ غلام نبی روڈ
پشاور : الشفاء ہومیو سٹور۔ سکندر پورہ
: ڈاکٹر لطف الرحمٰن ہومیو میڈیکل سنٹر
نزد پوسٹ آفس سکندر پورہ
شیخوپورہ : لاثانی میڈیکل سٹور سرگودھا روڈ
مظفر آباد : پاک میڈیکل ہال مین بازار
راولپنڈی : جرمن ہومیو لیبارٹریز۔ بوہڑ بازار۔

کیورٹیو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ ربوہ پاکستان فون ۶۰۶/۷۷۱

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اِک جوش ہے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے **خطبات** بذریعہ سٹیلائٹ چار برّاعظموں میں نشر ہونے پر ہم سب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ تمام احمدی احباب کو بھی مبارک ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ سلسلہ جاری و ساری رکھے اور اس میں غیر معمولی برکت دے۔

ہم ہیں خُدّامِ احمدیّت

۱۔ مجلس خدام الاحمدیہ رحمان پورہ طاہر بلاک ضلع لاہور
۲۔ " " وحدت کالونی " "
۳۔ " " گارڈن ٹاؤن " "
۴۔ " " ماڈل ٹاؤن " "
۵۔ " " ٹاؤن شپ " "
۶۔ " " کوٹ لکھپت " "
۷۔ " " ڈیفنس کالونی " "
۸۔ " " ٹھوکر نیاز بیگ " "
۹۔ محمد الیاس خان ناظم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ " "

MONTHLY KHALID RABWAH
Digitized By Khilafat Library Rabwah
Regd. No: L 5830 NOVEMBER 1992
EDITOR:- MUBASHIR AHMAD AYAZ